قال اللہ تعالیٰ

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ

اور جو لوگ خدا کی نازل کی ہوئی کتاب (قرآن مجید) کے موافق فیصلہ نہیں کرتے تو درحقیقت یہی لوگ منکر حق پوش ہیں

المنۃ للہ کہ این رسالہ نافعہ با دلائل ساطعہ بجواب رسالہ مولوی احمد رضا صاحب بریلوی المسمی بہ

القول العجیب

فی ردّ

حامد المجیب



در مطبع شمسی بستی حیدرآباد دکن صانہا اللہ عن الشرور طبع شد

سنہ ۱۳۲۰ھ

فہرست غلط نامہ رسالہ قول عجیب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٨	٨	کڈپے	گدپے	٢٨	٢	تحلنی	تجلینی	٧٠	٢٤	سلامہ	سلام[illegible]
١١	١١	المدنیۃ	المدینۃ	٣٠	١٤	کندن	جان کندن	٧١	١٦	فان	قرآ[illegible]
[illegible]	١٤	الدجالَ	الدجالُ	٣٦	٣	خرقیل	حزقیل	٧٥	١٣	اوبجا	آحاد[illegible]
[illegible]	٤	حاضر	خاطر	٤١	١٧	رلہدے	رکھدے	٧٥	١٨	نقازیر	تقادیر
١٥	١٣	قربانی	قرآنی	٤٦	٧	اچیاے	احیاء	٧٦	٣	ھین	کمین
[illegible]	١٣	ارے	اڑے	٤٩	٧	لی بی	فی کی	٧٦	٣	احباث	حیات
[illegible]	١٦	العاس	العباس	٤٩	١٦	انہین	نہین	٧٦	٧	العبدو	العبد[illegible]
[illegible]	٥	انی	×	٥١	٢	سبق	سیبق	٧٨	٢٥	باروۃ	بابروۃ
[illegible]	١	قرش	قریش	٥١	٣	الذین	الدین	٨٩	١٣	صخرفون	محرفو[illegible]
[illegible]	١	کہم	کہم	٥٦	١٥	تدبیر	تدبیہ	٨٩	١٨	ہیر۔ گرجابان	۔۔ گرجا[illegible]
[illegible]	٢	مکرمت	مکرمتہ	٥٨	٦	صر	×	٧٩	٢٣	احمق	حمق
[illegible]	٣	ساہ	راہ	٥٩	٢١	لو۔ ملابت	لو۔ ثابت	٧٣	٣	ثبوت	ثبوت
[illegible]	٨	رے	بارے	٦٠	٢١	الاعمال	الاہمال	٨٩	١١	محبیت	محبیت
[illegible]	١٨	البدر	البدء	٦١	٩	متواسطے	متوا۔ سطے	٨٩	٢١	نرہا	رہا
[illegible]	٢٠	بجد	بجسد	٦٣	١٠	دستی	دستی	٩٠	١	تدبیر	تدیر
[illegible]	٣	اشارت	اشارۃ	٦٤	١٤	پالے گیا	پاسے گیا	٩٠	٢١	تمنہ	تمسخر
[illegible]	[illegible]	الاب	آب	٦٦	١٧	لگے ہنے	لگتے ہیں	٩٠	٢٣	الصمام	الصادق
[illegible]	٢٠	ایمانی	بے ایمانی	٦٧	١٠	کانا	کامرنا	٩٠	٢٣	منثاز	منشا[illegible]
[illegible]	٢١	الکنا	ابلکنا	٦٨	٣	النیب	الغیب	٩٢	١٩	کوکہا	کو
[illegible]	١٨	یقنی	یقلبنی	٧٠	٢٠	قانونی	قانون				

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم
ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین

شہر پٹنہ سے تحفہ حنفیہ نامی ایک ماہواری رسالہ شائع ہوا کرتا ہے جس مین
اکثر اہل حدیث اور مقلدین کی نکتہ چینیان ہوا کرتی ہین۔ اور اس ماہواری
رسالہ کے بانیون نے اپنے زعم مین اصلاح خلق کا بیڑا اٹھایا ہے مگر انہین یاد رہے
کہ زبانی لفاظیون سے کچھ کام نہین چلتا۔ جب تک روح القدس سے تائید
نملے اور الہام وکشف اسکے موید نہون۔ تو یہہ خیال ہمارے نزدیک ایک
سطحی خیال سے بڑھکر نہین۔ بجز اس کے کہ دبے ہوئے خانگی جھگڑے پھر نئے
سرے سے زور پکڑتی ہین اور عمدہ نتیجہ نظر مین نہین آتا۔ یہہ کام ایک عظیم الشان
امام کا ہے جو خدا کی طرف سے اس کام کے لئے مامور ہو کر آوے۔ اور وہ اس
قلمی جہاد کے زمانہ مین سلطان القلم کا لقب پاکر قرآنی حربہ سے مخالفین اسلام
پر حملہ کرنے کے لئے ہر طرح تیار ہو۔ ہم دیکھ رہے ہین کہ اس رسالہ بانیون کے
ہاتھ مین سوائے اس کے کہ دوسرون کے اقوال کا پورا انتقال ہو کوئی ذاتی
جوہر نہین ہے سب پر حملہ کرتے کرتے اندنون امام ربانی سیدنا مسیح موعود
حضرت امام مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے منہ آیا ہے اور آپین نشانین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُبحانَکَ لا عِلمَ لَنا اِلّا ما عَلَّمتَنا اِنَّکَ اَنتَ العَلِیمُ الحَکِیمُ
رَبَّنا افتَح بَینَنا وَبَینَ قَومِنا بِالحَقِّ وَاَنتَ خَیرُ الفاتِحِینَ

شہر پٹنہ سے تحفہ حنفیہ نامی ایک ماہواری رسالہ شائع ہوا کرتا ہے جس میں اکثر اہل حدیث اور نیز دیگر علما کی نکتہ چینیاں ہوا کرتی ہیں - اور اس ماہواری رسالہ کے بانیوں نے اپنے زعم میں اصلاح خلق کا بیڑا اٹھایا ہے مگر انہیں یاد رہے کہ نرے لفاظیوں سے کچھ کام نہیں چلتا جب تک روح القدس سے تائید نہ ملے اور الہام ولفظ اسکے موید نہوں - تو یہہ خیال ہمارے نزدیک ایک سطحی خیال سے بڑھکر نہیں - بجز اس کے کہ دبے ہوئے خانگی جھگڑے پھر نئے سرے زور پکڑیں کرتی اور عمدہ نتیجہ نظر میں نہیں آتا - یہہ کام ایک عظیم الشان امام کا ہے جو خدا کی طرف سے اس کام کے لئے مامور ہہو کر آوے - اور وہ اس قلمی جہاد کے زمانہ میں سلطان القلم کا لقب پاکر قرآنی حربہ سے مخالفین اسلام پر حملہ کرنے کے لئے ہر طرح تیار ہو - ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس رسالہ بانی کے بانیان سوائے اس کے کہ دوسروں کے اقوال کا پورا انقال ہو کوئی ذاتی جوہر نہیں ہے سب پر حملہ کرتے کرتے ان دنوں امام ربانی سیدنا مسیح موعود حضرت امام مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے منہ آیا ہے اور آئین شنائین

بکواکر کے چاہا ہے کہ اپنے منہ کی ہوا سے اس نور اللہ کو بجھا دے مگر واللہ مُتِمُّ نُورِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ کے وعدہ کی رو سے اس کی ساری کوشش بیکار ہو کر رہیگی۔ ہمیں سخت رنج ہوا ہے کہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس ناخدا ترس حامد رضا بریلوی اور اس کے ہاتھ میں ہاتھ ملانے والے قرآنی محاورات سے بے خبر چار پانچ کٹھ ملا افغانوں سے ملکر ایک طالب کے سوال کے جواب میں صفحے کے صفحے کالے کر کے اصل غرض کو در پردہ کرنے میں کوشش کی ہے۔ اور ناحق کی زحمت اٹھا کر بھی سائل کو منزل مقصود تک نہیں پہونچایا بیچارے کی طلب کی پیاس جیسی تھی اب بھی بحال خود باقی ہے۔ اگر خدا نے چاہا تو ہم اس رسالہ کے آخر میں طالب حق سائل کا جواب چند سطروں میں دیکر حیات جاودانی کے آب شیرینی کے پیالہ کو اس منہ سے لگا دینگے جس سے کبھی وہ بار دیگر پیاسا نہوگا۔
ناخدا ترس مجیب کو چند لفظوں کے سمجھنے میں سخت دھوکا لگا ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ چند مقدمات میں اس کی تفہیم کردیں تاکہ آپکو مقاصد کے سمجھنے اور ناظرین منصفین کے فیصلہ کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آوے۔

مُقَدِّمہ اُولیٰ

ابن مریم کے بیان میں۔

ہمارے مخالفین بھائی اس بات پر بڑا ہی زور دیتے ہیں کہ جہاں کہیں لفظ ابن مریم آجاوے اس سے مراد عیسیٰ نبی اللہ خاتم انبیائے بنی اسرائیل ہیں لا غیر انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ دعوے محض بے دلیل اور سراسر تحکم ہے۔ کیا کسی عورت کا نام مریم نہیں ہوتا۔ اگر اس کے بیٹے کو ابن مریم کہیں تو کوئی امر ناجائز ہے عیسیٰ

موسیٰ - ابراہیم - محمد - ہزاروں مسلمانوں کے نام ہین کیا کسی کا ذہن اس طرف منتقل ہو سکتا ہے کہ یہہ نام والے درحقیقت وہی پیغمبر ہین جن کو ہدایت کے لئے خدا تعالیٰ نے مبعوث کیا تہا کیا تمہین بخاری کی وہ حدیث یاد نہین رہی کہ جسمین ابوسفیان اور ہرقل بادشاہ روم کے سوال وجواب مندرج ہین ابوسفیان جب دربار شاہی سے لوٹے تو اپنے ساتھیون سے کہا لَقَدْ اَمِرَ اَمْرُ ابْنِ اَبِی کَبْشَۃَ اِنَّہٗ یَخَافُہٗ مَلِکُ بَنِی الْاَصْفَرِ - یعنی ابن ابی کبشہ (جس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین) کا کام غالب ہوگیا - بن گیا کہ اس سے پادشاہ بنی اصفر ڈرتا ہے حالانکہ آنحضرت کے والد کا نام عبداللہ تہا اور آپ کے ابائے کرام مین بھی کسیکا نام ابو کبشہ نہ تہا - کہتے ہین کہ یہہ شخص ملک عرب مین تمام کے خلاف پر توحید پر قایم تہا - ادنیٰ مناسبت ومشابہت کی وجہ سے ابوسفیان جیسے قریشی فصیح بلیغ عرب کے سردار نے محمد بن عبداللہ کو ابن ابی کبشہ قرار دیا - اور اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے بھی مسافر کو ابن السبیل کے نام سے یاد کیا ہے اور لغت عرب مین چاند کو ابن اللیل کہتے ہین - اور ابنائے روزگار کا لفظ اتنا ہمارے بول چال مین آتا ہے - اور کبھی ان الفاظ سے معنے حقیقی مراد نہین لی گئی - اور سورہ تحریم مین اللہ تعالیٰ نے عام مسلمانون کو مریم بنت عمران اور آسیہ زوج فرعون سے تشبیہ دی ہے اور مسلمانون کو مریم بنت عمران اور آسیہ ٹہرایا ہے اور عارف قرآن پر پوشیدہ نہین ہے کہ بروز کا مسئلہ قرآن مین بکثرت پایا جاتا ہے - جیسے ایک شخص جب اس کے کسی گذشتہ انسان کے خوبو سیرت وصورت مین باہم کیفقدر مشابہت ہوتی ہے تو کہتے ہین کہ یہہ فلان گذشتہ انسان کے قدم پر آیا ہے اسی اصول پر یہہ مشہور قول ہے لکل فرعون موسیٰ ولکل دجال عیسیٰ -

اور اس ضرب المثل منقولسے وہ دعوے غلط نکلا کہ اسم علم مین تاویل کرنا
جائز نہین اور اکثر اولیائے امت پر الہام و کشف سے یہہ امر ظاہر ہوگیا
ہے کہ وہ فلان نبی کے قدم پر آئے ہین تو انہون نے علانیہ اسکا اظہار بھی کردیا
ہے۔ حضرت بایزید بسطامی پکار کر کہتے ہین کہ مین ہی نوح اور مین ہی ابراہیم
مین ہی موسی مین ہی عیسی مین ہی محمد ہون دیکھو تذکرۃ الاولیا۔ شاہ نیاز احمد
بریلوی اپنے دیوان مین لکھتے ہین۔ ؎ احمد ہاشمی منم عیسی مریم من ام۔ من
نہ منم نہ من من ام۔ حدیث کی کتاب پڑہنے والے خوب جانتے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر و عمر و عثمان و علی وغیرہم صحابی کو ابراہیم و نوح جبریل و
میکائیل وغیرہم ملائکہ سے مثال دی ہے دیکھو عسل مصفی کہ اس کے مصنف نے اس
مماثلت کو بسط کے ساتھہ بیان کیا ہے۔ نظامی گنجوی بہی اپنے ضمیر کو مریم صفت
قرار دیتے ہین ؎ ضمیرم نہ زن بلکہ آتش زن است۔ کہ مریم صفت بکر
آبستن است۔ اگر کوئی بلید الذہن اتنے روشن دلائل پر بھی لفظ ابن مریم
یا لفظ عیسی مین تنکیر و تعمیم کو جائز نہ رکھے اور اسم مین تاویل کو ممتنع سمجھے تو
ہم ایک روایۃ بخاری کو پیش کر کے سوال کرتے ہین کہ آیا یہان تعمیم ہے یا نہین
اور اگر نہین ہے تو ہم آپ کے ایمان پر فاتحہ خیر پڑہ دیتے ہین وہ حدیث یہہ ہے
کہ کوئی مولود شیطانی لمس سے محفوظ نہین رہا مگر مریم اور اس کا بیٹا۔ اگر لفظ
مریم اور ابن مریم مین تعمیم نہو اور یہہ تاویل نکیجائے کہ جو مسلمان متقی ان دو
مان بیٹے کی صفت مین متصف ہو وہ وسوسہ شیطانی سے محفوظ رہتا ہے۔
تو ان عبادی لیس لک علیہم سلطان وغیرہ متعدد آیات کی صریح مخالفت کے یا وجود
ایک سخت مشکل درپیش ہوتی ہے کہ انبیائے کرام جن مین رسول اللہ سید المعصومین
بھی داخل ہین انمین سے ایک بھی شیطانی مس اور اوس کے وسوسہ کی زد سے

محفوظ نہیں رہا اعاذنا اللہ منہ ہمارا بدن کانپ اوٹھتا ہے کہ جب ہم کسی سے یہہ سنتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطہر مقدس قلب میں شیطان کا تسلط ہو جایا کرتا تھا
پس ہمارا ایمان بالقرآن وبالرسول یہہ فتوی دیتا ہے کہ اگر اس حدیث میں تاویل
نکیجائے اور مریم وابن مریم سے ہر متقی مراد لیجائے تو ضرور بقول علامہ زمخشری یہہ
حدیث موضوع ہونے سے زیادہ رتبہ نہیں رکھتی مگر ہم نہ اصح الکتب بخاری کی روایتہ
کو موضوعیت کی طرف منسوب کر سکتے ہیں اور نہ ہمارے پاس اور نہ کسی ذی علم کے
پاس ہمارا جائز ہے اس لیے تعارض قرآنی وحدیثی کے ارتفاع کے لیے بجز اس کے
چارہ نہیں کہ مریم وابن مریم کے لفظ سے عام معنی لے لیں یعنی جس مرد متقی میں مریم وابن
مریم کے اوصاف حمیدہ پائے جائیں وہ شیطانی وساوس سے محفوظ و مامون رہا کرتا
ہے۔ ہماری اس تاویل کی صحت بخاری کی دوسری روایت سے بخوبی ہوتی ہے
جسمیں لکھا ہے کہ جو مرد اپنی بی بی سے جماع کرتے وقت اس دعا کو پڑھے بسم اللہ
اللھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا۔ اور خدا تعالی
اس کو لڑکا لڑکی عنایت کرے تو وہ لڑکا لڑکی شیطان کی ضرر دہی اور وسوسہ
اندازی سے بچ جاتی ہیں قابل غور ہے کہ یکبار بحالت جماع جناب الٰہی میں دعا
کرنیوالا اور شیطان رجیم سے پناہ مانگنے والا جب وہ اور اوس کی اولاد ضرر
شیطانی سے محفوظ رہیں تو جو لوگ اول درجہ کے متقی ہیں اور شب و روز استغفار
پڑھا کرتے ہیں کیونکر اپر شیطانی تسلط ہو سکتا ہے اور اصول فقہ کا مسلم
قاعدہ ہے کہ جہاں معنی حقیقی متعذر ہوں تو وہاں معنی مجازی لینا چاہیے۔ جب متعدد
آیات قرآنی (جنکا ذکر ہم خاتمہ میں کرینگے) اور متعدد احادیث نبوی ابن مریم
علیہ السلام کے وفات کے بصراحت مقتضی ہیں تو پھر نزول ابن مریم سے معنی حقیقی یقین
کرنا اور وفات یافتہ انسان کو آسمان سے اتارنا اور نزول بروزی جسکی صحت صدہا

آیات کتاب مجید سے پائی جاتی ہے اس کا انکار کرنا خلاف اصول دسرا
جہالت و فضول ہے۔ کیا مردہ دوبارہ دنیا مین آسکتا ہے۔ ہمارے مخالفین بھائیون کی
عقل اس کے جواب مین جو پیش کرتی ہے وہ یہہ کہ کیا خدا ئے تعالی مین قدرت نہین
کہ مردہ کو دوبارہ زندہ کر سکے۔ اسکا مفصل جواب مجیب کے رد مین آیندہ لکہینگے مگر
سردست ان چند جملو نپر بس کرتے ہین کہ جب قدرت کے سامنے سارے محالات عقلیہ
و نقلیہ ممکن الوقوع ہین تو علماے اصول سے سخت غلطی ہوئی کہ معنی حقیقی کے تعذر کے
وقت مجازی معنی کے اختیار کو ضروری سمجہا۔ مگر جب ہم قرآن پر ایک نظر ڈالتے ہین
تو آیات قرآنی اسی اصولی قاعدہ کو مستحکم کرتی اور علمائے اصول کے اس
راے کو بڑی زور سے تائید دیتی ہین سارا قرآن استعارہ و مجاز سے بہرا پڑا ہے
اور حق تو یہہ ہے کہ فصاحت و بلاغت کے اسباب سے ایک سبب یہہ بھی ہے۔ عجیب
حیرت انگیز واقعہ ہے کہ جب حیات ابن مریم کے قائلین دلائل قاطعہ قویہ سے لاجواب
ہو جاتے ہین تو انکا آخری عذر یہہ ہوتا ہے کہ کیا خدا ئے بر تر مین مردہ کے زندہ
کرنے کی قدرت نہین۔ ہم کہتے ہین کہ یہہ صحیح ہے مگر اسکا کیا معنی کہ زید زمین پہ
مرے اور زمین مین دفن کیا جائے اور زندہ ہوکر اٹھے تو آسمان سے آوے
ہذا شئی عجیب و امر غریب۔ ہمارے مخالف بھائیون نے اگر ابو تراب کی کنیت
پر غور کیا ہوتا تو انہیں ابن مریم کی کنیت مین ایسی دقتین در پیش نہوتین۔
کیا علی مرتضی کرم اللہ وجہ کے کسی لڑکے کا نام تراب تہا ہرگز نہین۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ادنی مناسبت کی وجہ سے کہ ان کے بدن پر مسجد نبوی
مین لیٹنے کے سبب سے دہول لگ گئی تہی تو ارشاد فرمایا قُم یا ابا تراب
پس اگر وہی فصیح بلیغ رسول عربی فداہ ابی و امی اپنی پیشگوئی مین مناسبت
و مشابہت نامہ پائے جانے کی وجہ سے کسی اپنے غلام کا نام ابن مریم رکہدے

تو اس سے کونسا استبعاد عقلی و نقلی لازم آتا ہے جسپر شور برپا کیا گیا ہے۔ ابو ہریرہ کے لفظ پر بھی غور کرو۔ اس آسمانی مرد غلام احمد کی مشابہت ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر دیکھنی منظور ہو تو ایام الصلح اور ازالہ اوہام اور آئینہ کمالات اسلام وغیرہ کا مطالعہ فرمائیے۔

مقدمہ ثانیہ

نزول کے بیان میں۔

ہمارے مخالفوں کو اس لفظ کے استعمال میں سخت دھوکا ہوا ہے مسیح موعود کی احادیث میں جہاں جہاں لفظ نزول ینزل آتا ہے تو یہ لوگ بلا تامل اس سے نزول من السما مراد لیتے ہیں اور اسی سبب سے جہاں کہیں قرآن و حدیث میں اسکے خلاف معنے مفہوم ہوتا ہے تو وہاں تاویل کیا کرتے ہیں اور بلا سبب نصوص کو ظاہر معنے سے پھیرتے ہیں۔ سو جاننا چاہیئے کہ اس لفظ نزول کا استعمال متعدد و مختلف معنی میں ہوا کرتا ہے کہیں بمعنی پیدایش اور کہیں بمعنی بعثت و خروج اور کہیں بمعنی اُترنا اور ٹھہرنا اور قیام کرنے کے آتا ہے فنلا وحی اور پانی اور ملائکہ اور کتاب سماوی میں اگر نزول و انزال کا لفظ آیا ہے تو وہاں البتہ اترنے کا معنی ہی کرنا چاہیئے قال اللہ تعالی۔ وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ۔ وَ اَنْزَلْنَا التَّوْرَاتَ۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ فِی لَیْلَۃِ الْقَدْرِ۔ تَنَزَّلُ الْمَلَائِکَۃُ وَ الرُّوحُ اور اگر معنی اشیا کے ساتھ اس لفظ کو لاویں خواہ وہ انسان ہو یا حیوان یا جمادات تو لامحالہ وہاں معنی پیدایش و بعثت و خروج و قیام کا معنی ہی مراد ہوا کرتا ہے جیسا فرمایا اللہ تعالی نے وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ الآیۃ پارہ ۲۷ رکوع ۱۹۔ یعنے ہمنے

لوہا پیدا کیا اگر یہاں نزول من السماء مراد لیں تو مشاہدہ کے صریح خلاف ہے
کیا کسی نے دیکھا ہے کہ لوہا آسمان سے اوترا کرتا ہے کانوں سے نہیں نکلتا
قال اللہ تعالیٰ یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوآتکم
وریشا پارہ ۸ رکوع ۱۰ - کیا کپڑوں کے تھان یا کرتہ یا پائجامہ بنے بنائے
آسمان سے اترتے ہیں یا یہیں زمین میں پیدا ہوتے اور بنتے ہیں - قال اللہ تعالیٰ
وانزل لکم من الانعام ثمانیۃ ازواج پارہ ۲۳ رکوع (۱۵)
یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جانوروں کے آٹھ جوڑے پیدا کئے - اگر یہاں
نزول سے نزول من السماء مراد لیتے ہو تو اونٹ گھوڑے گدھے خچر گائے بیل بکری
وغیرہ جانوروں کا آسمان سے اترنے کا ثبوت تمہارے ذمہ ہوگا وھو غیر ثابت بل و
محال قطعاً - اور نزیل اس شخص کو کہتے ہیں کہ جو سفر کرتا ہوا کسی مقام پر ٹھہر جاوے
اور جہاں پر ٹھہرتا ہے اس کو منزل کہتے ہیں - ہرگز یہاں نزول من السماء مراد
نہیں ہوا کرتی پس جہاں کہیں مسیح موعود کے لئے نزول کا لفظ مستعمل ہوا ہے
وہاں قطعاً بعثت و ارسال کا معنی مراد ہے اگر ہمارا بھائی اتنے دلائل پر بھی اپنے
عناد کو نہ چھوڑے اور نزول من السماء پر مصر رہے تو ہم اور چند قرآنی و حدیثی
نظائر پیش کرکے انکا مطلب حسب اصرار خود اس کے منہ سے سننا چاہتے ہیں -
فرمایا اللہ تعالیٰ نے قد انزل اللہ ذکرا رسولا یتلو علیکم آیات اللہ
یعنی اللہ تعالیٰ نے ایک یاد دلانے والے رسول (محمد صلعم) کو تمہاری طرف
نازل کیا کہ وہ تمکو اللہ کے آیات پڑھکر سناتا ہے - فرمائیے حضرت اگر یہاں
نزول سے مراد نزول من السماء ہے تو اسکا اثبات آپ پر واجب ہوگا کہ
رسول اللہ صلعم کسی وقت آسمان پر تشریف لے گئے ہوئے تھے اور ایک زمانہ
دراز کے قیام اور تعلیم و ہدایت کے اہتمام کے بعد خدا تعالیٰ نے انہیں آسمان سے

رسول بنا کر اتارا کیا کسی مخالف و موافق نے بچشم خود دیکھا ہے کہ رسول خدا علیہ التحیتہ والثنا چالیس برس سال آسمان سے نزول فرما رہے ہیں۔ پس بجز اس کے کہ یہاں ارسال و بعثت کا معنی لین کوئی صورت بن نہیں پڑتی۔ اور اگر ہم کتب احادیث و سیر و ادب سے عبارات نقل کریں تو یہ مقدمہ طویل الذیل بن جائیگا اس لئے صرف ایک دو حدیث پر اکتفا کرتے ہیں امام بخاری باب التناوب فی العلم میں عمرؓ سے روایت کرتے ہیں قال کُنتُ اَنَا وَجَارٌ لِی مِنَ الاَنصَارِ فِی بَنِی اُمَیَّۃَ بنِ زَیدٍ وَھِیَ مِن عَوَالِی المَدِینَۃِ وَکُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُولَ عَلیٰ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یَنزِلُ یَومًا وَاَنزِلُ یَومًا فَاِذَا نَزَلتُ جِئتُہٗ بِخَبَرِ ذٰلِکَ الیَومِ مِنَ الوَحیِ وَغَیرِہٖ وَاِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثلَ ذٰلِکَ فَنَزَلَ صَاحِبِی الاَنصَارِی یَومَ نَوبَتِہٖ فَضَرَبَ بَابِی ضَربًا شَدِیدًا الحدیث کیا حضرت عمر اور انکا پڑوسی انصاری دونوں کی آمد و رفت بار بار آسمان پر ہوا کرتی تھی اور بار بار اپنی اپنی باری پر آسمان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نازل ہوا کرتے تھے۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لیس التحصیب بشیئ اِنَّمَا ھُوَ مَنزِلٌ نَزَلَہٗ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ البخاری فتح الباری جلد (۳) صفحہ (۱۷۴) اس کا معنی کیا یہ ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام تحصیب پر آسمان سے نزول فرماتے تھے کَانَ اِذَا نَزَلَ مَنزِلًا لَم یَرتَحِل حَتّٰی یُصَلِّی الظُّہرَ رواہ احمد و النسائی عن انس یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف یہ تھی کہ جب سفر کرتے ہوئے کسی سرزمین اتر جاتے تھے تو جب تک ظہر کی نماز نہ پڑھ لیں کوچ نہیں کرتے تھے اسکا ترجمہ حسب اصرار مخالف یوں کرنا پڑے گا کہ جب منزل پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آسمان سے نزول فرماتے تو کوچ نہیں کرتے تھے جب تک کہ ظہر کی نماز سے
فارغ نہ ہولیں۔ اے میرے بھائی کیا اس ترجمہ سے آپکا قلب مطمئن ہو سکتا ہے
اور یہہ ترجمہ مشاہدہ و بداہتہ کے خلاف نہیں ہے۔ ضرور ہے اکثر ہمارے مخالف
بھائی یہہ سوال پیش کرتے ہیں کہ امام بخاری نے اپنی کتاب میں باب نزول عیسی بن
مریم باندہا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ کو کہاں سے معلوم ہوا کہ امام بخاری کا منشاء
اس سے نزول من السماء ہے لا غیر۔ اور حق یہہ ہے کہ چونکہ حدیث مذکورۃ
ذیل میں نزل ابن مریم کا جملہ تہا اس لئے امام نے باب نزول عیسی ابن مریم
سے ایک عنوان قایم کیا۔ ورنہ انکا مسلک تو اس کے خلاف ہے کیونکہ انہوں نے
کتاب التفسیر میں بروایۃ ابن عباس و ارشاد نبوی وفات عیسی کا ثبوت دیا ہے
پہر نزول من السماء کا عقیدہ کیسا جسطرح اسی امام جلیل الشان نے باب نزول
عیسی ابن مریم باندہا ہے اسیطرح باب نزول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ عنوان
قایم کر کے یہہ ثابت کر دیا ہے کہ نزول ابن مریم مثل نزول النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ہے۔ اس سے نزول من السماء سمجہنا سراسر حمق و ابلہی ہے۔ بعض حضرات مشکوٰۃ
کی یہہ روایت (ینزل عیسی بن مریم الی الارض) پیش کر کے اعتراض کرتے ہیں
کہ الی الارض چاہتا ہے کہ نزل کے بعد من السماء محذوف مانا جائے تو ان کے
اسکات کے لئے صحیح بخاری باب نزول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ کافی ہے۔ اور
اگر کہا جائے کہ یہاں نزول کا صلہ الی آیا ہے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ اس سے
کوئی قباحت پیش نہیں آتی۔ اور ہمارا مدعا ہر طرح حاصل ہے کہ عیسی سفر کرتے
ہوئے کسی خاص زمین یا ملک میں فروکش ہوگا تاریخ الخلفاء صفحہ (۱۵۸) میں
لکہا ہے قال محمد بن فضالۃ صار عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز براہب فی الجزیرۃ

فَنَزَلَ اِلَیْہِ الرَّاہِبُ وَلَمْ یَنْزِلْ لِاَحَدٍ قَبْلَہٗ وَقَالَ اَتَدْرِیْ لِمَ نَزَلْتُ اِلَیْکَ اس عبارت میں دو مقام پر نزول کے ساتھ حرف الی کا استعمال ہوا ہے کیا کسی ذی علم ادیب کا ذہن اس طرف منتقل ہو سکتا ہے کہ وہ راہب آسمان سے اتر کر عبداللہ بن عمر عبدالعزیز سے ملاقات کی۔ اگر کوئی متعصب ملا اپنی مدعا کے فوت کے ڈر سے راہب مذکور کے لئے نزول من السماء جائز رکھے اور آسمان سے اترنے کا ترجمہ کرے تو اس کو ضرورتاً عبداللہ کے لئے صعود الی السماء کا قائل ہونا پڑے گا غور کرو عبارت مذکورہ میں۔

طرفہ تر ماجرا یہ ہے کہ یہی لفظ نزول جس پر ہمارے مولوی صاحبان من السماء کا حاشیہ چڑھا کر اپنے دل کو خوش کرتے ہیں اور حضرت مسیح کو زندہ آسمان سے اتارتے ہیں مسیح دجال کے لئے بھی مستعمل ہوا ہے۔ امام احمد و امام مسلم و امام بخاری روایت کرتے ہیں یَاتِی الْمَسِیْحُ مِنْ قِبَلِ الشَّامِ وَھِمَّتُہُ الْمَدِیْنَۃَ حَتّٰی یَنْزِلَ دُبُرَ اُحُدٍ الحدیث۔ یعنی مسیح دجال شام کی طرف سے آکر مدینہ کا قصد کریگا یہانتک کہ کوہ احد کے پیچھے اترے گا۔ اور طبرانی و احمد کی ایک روایت میں یَنْزِلُ الدَّجَّالُ بِھٰذِہِ السَّبْخَۃِ۔ آیا ہے یعنی دجال اس شور زمین میں اتریگا اور صحیحین میں لکھا ہے فَیَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِیْ تَلِی الْمَدِیْنَۃَ یعنی دجال بعض شورناک زمین میں اتریگا کہ جو مدینہ کے نزدیک ہیں۔ جن صاحبونکو زیادہ روایات اس باب میں دیکھنا منظور ہو تو وہ کنز العمال کا مطالعہ فرماویں کہاں ہیں نزول سے نزول من السماء مراد لینے والے علما ذرا اس دجالی نزول کو بھی ملاحظہ فرماویں ہمیں ان کی ہٹ دھرمی اور حضرت اقدس مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ذاتی عداوت و حسد سے یقین ہے

کہ یہہ حضرات دجال کو بھی آسمان سے اتار کر چھوڑینگے اور اس کے بغیر انہیں
چارہ بھی کیا ہے کیونکہ بلا تفاوت دونو (مسیح ابن مریم و مسیح دجال) کے لئے
لفظ نزول کا استعمال ہوا ہے۔ سراسر تحکم ہوگا کہ عیسیٰ کے نزول سے من السماء مراد
ہو اور دجال کے نزول سے یہہ معنی ذہن میں نہ آوے۔ یاد رہے کہ مسیح موعود کے
لئے لفظ خروج کا بھی حدیثوں میں مستعمل ہوا ہے اور کہیں لفظ بعثت بھی آیا
ہے اور خروج کا لفظ تو صاف ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہر مامور من اللہ کی بعثت
زمین ہی میں سے ہوا کرتی ہے تو پس باہمی توفیق و تطبیق کے لئے سوائے اس کے
کیا علاج ہے کہ نزول کا معنی بعثت و خروج کے ہو جس سے تمام اعتراضات قرآنی
و حدیثی بھی مندفع ہو جاتے ہیں ایک سر یہہ بھی یاد رکھو کہ اگر حضرت مسیح ناصری
علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رفع بجسدہ العنصری آسمان پر ہوا ہوتا تو ضرور محاورہ عرب کی
رو سے ان کے لئے رجوع یا عود کا لفظ استعمال کیا گیا ہوتا۔ نہ نزول کا دیکھو یہ روح
انسانی چونکہ اپنے رب کی طرف سے زمین پر آئی تھی اس لئے اس کو واپس کرنے کے وقت
ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ ارشاد ہوا۔

مُقدّمۂ ثالثہ

رفع کے بیان میں۔

عدم تدبر کے سبب ہمارے مخالف بھائیوں کو جس قسم کا دھوکا لفظ نزول میں لگا ہوا
ہے لفظ رفع بھی ان کے زلت اقدام کے لئے کم نہیں ہے وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا
بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ میں زود دیکر یہہ کہتے ہیں کہ یہاں رفع سے مراد رفع جسم

الی السماء ہے یعنی عیسیٰ علیہ السلام اپنے خاکی جسم کو جو کھانے پینے پیشاب پاخانے کا محتاج اور
تغیر تبدل کا محل ہے تمام مخلوق ارضی کے خلاف از آدم تا ابن دم کے خلاف تجارب صحیحہ
کے خلاف سارے انبیا کے خلاف مات الناس حتی الانبیا نحوی ضرب المثل کے خلاف
سید الاولین والآخرین خاتم الانبیا افضل الرسل کے رفعت شان
کے خلاف اور کلام الٰہی ۔ ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین
کے منشاء اور وعدہ کے خلاف وما جعلناھم جسدا لا یاکلون الطعام کی آیۃ کے
بے بدل قاعدہ کے خلاف ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق افلا یعقلون کے
خلاف ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم بعد علم
شیئا کے غیر مبدل اصول کے خلاف او ترقی فی السماء الی ان قل سبحان
ربی ھل کنت الا بشرا رسولا کے خلاف اور اعوذ بک من ارذل العمر ارشاد
نبوی کے خلاف اور آیۃ وکل فی فلک یسبحون کے رمز اور آسمان کے
الطف الطائف جسم خاکی بشری کے غیر محل ہونے کے خلاف آسمان پر لیجا کر
دو ہزار برس کے قریب الان کما کان لایزول ولایحول کی خصوصیت کے ساتھ
تشریف فرما ہیں ۔ کیا ممکن ہے اور کیا کوئی سلیم الفطرت انسان کہہ سکتا ہے
کہ خدا تعالیٰ ایک انسان ہاں صرف ایک انسان کو فوق سماء دنیا لیجائے
اور اپنے اس قدر اقوال و افعال و وعدوں کے شکستہ ریخت کی پروا نکرے
اور اپنی پاک کتاب کو غیر اقوام کے اعتراض کا تختہ مشق بنادے اور خود فرماوے لو کان
من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا اور خود ہی تمام
اختلافات کا جامع ہو اور اجتماع ضدین کو جائز رکھے فتعالی عن ذلک
کتابہ الکریم وصاحبہ العظیم خدا کے لئے سچ بتلاؤ کہ یہہ رفع عیسیٰ بجسدہ
العنصری اور قیام بلا اکل و شرب اور ہوش و حواس و عمر کے عدم تغیر وغیرہ کے
لئے یہہ آیات بینات مانع اور سخت مانع ہیں یا نہیں ۔ اور وما محمد الا

رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۔ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی
اسْمُہٗ اَحْمَدُ ۔ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُولَ اللّٰہِ
وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ۔ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِکَ الْخُلْدَ ۔ کیا اس رفع جسمانی
ونزول من السماء کے مخالف ومنافی نہیں ہیں ضرور ہیں پس بحضور حاضر یاد رکھو کہ
تخالف وتناقض سے اس وقت مخلصی مل سکتی ہے کہ رفع سے رفع روحانی مراد
لی جائے جو بعد موت کے ہر راستباز انسان کے لئے لازم حال پڑا ہوا ہے ۔
جس سے مراد رفع درجات ہے اور بس ۔ قبل اس کے کہ ہم اپنے دعوے پر دلائل پیش
کریں بطور لطیفہ یہ التماس رکھتے ہیں کہ اگر ہمارے بھائی صاحبان سعدی علیہ الرحمہ کے
گلستان کو بغور ملاحظہ کیا ہوتا تو رفع کے معنے سمجھنے میں انہیں چنداں دقت پیش
نہ ہوتی شیخ سعدی لکھتے ہیں کسے پیش نوشیروان مژدہ آورد و گفت کہ فلاں دشمن
ترا خدای تعالی برداشت گفت ہیچ شنیدی کہ مرا خواہد گذاشت ۔ دیکھو رفع اللہ کا
ترجمہ فارسی میں خدای تعالی برداشت ہے دونو عبارت میں ماضی مطلق اور فاعل
خدا ہے ۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ایک جگہہ موت کا معنی لیا جائے اور دوسری جگہہ آسمان پر
چلے جانا بھلا فرق ہیں بتلاؤ و اجرکم ۔

استدلال قرآنی

فرمایا اللہ تعالی نے اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ
پارہ ۲۵ رکوع ۲ سورہ فاطر یعنی اللہ ہی کی طرف پاک کلمے چڑھتے ہیں اور
عمل صالح انسان کو بلند کرتا ہے یعنی مقرب الٰہی بنا دیتا ہے ۔ صاحبو کہیں ثبوت
آپ نے دیکھا ہے کہ نیک عمل کرنے کے سبب مرد مسلم آسمان پر بجسم لیکر چڑھ
جاتا ہے ۔ اگر یہہ دستور قدیم الایام سے چلا آتا ہے تو حضرت مسیح کی اس میں

کیا خصوصیت ہے - اس رفع مین اور مسیح کی رفع مین کیا فرق ہے - انصاف کرو - اور حق پوش نہ بنو - قال اللہ تعالی - وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ط سورہ مریم رکوع ۴ - یعنی کتاب مین ادریس کو یاد کر اس لئے کہ وہ ایک سچا نبی تہا اور ہم نے اس کو ایک بلند مکان مین اوٹھایا تہا یعنی اس کو جگہہ دی تھی یہان رفع درجات مراد ہے اگر رفع الی السما مراد لین تو ضرور ہے ان کے لئے بھی نزول من السما تسلیم کیا جائے اور یہہ قائلین حیات مسیح کے خلاف مقصود ہے وہ کسیکو سوائے عیسی بن مریم علیہ السلام آسمان سے اتارنا نہین چاہتے - اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ حضرت ادریس زندہ آسمان پر نہین گئے بلکہ بعد مرگ ان کی روح آسمان پر صعود فرمائی ہے اور اگر کوئی ان کو بھی فوق السموت زندہ تسلیم کرے تو جو دلائل قرانیہ وحدیثیہ وعقلیہ وفات مسیح کو ثابت کرتے ہین انہین سے اس باطل عقیدہ کا استیصال بھی ممکن ہے خضر والیاس واصحاب کہف وزریت برثملا وصی عیسی وسر من دابہ کے مختفی امام صاحب الزمان وغیرہم کو ابتک زندہ بجسد ہم العنصری اعتقاد کرنیوالے ان قرآنی وحدیثی برہان کے آب دار تلوار سے دور ہی دور رہنا ورنہ انکا مقابلہ درحقیقت آسان نہین ہے - ان کاری حربون کا ایک ہی وار مرغ بسمل بنانے کے لئے بس ہے - کل من علیہا فان نعرہ مارکر ان کا ایک ہی حملہ رگ جان کے کاٹنے مین بارہا تجربہ ہوچکا ہے قال اللہ تعالی وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ ط پارہ (۹) رکوع ۲۲ یعنی اگر ہم چاہتے تو بلعم باعور کو ان نشانات کی وجہ سے اس کے مدارج بلند کرتے مگر وہ تو پستی کی طرف جہکتا گیا اور اپنی نفسانی خواہشون کی پیروی کی - کہان ہین انصاف پسند علماء مین اگر اتنا سمجہادین کہ اس آیتہ سے بلعم کا آسمان پر اپنی جسم کو لیکر جانا ثابت ہے اگر وہ

اخلد الی الارض نہو جاتا تو ضرور وہ بھی کسی آسمان میں جائے گزین ہوتا۔ دیکھو رفع اللہ یہاں بھی ہے اور وہاں بھی پھر ایک سے رفع درجات مراد لینا اور دوسرے سے رفع الی السماء کا مطلب سمجھنا کہاں تک ہوا پرستی و نفس پرستی پر اصرار ہے

قال اللہ تعالیٰ فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَن تُرْفَعَ۔ پارہ (۱۸) ع (۵)

سورہ نور۔ یعنی ان گھروں میں جن کی اجازت اللہ نے دی ہے کہ بلند کئے جائیں اے حضرت عیسیٰ کے مرفوع الی السماء اعتقاد رکھنے والے خدا کے لئے ان گھروں کے مرفوع الی السماء ہونے پر بھی غور کرو۔ ان گھروں کو بھی مرفوع الی السماء مان لیجئے تاکہ مسیح ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بود و باش کے لئے کوئی دقت اٹھانی نہ پڑے۔ کدھر ہیں بات بات پر قدرت آلٰہی کو پیش کرنے والے اجی حضرت جس ذات کامل القدرت میں جسم خاکی بشری کو بزعم شما آسمان پر لیجانا قدرتاً و اعتقاداً جائز ہے کیا وہ قادر مطلق ان گھروں کو آسمان پر لیجانے سے عاجز ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔ یہہ الزام صرف اخبار آلٰہی و احکام آلٰہی کی تکذیب کا ثمرہ ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

قال اللہ تعالیٰ۔ فِي صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ مَّرْفُوعَةٍ سورہ عبس پارہ ۳۰ کیا آپ کا یہہ بھی اعتقاد ہے کہ جو صحیفے نازل ہوئے تھے پھر وہ کسی وقت آسمان پر اُٹھا لئے گئے۔ میں بھولا باعتقاد شما یہہ ممکن ہے اور آپ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تلاوت کے لئے خدا ای تعالیٰ نے صحف الہیہ کو آسمان پر لیگیا مگر آن کر مشکل یہہ پڑے گی کہ جب سب کے سب آسمان پر اوٹھا لئے گئے تو یہہ صحیفے جواب دنیا میں نظر آتے ہیں یہہ کیا ہیں۔ اس کا جواب آپ کی طرف سے یہہ ہو سکتا ہے کہ جو صحیفے آسمان پر مرفوع ہوئے ہیں وہ تو اصل ہیں اور یہہ اس کی نقل ہے۔

استدلال حدیثی

اِنَّ مِنْ وَرَائِکُمْ اَیَّامًا یَنْزِلُ الْجَھْلُ وَیُرْفَعُ الْعِلْمُ۔ الحدیث رواہ الترمذی وابن ماجہ یعنی تمہارے بعد ایسے دن بھی آنے والے ہیں کہ نادانی نازل ہوگی اور علم اٹھایا جائیگا رفع علم سے کیا مراد ہے۔ کیا یہی کہ کتب احادیث وفقہ وقرآن وتفسیر وغیرہ کسی زمانہ آئندہ میں آسمان پر مرفوع ہونے والی ہیں اور جہل بھی مثل حضرت مسیح آج نہیں تو کل ضرور حسب اعتقاد شما آسمان سے اترنے والا ہے اور یہہ بھی ضرور ہے کہ نزول جہل من السماء پہلے ہو اور نزول مسیح ابن مریم بعد میں۔ اور اس کا بھی یقین رکھنا آپ پر لازم ہوگا کہ نزول جہل کے وقت جو علم مرفوع الی السماء ہوا ہوگا حضرت مسیح تشریف لاتے وقت اس کو واپس لیتے آئینگے۔ بجدا کارساز مخبر صادق کی یہہ پیشگوئی بوضاحت تام پوری ہوتے نظر آتی ہے کیونکہ اندنوں اس قدر دلائل عقلی ونقلی کے دیکھنے پر بھی یہہ دابۃ الارض (علمائے کور باطن) مسیح بن مریم علیہ السلام کے حیات جسمانی وصعود الی السماء بجسدہ العنصری ونزول من السماء بجسدہ پر اڑے ہوئے ہیں تو علم ونور فراست کے مرفوع ہونے کے سبب انہیں جہالت کا شیوع بکثرت ہوگیا ہے۔

جَاءَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَی الْعَبَّاسِ یَعُوْدُہٗ فَدَخَلَ عَلَیْہِ وَالْعَبَّاسُ عَلٰی سَرِیْرٍ لَہٗ فَاَخَذَ بِیَدِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَقْعَدَہٗ فِیْ مَکَانِہٖ فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم رَفَعَکَ اللہُ یَا عَمِّ۔ کنز العمال جلد (۷) صفحہ ۶۵ اگر اس حدیث میں رفع سے مراد رفع روحانی نہیں ہے بلکہ رفع عباس رضی اللہ عنہ الی السماء ہے تو معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے مبارک غیر مقبول نکلی اس لیئے کہ مشاہدہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ

آسمان پر نہین گئے بلکہ بعد مرگ اسی زمین مین دفن ہوئے - مَنْ تَواضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہ - اِذا تَواضَعَ العبد رَفَعَہُ اللّٰہ الی السماء السابعہ - کنز العمال جلد ۲ صٹ ۲۵ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیئے تواضع کرتا ہے تو اللہ اس کو بلند کرتا ہے اور جسوقت بندہ عاجزی انکساری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اٹھا کر ساتوین آسمان پر لیجاتا ہے - لیجئے حضرت حدیث دوم سے صاف ظاہر ہے کہ ہر متواضع کا مقام قیام فلک ہفتم ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقام سے بہابت ارفع ہے - اب بھی کوئی خصوصیت حضرت مسیح کے مرفوع الی السماء ہونے مین باقی ہے - اس امت مرحومہ بلکہ ادیان سابقہ مین بے شمار مسلمان متواضع اور فروتنی کو اپنا شعار بنائے ہوئے گذرے ہین اور اس حدیث شریف کی رو سے بزعم شما ساتوین آسمان تک مرفوع بھی ہوئے مگر حیرت ہے کہ کسی نے آجتک نہ دیکھا اور نہ سنا کہ انمین سے ایک کا بھی نزول الی الارض ہوا پس حضرت مسیح کے نزول من السماء الی الارض کی امید کس دلیل سے کی جاتی ہے - اگر آپ کہین کہ قرآن شریف مین حضرت مسیح کے لئے رفع آیا ہے اور حدیث شریف مین ان کیلئے نزول اور یہہ ہماری امید کی دلیل ہے - مین کہتا ہون کہ جب آپ پر ان دو مقدمون سے رفع و نزول کی اصل حقیقت معلوم ہو گئی تو بار بار انہین کو پیش کرنا سراسر ہٹ دھرمی اور اعراض عن الحق ہے - و نیز جب ہر نیک مرد جن مین انبیاء و اولیاء سب داخل ہین آیت قرآنی مذکورہ بالا کی رو سے مرفوع ہوا کرتا ہے - اور قرآن و حدیث مذکورۃ الصدر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ کے لئے نزول کا لفظ مستعمل ہوا ہے تو آپ پر واجب ہوگا کہ حسب قاعدہ مقررہ خود رسول اکرم صلعم و دیگر حضرات کے لئے نزول من السماء کی امید رکھین فقط گو اونکو اس حدیث مین رفع کے ساتھہ الی السماء کے لفظ کے ہونے

پھر بھی جب طرفین کے نزدیک قطعاً رفع روحانی و رفع درجات مراد ہے تو جہاں صرف رفع کا لفظ آیا ہے من السماء ندارد ہے تو وہاں کے رفع سے رفع جسمانی و رفع الی السماء لینا و اللہ ثم باللہ نہفینا ہے اور تعصب و انصاف کا خون کرنا ہے۔ اتقوا اللہ ایہا المومنون بخاری شریف کی ایک روایت میں یہ عاندکور ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَذِقْنِیْ وَلَا تُضَیِّعْنِیْ اور جلسہ بین السجدتین میں اس دعا کا پڑھنا معمول ہے اللھم ارحمنی واھدنی وارزقنی وارفعنی واجبرنی کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کی تعلیم سے یہ مقصود تھا کہ اس کو پڑھکر آپ کے امتی آسمان پر چلے جایا کریں۔ اور کیا وہ اعی اس دعا سے یہ نیت ہوا کرتی ہے کہ میں آسمان پر مرفوع ہو جاؤں۔ بخدا اس دعا کی تعلیم سے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض رفع الی السماء ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ اس چودہ سو برس کے اندر کم سے کم دس ہزار خدا کے مقبول بندے مرفوع الی السماء ہوئے ہوتے۔ بلکہ خود ہی معلم صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام راستبازوں کا سرتاج ہے اور اس کے خاص خاص شاگرد جیسے خلفائے راشدین وغیرہ آسمان پر جا کر ہمارے لئے ضرور نمونہ بنے ہوتے جس سے اس دعا کے پڑھنے کی ہمیں زیادہ رغبت ہوتی۔ جب رفع جسمانی الی السماء محال ٹھہرا اور قرآن و حدیث کے نصوص محکم اس کے مانع ہوئے تو بجز اس کے کہ معنی رفع کا رفع روحانی لیا جائے اور کیا چارہ ہے۔ فتدبر۔

استدلال لغوی

لسان العرب میں لکھا ہے اَلرَّفْعُ ضِدُّ الْوَضْعِ وَفِیْ اَسْمَاءِ اللّٰہِ الرَّافِعُ ھُوَ الَّذِیْ یَرْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ بِالْاِسْعَادِ وَاَوْلِیَاءَہٗ بِالتَّقْرِیْبِ۔ قَالَ النَّجَاجِ اَلْمَعْنٰی اَنَّھَا تَخْفِیْضُ اَھْلِ الْمَعَاصِیْ وَتَرْفَعُ اَھْلَ الطَّاعَۃِ وَالرَّفْعُ تَقْرِیْبُکَ

الشئی بالشئی وفی التنزیل وفرشٍ مرفوعۃٍ ای مقربۃٍ لهم ومن ذلك رفعتہ الی السلطان ویقال نساءٌ مرفوعاتٌ ای مکرماتٌ
اور صراح مین لکہا ہے رفع نزدیک گردانیدن کسے را بکسے صلتہ بالی ومن ذلك قولهم رفعتہ الی السلطان۔ صحاح جوہری اور قاموس اور تاج العروس اور منتہی الادب اور اقرب الموارد وغیرہ کتب لغت اس باب مین متفق الکلمہ ہین۔ پس استقراء کلی سے واضح ہوتا ہے کہ جب لفظ رفع کا صلہ حرف الی آتا ہے تو سوائے معنی تقرب اور رفع درجات کے دوسرا کوئی معنی ہرگز نہین ہوتا اور اسی وجہ سے خدائے علیم وخبیر نے اپنی پاک کتاب مین اس لفظ کے ساتھہ درجات کا لفظ بڑھا کر اشارہ فرمادیا ہے کہ جہان کہین لفظ رفع آوے تو اس سے رفع روحانی اور بلندی مراتب سمجھا کرو اور بس جیساکہ فرمایا نرفع درجاتٍ من نشاء۔ سورہ یوسف رکوع ۹ یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجاتٍ۔ پارہ ۲۸ رکوع ۲ اور نیز یہہ اصولی جملہ کہ القراٰن یفسر بعضہ بعضًا اس بات کا مقتضی ہے کہ جہان کہین لفظ رفع مطلق آوے تو وہان کے لئے ان دو آیتون کو مفسر سمجہا جائے۔

مقدمۂ ثلاثہ کی تمہید کے بعد اب ہم سائل کے سوال کو بعینہٖ نقل کرکے مجیب کے جواب کا رد برنگ قولہ واقول ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔ وباللہ التوفیق۔

استفتا مسئلہ۔ از سرساوہ ضلع سہارنپور مرسلہ یعقوب علیخان کلارک پولیس ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ قبلہ وکعبہ ام مدظلہ۔ بعد ادائے فدویانہ کے معروض خدمت کہ اس قصبہ سرساوہ مین ایک شخص جو اپنے آپ کو مسیح یعنی مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود کا خلیفہ بتلاتا ہے رہتا ہے۔ پرسون اس نے ایک عبارت پیش کی جسکی مضمون ذیل مین تحریر کرتا ہون۔ ایک دوسرے صاحب نے وہی عبارت مولوی رشید

کتنا ہی کو ہیچ ہے مگر مین خدمت والا مین پیش کرتا ہون اور مجھے یقین ہے کہ بہت جلد جواب
سے مشرف ہونگا اور درصورت تاخیر کے کمی مسلمانون کا ایمان جاتا رہیگا
اور وہ اپنی راہ پر سے آویگا زیادہ حد ادب تحریر یہ ہے کہ ایک مدت سے حضرت
عیسی علیہ السلام کی وفات وحیات مین ہر جگہ گفتگو ہو رہی ہے ادہر ہمین دو گروہ ہین
ایک وہ گروہ ہے جو مدعی حیات ہے اور ایک وہ گروہ ہے جو منکر حیات ہے
اور ان دونون فریق کی طرف سے کتابین شایع ہو چکی ہین۔ اب مین آپ کی
خدمت مین التماس کرتا ہون کہ ان دونون فریقین مین سے کون حق پر ہے پس
اس بارے مین ایک آیت قطعیۃ الدلالت اور صریحۃ الدلالت یا کوئی حدیث مرفوع
متصل ان مضمون کے عنایت فرمائین کہ حضرت عیسی علیہ السلام بجسدہ
العنصری و بحیات جسمانی آسمان پر اٹھائے گئے ہین اور کسی وقت مین بعد حضرت
خاتم النبین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان سے رجوع کرینگے
اور اس دوبارہ رجوع مین وہ نبی نہ رہینگے اور نبوت و رسالت سے خود مستعفی
ہونگے یا ان کو خدائے تعالی اس عہدہ جلیلہ سے معزول کرکے امتی بنا دیگا
تو پہلے کوئی آیت بشروط متذکرہ بالا ہونی چاہیے اور بعد اسکے کوئی حدیث
تاکہ ہم اس حالت تذبذب سے بچین اور جو آیت ہو اس مین لفظ حیات ہو خواہ کسی
صیغے مین ہو یہان کئی صاحب ایسے ہین جو حضرت عیسی علیہ السلام کی وفات پر
گفتگو کرتے ہین اور متوفیک و فلما توفیتنی دو آیت پیش کرتے ہین
اور ان دو آیتون کا ترجمہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم وابن عباس سے
پیش کرتے ہین اور سند مین صحیح بخاری اور اجتماع بخاری موجود کرتے ہین ... آیت
... آیتون کے ترجمے جو کسی صحابی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہون اور
صحیح بخاری مین موجود ہو لہ عنایت فرمائیے۔ اور دونو طرف روائتین ہر قسم کی

موجود ہین۔ ہمکو صرف قران شریف سے ثبوت چاہیے۔ جسکے تواتر کے برابر کوئی تواتر نہین ہے اور دوسرا سوال یہہ ہے کہ حضرت امام مہدی اور دجال کا ہونا قران شریف مین ہے یا نہین۔ اگر ہے تو اس کے آیۃ اور نہین ہے تو جبہ فقط بینوا توجروا۔

ناظرین با تمکین پر سائل کے سوال سے یہہ امر منقح ہو گیا ہوگا کہ وہ بابہ بحث مین صرف یہہ چاہتا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کا اس جسد عنصری کو لیکر آسمان پر جانا اور پھر کسی وقت خاتم الانبیا علیہ التحیۃ والثنا کے بعد زمین کی طرف رجوع کرنا قران مجید کی صریح آیت جسمین حیات کا لفظ ہو بتلائین یا بخاری شریف کی حدیث مرفوع متصل سے مضمون بالا کو ثابت کرین اور بس۔

مجیب مولوی حامد رضا صاحب بریلوی نے جب دیکھا کہ یہہ ٹیڑھی کھیر ہے حسب درخواست سائل قران شریف و حدیث سے اس مسئلہ کا حل عقدہ لاینحل ہے اسلئے امر حق کے در پردہ کرنے اور سائل کو ادھر ادھر کی باتون مین ٹال دینے کی غرض سے بے سود پانچ مقدمہ اور پانچ تمہیدات لکھکر ۲۰ صفحہ کے سفید اوراق کو کالا کرکے پیچھا چھوڑا یا مگر خدائے تعالی کی شان ہے کہ مجیب کے زبان و قلم سے جو جملہ پہلے نکلا وہ اس قابل ہے کہ ہم اسکے کاتب اور قائل کی زبان و قلم کو چوم لین اور جزاک اللہ کہین اور جناب الہی مین سجدہ شکر بجا لائین۔ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد * خمیر مایہ دکان شیشہ گر سنگ است۔ اور وہ یہ ہے کہ قولہ الحمد للہ الذی خلق عبدہ وابن امتہ عیسی بن مریم رسول اللہ بکلمۃ منہ وجعلہ فی البلد مبشرا برسول یاتی من بعدہ اسمہ احمد الخ

اقول وباللہ التوفیق۔ جبکہ قرار مجیب خود ہی حضرت عیسی علیہ السلام نے یہہ بشارت دی ہے کہ میرے بعد ایک رسول آئیگا جسکا نام احمد ہوگا۔ اور

مجیب کے قول کی تصدیق قرآن مجید کی اس آیت سے ہوتی ہے اذ قال عیسی ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد یاد کرو اس وقت کو کہ جب عیسی بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل مین خدا کا رسول ہوکر تمہارے پاس آیا ہون۔ درانحالیکہ مین توریت کا مصدق اور ایک ایسے رسول کی بشارت دینے والا ہون کہ میرے بعد آنیوالا ہے جسکا نام احمد ہے۔ تو مجیب کو وفات مسیح کے قائل ہونیکے سوا اور کیا چارہ ہے۔ اور اگر حضرت مسیح ابتک زندہ ہین تو نعوذ باللہ محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت وبعثت مین شبہہ پیدا ہوتا ہے اسلئے کہ یہ آیت احمد مجتبی (علیہ الصلوۃ والسلام) کی رسالت کو مسیح علیہ السلام کی فوت کے بعد ٹھہراتی ہے۔ اور من بعدی کی لفظ سے من بعد رفعی الی السماء مراد لینا قطعا تحریف معنوی اور محاورہ قرآنی وحدیثی وادبی کے بالکل خلاف ہے آیۃ وقفینا من بعدہ بالرسل اور حدیث لو کان نبیا بعدی لکان عمر بن الخطاب وحدیث لا نبی بعدی وحدیث فقال لا تدری ما احدثوا بعدک۔ قال رسول اللہ صلعم لابی بکر وعمر وعثمان ہو لاء الخلفاء من بعدی وعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین من بعدی واقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر وعمر وغیرہ آیات کثیرہ واحادیث متعددہ منصف طبع انسانون کو اس اقرار پر مجبور کرتی ہین کہ ان بعدیات اور مسیح ابن مریم کے بعدی مین کچھہ فرق نہین ہے تمام بعدیات سے بعد الموت مراد ہے ورنہ حضرت موسی وحضرت محمد مصطفی علیہما الصلوۃ والسلام کیلئے بھی رفعہما الی السماء بجسدہما العنصری تسلیم کرنا ضرور پڑیگا اللازم باطل فالملزوم مثلہ الحمد للہ علی ذلک۔ قولہ صد ۱ سے صد ۱۱ تک مین یہہ بیان ہے کہ قرآن مجید کی

آیتہ اگر مجمل ہو تو حدیث مین اس کی تشریح طلب کرو ورنہ ائمہ کے کلام پر تمسک کرو
اقول اس مسئلہ وفات مسیح مین جب قرآنی آیات مجمل نہین اور صراحتہً و کنایتہً
واشارتہً وفات مسیح کے مثبت ہین تو رجوع الی الحدیث کی ضرورت باقی نہین
رہی اسی لفظ توفی کو دیکھو کہ کتاب مجید مین پچیس مقام مین بمعنی موت ذکر کرکے اپنا
محاورہ بتلا دیا ہے کہ اس کتاب مجید مین توفی کا معنی بجز موت و قبض روح کے تام
ہو یا ناقص دوسرا کوئی اور معنی ہرگز نہین ہے۔ علاوہ ازین کتاب اللہ کے بعد جو کتاب
صحیح ترمانی گئی ہے یعنی صحیح بخاری مین ترجمان قرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
اور حضرت رسالت پناہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے توفی کا معنی موت ہی لکھا ہے
پس قرآن شریف اور بخاری شریف کے فیصلے سے ناراضی ظاہر کرنا ضلالت کے جنگل میدان
مین بے ادب و نادان تڑپ تڑپ کر نقد جان و نقد ایمان کو برباد دینا نہین ہے تو پھر اور
کیا ہے اگر خدا نے چاہا تو اس بحث کو خاتمہ مین سائل کے جواب مین مفصل لکھینگے۔

قولہ کسی نبی کا انتقال دوبارہ دنیا مین اسکی تبلیغ آدمی کو محال نہین کر سکتا۔

اقول جاننا چاہیے کہ خدا تعالیٰ و تقدس کی قدیم سنت ہے کہ جسکی روح کو قبض کرتا اور لیتا
ہے تو پھر اسکو دوبارہ دنیا مین نہین لاتا جب سے دنیا قایم ہوئی ہے کبھی اس قانون الہی مین
رد و بدل نہین ہوا اور شبانہ روزی مشاہدہ بھی اس پر شاہد ہے۔ اسکے ساتھ ہمارا
یہ عقیدہ ہے کہ جس قادر مطلق مین روز قیامت مردوں کو زندہ کرنیکی قدرت ہے اگر وہ
کسی مردے کو قبل قیامت زندہ کر دے تو اسکی شان ارفع سے کوئی عجیب و دور کوئی
بعید نہین مگر جب خود ہی اسی نے اپنی قدیم کتاب مین مردونکی دوبارہ مراجعت الی الدنیا
کو ممنوع فرما دیا تو اب ہم مجبور ہین کہ رجوع موتیٰ الی الدنیا کے اعتقاد کو دلین جگہ نہ دین
کیونکہ اس مین اخبار الہیہ کی تکذیب لازم آتی ہے۔ اور وہ صریح ایمانی ہر دو طلب شکنت
ہنیات سپرین۔ وَحَرَامٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ

پارہ ۱۷ رکوع ۷ یعنی جس قریہ کے لوگوں کو ہم ہلاک کر دیتے ہیں تو پھر انکا لوٹنا
ہمنے اپنے اوپر حرام کر لیا ہے۔ (۳) اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ
اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ پارہ ۲۳ رکوع اول کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا کہ ہمنے
ان سے پہلے کے بہت سے لوگوں کو مار ڈالا اور وہ لوگ ان کے پاس نہیں لوٹے
یا نہیں لوٹیں گے۔ (۴) فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ
پارہ ۲۳ رکوع ۲ یعنی جن کو ہم ہلاک کرتے ہیں تو وہ وصیت کی بھی توفیق نہیں
پاتے اور نہ وہ بعد مرگ اپنے اہل کے پاس واپس آ سکتے ہیں (۴) ثُمَّ اِنَّكُمْ
بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝ پارہ ۱۸ رکوع اول
یعنی تم اس کے بعد مر جاؤ گے اور پھر قیامت کے دن زندہ کئے جاؤ گے یہ وعدہ
الٰہی ہے جس میں کبھی تخلف واقع نہ ہوگا ان اللہ لا یخلف المیعاد اور یہ ظاہر ہے
کہ مرنے کے بعد بندہ آرام کے مقام میں رہتا ہے یا تکلیف کی جگہ میں جیسا کہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً
مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ یعنی اے نفس آرام پائے ہوئے تو
اپنے رب کی طرف خوشی بخوشی لوٹ اور میرے بندوں میں شامل ہو اور میری جنت
میں داخل ہو۔ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَ لِيْ
رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ یہ ایک بندہ نیک کا واقعہ ہے کہ بعد مرگ جب اسکو
بہشت میں دخول کا حکم ہوا تو اس نے کہا کاش میری قوم کو معلوم ہو جاتا
کہ میرے پروردگار نے کس طرح مجھے بخش دیا اور کس طرح مجھ کو برگزیدہ کیا اور بعد دخول
جنت پھر بندہ اس سے خارج نہیں ہوتا جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے (۵) لَا يَمَسُّهُمْ
فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ۝ سورہ حجر رکوع ۴ یعنی بعد دخول جنت نہ جنتیوں
کو کوئی تکلیف پہونچتی ہے اور نہ وہ کبھی اس سے نکلیں گے۔ جب حضرت مسیح

بعد مرگ جنت مین داخل ہو چکے تو اب وہ کسیطرح اس سے نکالے نہین جاسکتے
غور کرو ان ہر سہ آیتہ مین (۶) یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّخۡرُجُوۡا مِنَ النَّارِ وَمَا ھُمۡ
بِخٰرِجِیۡنَ مِنۡھَا وَ لَھُمۡ عَذَابٌ مُّقِیۡمٌ ۔ پارہ ۶ رکوع ۱۰ کفار ارادہ کرینگے کہ دوزخ
سے نکل جاوین مگر وہ کبھی اس سے نکلنے والے نہین ہین اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے
(۷) فَیُمۡسِکُ الَّتِیۡ قَضٰی عَلَیۡھَا الۡمَوۡتَ وَ یُرۡسِلُ الۡاُخۡرٰی ۔ پارہ ۲۴ رکوع ۲
یعنی خدائے تعالی اس روح کو روک رکھتا ہے جس پر حقیقی موت کا حکم صادر فرمایا ہے اور
دوسرے روح جس پر مجازی موت (نیند) کا حکم صادر کیا ہے اس کو چھوڑ
دیتا ہے جیسے حضرت مسیح فَلَمَّا تَوَفَّیۡتَنِیۡ اور وَمَا جَعَلۡنَا لِبَشَرٍ مِّنۡ قَبۡلِکَ
الۡخُلۡدَ وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِہِ الرُّسُلُ وغیرہ نصوص قرآنی کی
رو سے حقیقی موت پاچکے ہین تو اب وہ کسیطرح دنیا مین واپس ہو نہین سکتے۔ یہہ
سات آیات کریمہ جو بطور نمونہ کے پیش ہوئے ہین مختلف پیرایہ اور مختلف
الفاظ مین بطور عبارت النص رجوع موتے الی الدنیا کے مانع ہین جس سے گریز کی
راہ ہر چہار طرف سے بند ہے۔ مگر ہان ایک سوال یہہ پیش ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید
مین چار جگہہ احیائے موتے فی الدنیا کا بھی ذکر آیا ہے۔ تو جہت ترجیح بتلائی جائے۔
اما الجواب۔ جاننا چاہئے کہ خدائے تبارک و تعالی نے موتے کے عدم رجوع
الی الدنیا کو مختلف جملون اور مختلف الفاظ مین بیان فرماکر اس کو موکد کیا ہے بخلاف
ان چار مقامون کے کہ ہر چہار مقام پر ایک ہی لفظ موت کا آیا ہے۔ اور ظاہر ہے
کہ موت کا لفظ قرآن شریف مین متعدد معنی کے لئے آیا ہے اور مختلف معنی مین استعمال
ہوا ہے۔ کہین قوت نامیہ کے فقدان پر جیسا کہ فرمایا یحیی الارض بعد موتہا
یعنی اللہ تعالی زمین کو اسکی موت (افتادگی) کے بعد زندہ کرتا ہے۔ اور کہین
بے ایمانی و کفر پر جیسا کہ فرمایا انک لاتسمع الموتی۔ اے پیغمبر تم ان کافر دل کو نہین

سنا سکو گے یعنی ان کی قساوت قلبی تمہاری ہدایت کو قبول نہیں کریگی ۔ اور
موت کبھی نیند کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے جیسے الحمد للہ الذی احیانا
بعد ما اماتنا ۔ اور موت حزن خوف کا بھی معنی دیتی ہے جیسے یاتیہ الموت
من کل مکان ۔ اسے ہر جگہ سے ان کو خوف و رنج طاری ہوتا ہے اور جس کو اسکی تفصیل
منظور رہو تو لسان العرب و مجمع البحار وغیرہ لغات عرب کا مطالعہ کرے اور اگر ان
چار مقاموں میں احیاے موتی حقیقی طور پر لیا جائے تو آیات مذکور الصدر جو مردوں کے
دوبارہ عدم رجوع کے لئے نصوص قطعی ہیں ان کے ساتھ تعارض و اختلاف لازم آئیگا
جواب دوم احادیث نبویہ بہ تمامہا آیات مذکورہ بالا کے موئد اور میتوں کے دوبارہ
دنیا میں آنے کی سخت مخالف ہیں ۔ امام احمد و عبد بن حمید و ابو یعلی و شاشی و طبرانی
و سعید بن منصور جابر بن عبد اللہ رض سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے یا جابر اما علمت ان اللہ تعالی احیا اباک فقال لہ تمن علی ما
احببت فقال ارد الی الدنیا فاقتل مرۃ اخری فقال انی قضیت انہم لا یرجعون
ترجمہ اے جابر کیا تجھے معلوم نہیں کہ خدائے تعالی نے تیرے باپ کو (بعد شہادت کے)
زندہ کیا اور فرمایا کہ جو تیری آرزو و محبوب ہو اس کو پیش کر عرض کی یا رب
مجھکو پھر دنیا میں بھیج تاکہ بار دیگر تیری راہ میں قتل کیا جاؤں فرمایا کہ یہ تو ہو نہیں
سکتا اس لئے کہ میں نے پہلے ہی سے قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ مردے دوبارہ دنیا میں نہیں
لوٹیں گے ۔ دیکھو کنز العمال جلد (۲) صفحہ ۲۸۱ امام ترمذی نے اپنے جامع صحیح میں روایت
کی ہے عن جابر قال لقینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا جابر
مالی اراک منکسرا قلت استشہد ابی وترک عیالا ودینا قال افلا
ابشرک بما لقی اللہ بہ اباک قلت بلی یا رسول اللہ قال ما کلم اللہ احدا

قط الا من وراء حجاب واحی اباک فکلم کفاحًا قال یا عبدی تمن علی اعطک
قال تحلینی فاقتل ثانیۃ قال الرب تبارک و تعالی انہ قد سبق القول منی
انہم لا یرجعون یعنی حضرت جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھسے
ملے اور فرمایا کہ ای جابر کیا سبب ہے کہ مین تجھکو غمگین دیکھتا ہون مین نے عرض کی میرا باپ
شہید ہو گیا اور زن و فرزند اور قرض چھوڑ گیا فرمایا مین کہا تجھے بشارت ندون
جسطرح سے خدا ے تعالی نے تیرے باپ سے ملاقات اور سلوک کیا مین نے عرض کی
ہان رسول اللہ ضرور بشارت دیجئے۔ فرمایا اللہ تعالی نے کبھی کسی بندہ سے
بلا حجاب کلام نہین کیا مگر جب تیرے باپ کو زندہ کیا تو بالمشافہہ کلام سے شرف بخشا اور ارشاد
فرمایا ای میرے بندے اپنی خواہش مجھپر ظاہر کرتا کہ مین اسکو تجھے عنایت کرون تیرے
باپ نے یہہ آرزو پیش کی کہ مجھے دنیا کی زندگی عطا کر کہ دوسری بار تیری راہ مین قتل کیا
جاؤن تب اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا کہ میرا فرمان پہلے سے جاری ہو چکا ہے کہ
مردے دوبارہ دنیا مین لوٹائے نہین جائینگے۔ اس حدیث سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ مرنے
کے ساتھہ ہی ہر انسان کو زندہ کرکے رب العزت کی درگاہ مین سوال و جواب کے لئے
پیش کیا کرتے ہین۔ من مات فقد قامت قیامتہ۔

جواب سوم۔ اگر علم آلہی مین ان چار مقامون مین حقیقی احیاء موتی مراد ہوتا تو
خدا ے علیم اموات کے ترکے کے تقسیم کے احکام تفصیلاً نازل نہ فرماتا اور عورتون
ان کے شوہر کے مرنے پر عدت اور خانہ نشینی کی ہدایتہ ندیتا۔ بلکہ نکاح ثانی کا حکم
نہ بھیجتا۔ بلکہ ان کے خلاف یون احکام صادر فرماتا کہ خبردار میت کے مال کی طرف ہاتھہ نہ
بڑھانا ہم اس کو قریب مین واپس کرنے والے ہین اور عورتون کو تاکیدی ارشاد
ہوتا کہ زنہار غیر سے نکاح نہ کرلینا عنقریب ہم تمہارے خاوندون کو تمہاری طرف
لوٹانے والے ہین اور خاوندون کو یہہ تسلی دیجاتی کہ گھبراؤ مت ہم بہت جلد

تمہارے جوڑے کو تم سے ملانے والے ہین اوس وقت اگر مرد اور عورت بہہ عذر پیش کرتے تو ہرگز بیجا ہوتا کہ اے ہمارے مالک جب تجھے ہمارے مردون اور ہماری بی بیون کو دوبارہ لوٹانا تہا تو پہر کس لئے تو نے ہم سے ان کو جدا کیا۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے اس مضمون کو کیا عمدہ پیرایہ مین ادا کیا ہے ؎ وہ کہ گر مردہ باز گردیدے۔ بمیان قبیلہ و پیوند۔ ردِ میراث سخت تر بودے۔ وارثان را ز مرگ خویشاوند۔ پس اللہ تعالی کا ان احکام کا نازل کرنا اس بات کو تقاضا کرتا ہے کہ ان چار مقامون مین احیا موتی کے اور معنی لئے جائین تا کہ معترض مخالف اسلام کو اعتراض و نکتہ چینی کا موقعہ نملے اور عدم رجوع اموات کے نصوص قطعیہ یقینیہ جو قرآن و حدیث مین موجود ہین اور جن کا ذکر مختصراً ابھی گذرا ہے وہ بھی مخالفت کے لئے کھڑے نہو جائین۔

جواب چہارم قرآن کریم پر نظر غور ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خدای تعالی نے بیسون مقام مین عدم رجوع موتے کو مختلف پیرایہ اور مختلف الفاظ مین بیان فرمایا ہے اگر بعض اموات کا ارجاع اسے مقصود ہوتا تو ضرور حرف استثنا لا کر اس کا تدارک کیا ہوتا۔ اور مہبط وحی رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان آیتون کے تلاوت و تعلیم کے وقت باعلام الہی حضرت عیسی جیسے اور لوگون کو مستثنے و منتخب نفرمایا۔ بلکہ جس قدر ارشاد فرمایا عدم رجوع موتی الی الدنیا کی تائید مین فرمایا دیکھو احادیث مذکورہ بالا اور عدت موت اور تقسیم ترکہ و نکاح ایامی وغیرہ کو بھی حدیثون کی کتابون مین۔ پس انصافاً فرمائے کہ ہم اور آپ کو کیا حق حاصل ہے کہ خلاف قرآن و حدیث و خلاف مرضی خدا و رسول بعد مرگ کسی کے زندہ ہو کر دنیا مین لوٹنے پر زور دین۔

جواب پنجم۔ قرآنی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ خدای تعالی ہر انسان کے لئے ایک ہی بار موت کو مقدر کیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا

الموتۃ الاولیٰ الایہ سورۃ دخان۔ یعنی وہ لوگ وہان پہلے موت کے سوا دوسری
موت کا مزہ نہ چکھین گے۔ فرمایا اللہ تعالی نے افما نحن بمیتین الا موتتنا الاولی
سورۃ صافات یعنی پہلی موت کے سوا ہمارے لئے دوسری موت نہین ہے۔ انہین آیات
پر استدلال کرکے حضرت ابوبکر صدیق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے
روز پیشانی مبارک پر بوسہ دیکر فرمایا لا یجمع اللہ علیک موتتین اما الموتۃ
التی کتبت علیک فقد متھا۔ اللہ تعالی آپ پر دو موتون کو جمع نکرے گا
لیکن جو موت کہ آپ کے لئے مقدر تھی وہ تو ہو چکی دیکھو بخاری ابواب الجنائز۔
پس ہم پوچھتے ہین کہ یہہ حدیث اور یہہ آیتہ صریحتہ الدلالت کسکی تائید کرتی ہین کیا
انسے کسی طرح مُردون کے دوبارہ آنے کا جواز نکل سکتا ہے جسکے لئے دو موت لازم
پڑے ہوئے ہین یا اُن آیات و احادیث کے مظاہرۃ و تقویتہ کے لئے کمربستہ
ہین جن مین عدم ارجاع موتی کا ذکر بصراحت موجود ہے۔ حالانکہ ان کی تکلیف ایسی
بری بلا اور کٹھن ہے کہ العیاذ باللہ جس پر سید المعصومین خاتم المرسلین کے
روز وفات کے واقعات کے اطلاع رکھنے والے علما اس کی شہادت دیسکتے ہین
اور ایک روایتہ مین آیا ہے کہ ایک جان کندن ہزار کے بار بار کے قتل کی تکلیف
سے کہین بڑھکر ہے پس مسیح بن مریم رسول اللہ کا بعد مرگ دوبارہ دنیا مین تشریف لانا
سارے عالم کے خلاف دو مرگ و دو بار کندن اس کے لئے لازم و ضروری ہے ہمین بتلاؤ
کہ اس برگزیدہ معصوم نبی سے کونسی ایسی گستاخی جناب الٰہی مین سرزد ہوئی ہے کہ
تمام مخلوق کے برعکس جسمین کفار و فساق بھی داخل ہین ان کے لئے دو دو موت اور
دو دو بار سکرات موت بھی تجویز کی گئی۔ ہم پہلے ثابت کرآئے ہین کہ مردمتقی مرتے
ہی جنت و آرام کے مقام مین داخل ہو جاتا ہے اور کبھی اس سے خارج نہین کیا
جاتا۔ پس یہہ قطعی جنتی اس عام حکم سے کیون باہر سمجھا جاتا ہے کیا جنت اور

قربت آلہی کے مقام سے نکال کر نا نیا اس دار المحن ہین لانا اس کی لئے توہین نہین ہے
اے نادان ملاو خدا لگے لئے دوستی کی آڑ ہین مقربان آلہی کی اہانت کے روادار
مت بنو اور بلا وجہ ان کے دو موت کے اعتقاد سے جس کو دو بار جان کندن و
تکلیف مرگ لازم پڑتی ہوئی ہے اور جس کو قرآنی آیتہ و حدیث رسول برحق ناجائز
ٹھہراتی ہین۔ اپنے ایمان کو شیطان کے حوالہ مت کرو۔ کہان ہین بریلی کے مفتی حامد رضا صاحب
ذرا ان دلائل مصرحہ قویہ کے سامنے اپنے اس قول (کسی نبی کا انتقال دوبارہ
دنیا ہین اس کی تشریف آوری کو محال نہین کر سکتا) کو رکھکر مقابلہ و موازنہ
کرین اور پھر فتوی دین اب اگر خوف خدا اور تعظیم لامر اللہ و عظمت انبیاء اللہ
ان کے دل ہین ہے تو ضرور اپنی سابق رائے کو بدلکر یہہ لکھین گے کہ بلا شک
کسی نبی کا انتقال دوبارہ دنیا ہین اس کی تشریف آوری کو ممتنع و محال قرار دیتا ہی
اور یہہ بھی یاد رہے کہ جس خدای تعالی ہین مردون کو دوبارہ دنیا ہین لانے کی قدرت
ہے اسی طرح مردونکا نہ لوٹانا بھی اس کی قدرت کاملہ کے احاطہ سے باہر نہین ہے۔
پس اب ہمین یہہ دیکھنا چاہیے کہ ان دو متضاد امر ہین خداوند قدیر حکیم نے کس کو
پسند فرمایا اور کس کو مصلحتًا ناجایز ٹھہرایا۔ اگر کوئی ادنی عقل کا انسان بھی ہماری
تحریر بالا پر ایک سرسری نظر ڈالے گا تو اس پر واضح ہو جائے گا کہ اس کی حکیمانہ
شان اس بات کی مقتضی ہے کہ مردے دوبارہ دنیا ہین نہ لوٹا کرین اگر یہان عمیق نگاہ
سے دیکھا جائے تو ان لوگون کا قیاس بھی قیاس مع الفارق نظر آتا ہے اس لئے
کہ یہہ چار واقع جو قرآن مجید ہین مذکور ہین زمینی ہین نہ آسمانی یعنی بزعم خصم چار
مردون کو خدا تعالی نے پھر اسی زمین سے پیدا کیا تو قیاس یہہ چاہتا ہے کہ حضرت
مسیح بھی بعد مرگ اسی زمین سے پیدا ہو جاوین حیرت کی بات ہے کہ زمین پر
مرکر اسی زمین ہین دفن ہون اور جب زندہ ہو کر آوین تو آسمان سے۔ کیا یہہ امر

ممکن الوقوع ہے کہ کئی ہزار برس تک یہہ جسم خاکی خاک مین مدفون رہے اور جب
روح کی نفخ کا وقت آوے تو اوپر اڑ جائے اور کئی آسمانون کو چیرتا ہوا روح
اللہ کی روح سے جا ملے اور پھر دونو ملکر عیش دائمی اور مقام آسایش وجنت الخلد کو
چھوڑ کر دار المحن ودار الابتلا کی طرف رخ کرین جب آپکے نزدیک کسی نبی کا
انتقال دوبارہ دنیا مین اس کی تشریف آوری کو محال نہین کر سکتا تو ہم پوچھتے ہین کہ
انتقال کے ساتھہ ہی حضرت عیسی علیہ السلام کی روح مبارک آسمان پر گئی اور جسد
شریف کسی زمین مین دفن ہوا تو اب بتلاؤ کہ دوبارہ دنیا مین تشریف لاتے وقت
روح آسمانی وجسد زمینی کیونکر ملینگے اگر کہو کہ پہلے روح آسمان سے اتر کر حضرت
مسیح کی قبر شریف مین کہکر جسد سے ملاقی ہوگی تو یہہ بالبداہت غلط ہے اس لئے کہ
کہ روح کی حرکت بدون جسم کے ہو نہین سکتی کما لا یخفی اور اگر کہو کہ جسم شریف خاک
سے نکل کر آسمانون کو چیرتا ہوا روح سے جا ملیگا تو ہم پوچھتے ہین کہ یہہ جسم بغیر روح
کے کیونکر صعود کیا کیا اس کو دوسری روح دی جائیگی جس سے دونو ملکر آسمان پر چلے
جائین اگر اس کو تسلیم کرتے ہو تو تناسخ کے ناپاک اعتقاد کے ساتھہ آپ کو یہہ ماننا
پڑے گا کہ حضرت عیسی کے ایک جسد کو دو روح کی ضرورت ہے۔ پھر ہم پوچھتے
ہین کہ جب دوسری روح جسد عیسوی مین آچکی تھی تو پھر اس کے آسمان پر جا کر زمین
کی طرف مراجعت کی کیا ضرورت باقی رہی تھی کیا یہہ تحصیل حاصل نہین ہے اب
بالطبع یہہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جب عقلاً ونقلاً مردے کا دوبارہ دنیا مین آنا
ممتنع ٹھیرا تو وہ چار آیتین جن مین احیاء موتی کا ذکر ہے ان کے کیا معنے اور ان
کیا مراد ہے سو اس کے جواب مین ہمکو یہہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہان عن مصنفی کی
ایسی عبارت نقل کردین جس سے ناظرین کو پوری تسلی وکامل تشفی حاصل ہو اور
کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے وہی ہذہ

اب ہم اس بنا پر آیات زیر بحث پر گفتگو کرتے ہین اور دکھلاتے ہین کہ یہان موت بمعنی مرگ ثابت نہین ہوتی بلکہ ان کے اور معنے ثابت ہوتے ہین لہذا ہم ایک ایک آیت پر الگ الگ بحث کرتے ہین آیت اول یہ ہے۔ واذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتے قال اولم تؤمن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی۔ قال فخذ اربعۃ من الطیر فصرھن الیک ثم اجعل علی کل جبل منھن جزء ثم ادعھن یاتینک سعیا واعلم ان اللہ عزیز حکیم۔ ترجمہ اس کا یون ہے۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے رب مجھے دکھا کہ تو کس طرح مردون کو زندہ کریگا۔ اللہ تعالے نے بجواب کہا کہ کیا تو ایمان نہین رکھتا۔ کہا ہان ایمان تو رکھتا ہون۔ لیکن مین دلکا اطمینان چاہتا ہون۔ اس پر اللہ تعالی نے فرمایا کہ اچھا چار پرندے لو۔ اور ان کو اپنے ساتھ ہلا لو پھر جب ہل جائین تو ہر ایک کو ان مین سے ایک ایک پہاڑ پر بٹھاؤ۔ پھر تم ان کو بلاؤ وہ تمہاری طرف دوڑتے ہوئے آئینگے۔ اور پھر اس وقت جان لیجیو کہ اللہ عزیز ہے یعنے سب پر اپنی ربوبیت عامہ کی وجہ سے غالب اور ممتاز ہے۔ اور وہ حکمت والا ہے۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ حضرت ابرائیم جو ایک عظیم الشان نبی ہین وہ عالم ارواح کے متعلق سوال کر کے اپنا اطمینان چاہتے ہین۔ اور خود عالم کون وفساد مین ہین اگر اس کے معنے یہہ لیے جائین کہ مردون کو اپنی آنکھون سے زندہ ہوتا دیکھنا چاہتے تھے تو یہہ امر تو قرین قیاس نہین کیونکہ نبی کی شان سے جو نہایت ہی اریب اور دوربین عقل رکھتے تھے ایسا سوال کرنا بعید ہے۔ ہان اللہ تعالی سے کسی صورت مین اپنی تسلی چاہتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالی نے ان کو حکم دیا کہ اے ابراہیم تو چار پرندونکو لیکر ان کو دانہ دیکر سدھا لے اور اپنے اوپر ہلا۔ جیسے لوگ پرندون کو ہلاتے ہین۔ اور جب وہ ہل جائین تو ہر ایک کو الگ الگ بٹھا کر آواز دے وہ سب تیری طرف دوڑتے ہوئے چلے آئینگے اس مثال سے یہہ سمجھانا مراد تھا کہ دیکھہ اے ابراہیم دانہ کا تو

تو خالق نہین - اور نہ پرندون کا خالق ہے - وہ تو چیزین میری ہی مخلوق ہین - مگر تو ان کو میری ہی چیزون سے کھلا کر ایسا احسان کا گرویدہ بنا لیا کہ جب تو چاہے بلا لیے وہ تیری آواز سنکر تیری طرف دوڑے چلے آتے ہین - اور مین جو رب العالمین ہون اور ہر ایک کے ذرہ ذرہ کو مین نے پیدا کیا ہے اور ہر ایک چیز کے ذرہ ذرہ پر میرا تصرف و احسان ہے تو پہر جب مین بلاؤنگا تو وہ کیونکر میرے پاس نہ آئینگے جب تیرے عارضی احسان سے تیری نافرمانی نہین کرتے - تو میرے ابدی اور لازوال احسان سے کیونکر روگردانی کر سکتے ہین - اس مثال سے حشر اجساد کا ثبوت حضرت ابراہیم کو دیا گیا -

دوم اب ہم دوسری آیت کے معنے کرتے ہین - وہ آیت یہ ہے وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۔ ترجمہ اور جب تم نے کہا کہ اے موسیٰ ہم تم پر ایمان نہین لائینگے - جب تک کہ ہم اللہ تعالیٰ کو برملا نہ دیکھہ لین - تو پہر تم پر بجلی پڑی اور تم دیکھتے کے دیکھتے رہگئے - پہر تمہین اللہ تعالیٰ غشی سے ہوش مین لایا تو کہ تم شکرگذار بن جاؤ - اس آیت سے یہہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے قوم موسیٰ پر بجلی نازل کی - اور بجلی کا خاصہ ہے کہ جس انسان پر پڑتی ہے - وہ بیہوش ہو جاتا ہے - اور مصروع کی سی حالت ہو جاتی ہے - اور اگر اُن کی خبرگیری کی جائے تو بہت جلد ہوش مین آجاتے ہین - آجکل کی تحقیقات سے بھی جو نہایت ہی پختہ اور قابل وثوق ہے - یہہ ثابت ہوا ہے کہ بجلی کا مارا ہوا دو گھنٹہ بعد اچھا ہو سکتا ہے - لہذا اس آیت مین حقیقی موت یعنی بجز تکلم اور کچھہ متصور نہین - اور ساتھہ ہی وہ لوگ جو ایسے معنے کرتے ہین - وہ قرآن شریف کی اُن آیات کی مخالفت کرتے ہین جن مین احیاء موتی کی نفی ہے

اور گویا وہ قرآن شریف کو اختلافات کا مجموعہ ثابت کرتے ہین جو آیت وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا کے خلاف ہے لہٰذا اس کے بھی تحقیقی معنے ہین کہ اُن پر تجلی کی وجہ سے غشی طاری ہو گئی تھی۔ جو ایک قسم کی موت ہے۔ اور لغت عرب مین بھی یہہ معنے ثابت ہین۔ تو پہر کیونکر اس سے روگردانی کی جاتی ہے۔

سوم تیسری آیت جس مین احیاء موت حقیقی سمجھی جاتی ہے۔ وہ یہہ ہے اَوْ کَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَۃٍ وَّھِیَ خَاوِیَۃٌ عَلٰی عُرُوْشِھَا قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ ھٰذِہِ اللّٰہُ بَعْدَ مَوْتِھَا فَاَمَاتَہُ اللّٰہُ مِائَۃَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَہٗ۔ قَالَ کَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَۃَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِکَ وَشَرَابِکَ لَمْ یَتَسَنَّہْ وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِکَ وَلِنَجْعَلَکَ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَی الْعِظَامِ کَیْفَ نُنْشِزُھَا ثُمَّ نَکْسُوْھَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَہٗ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ سورۃ البقرۃ ع ۳۵۔ ترجمہ مثل اس شخص کے جو اجڑے ہوئے گانو کے پاس سے گذرا اور جس نے کہا کہ اس تباہ اور برباد شدہ گانو کو اللہ کب آباد کرے گا۔ اس پر اللہ تعالی نے سو برس کی نیند اُس پر طاری کی۔ پہر اس کو اٹھایا اور پوچھا کہ بتاؤ کب تک تم اُس حالت مین رہے۔ اُس نے جواب دیا کہ ایک دن یا دن کا کچھ حصہ ایسی حالت مین رہا۔ اللہ تعالی نے فرمایا تو تو سو سال تک اس حالت مین رہا۔ پہر فرمایا اپنے کھانے اور پینے کی طرف دیکھ اُس پر برس نہین گذرے۔ اور گدہے کو بھی دیکھ۔ اور ہم تیرے لئے لوگون کی نظر مین ایک نشان قایم کرنا چاہتے ہین۔ اور ان ہڈیون کی طرف نگاہ کر کہ ہم کسطرح اُن کے اوپر گوشت چڑہاتے ہین۔ جب اللہ تعالی نے خواب ظاہر کرکے اس کو تنبلا دیا تو اُس نے کہا اے اللہ مین جانتا ہون کہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اکثر تفاسیر مین فاماتہ اللہ کے معنی بھی لکھے ہین فانامہ اللہ یعنے اللہ نے اس کو سلا دیا دیکھو معالم وغیرہ۔ اور

لغت عرب میں بھی موت کے معنے لازم کے ہیں۔ تو پھر کیوں اور معنے لئے جاتے ہیں حالانکہ آیت کا سیاق سباق ظاہر کرتا ہے کہ یہہ ایک خواب تھی جو اللہ تعالی نے اپنے نبی کو دکھلائی جس کی تائید توریت شریف میں کتاب حزقیل نبی سے ہوتی ہے۔ چنانچہ کتاب حزقیل باب ۳۷ آئت ۱۔ میں لکھا ہے۔ خداوند کا ہاتھہ مجھپر تھا اور اوس نے مجھے خداوند کی روح میں اٹھالیا اور اس وادی میں جو ہڈیوں سے بھرپور تھی مجھے اتار دیا۔ اور باب ۱۱۔ آیت ۲۴ سے اس کی اور بھی صفاحت ہوتی ہے چنانچہ لکھا ہے۔ انجام کار روح نے مجھے اٹھایا۔ اور خدا کی روح نے رویا میں مجھے پھر کسدیوں کے ملک میں اسیروں پاس پہنچادیا۔ سو وہ رویا جو میں نے دیکھی مجھسے اوپر اٹھ گئی۔ پس جب یہہ خواب ثابت ہوئی تو اب ان آیات کی حقیقت بیان کرتے ہیں۔ خوب غور سے سنو۔ اصل حقیقت یہہ ہے کہ اس آیت میں جس شخص کے گذرنے کا ذکر ہے۔ وہ حزقیل نبی تھے جو ایک غیر آباد قریہ کے پاس گذرے۔ اور اس کے آس پاس بہت سی ہڈیاں پڑی ہوئی دیکھیں۔ تو ان کے دلمیں خیال پیدا ہوا۔ کہ ان کو اللہ کیونکر زندہ کرسکتا ہے تب اللہ تعالی نے ان کی تسلی کے لئے ان پر خواب طاری کی۔ اور خواب میں ان ہڈیوں وغیرہ اور غیر آباد زمین کو سو سال کے اندر آباد ہوتے اور دیکھا یا پھر جب وہ خواب سے بیدا ہوئے۔ تو اللہ تعالی نے اپنے نبی سے پوچھا کہ تم اس حالت میں کتنی دیر تک رہے۔ انہوں نے بظاہر عالم کون وفساد کا سوال سمجھکر جواب دیا کہ ایک دن یا اس کا کچھہ حصہ اس حالت میں رہا۔ اللہ تعالی نے کہا کہ تو تو سو سال تک اس نظارہ کو دیکھتا رہا۔ اور یہہ بات عالم مثال کے متعلق تھی۔ پھر جب حزقیل نبی کو تردد پیدا ہوا کہ کیا میں سو سال تک سوتا پایا تب اللہ تعالی نے ان کے رفع شک کے لئے فرمایا کہ وہ بات تو خواب کی

یعنے عالم مثال کے سو سال تھے اس دنیا کے سال نہین تھے کیونکہ تم اپنے کہانے
اور پینے کی چیز کو دیکھو۔ اس پر کوئی سال نہین گذرے اپنے گدہے کو دیکھو وہ صحیح
تندرست کھڑا ہے۔ وہ مرا نہین اور نہ دبلا ہوا۔ ہم نے تو تمہارے لئے لوگون مین
ایک نشان دکھانا چاہا ہے۔ وہ نشان یہ ہے۔ کہ تو ان ہڈیون کی طرف دیکھ ان
پر ہم کیسے گوشت پوست چڑہاتے ہین جب اللہ تعالےٰ نے اس امر کو اپنے نبی کو خوب
ہی ذہن نشین کرا دیا تو بے اختیار بول اُٹھے مین جانتا ہون کہ تو ہر ایک چیز پر قادر ہے
یعنے اب مجھ پر خوب واضح ہو گیا کہ اسطرح غیر آباد ملک کو آباد اور سر سبز کر دیتا ہے غرض
یہ اس نبی کی طرف سے ایک پیش گوئی کرائی گئی۔ کہ یروشلم ایک سو سال کے اندر آباد
ہو جائے گا۔ چنانچہ اس کی پیش گوئی کرنے کی صداقت خرقیل کی کتاب باب ۳۷
ورس ۱۲ سے ہوتی ہے۔ جس مین لکہا ہے اس لئے تو نبوت کر یعنے پیش گوئی
سنادے اور ان سے کہو کہ خداوند یہوواہ یون کہتا ہے کہ دیکھ اے میرے
لوگو مین تمہاری قبرون کو کہولون گا۔ اور تمہین تمہاری قبرون سے باہر نکالونگا
اور اسرائیل کی سرزمین مین لاؤنگا۔ اس پیش گوئی کا ظہور قبل مسیح ۵۳۶ مین
کورس کیقباد جس کو قرآن شریف مین ذوالقرنین کے لقب سے ملقب فرمایا
گیا ہے دیکھو کتاب یرمیاہ نبی باب ۱۲۔ ورس ۲۵۔ اس کا مفصل حال تلخیص
التواریخ مصنفہ مولوی محمد حسن صاحب امروہی مین لکہا ہے۔ چنانچہ وہ لکہتے
ہین کہ بخت نصر نے یروشلم کو تباہ کر دیا تہا۔ اور قوم بنی اسرائیل جنگلون اور بیابانون
مین ماری ماری پھرتی رہی جس کی وجہ سے وہ بالکل تباہ ہو گئی تھی۔ اور
قرآن شریف مین ان کو ہڈیون سے نامزد کیا گیا ہے۔ یعنے ان کے گوشت
و پوست بالکل نہین رہا ہے۔ اور صرف ہڈیان رہ گئے تہین یعنے وہ شریعت
حقہ سے سراسر محروم اور تمدنی زندگی سے بالکل عاری تھے۔ آخر کیقباد بادشاہ

یعنے یروشلم کو از سر نو آباد کیا اور ان کو انسان بنایا چوتھی آیت یہ ہے ۔
اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا
ثُمَّ اَحْیَاهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ
ترجمہ ۔کیا تو نے ان لوگون کو نہین دیکھا جو اپنے گہرون سے ہزارون ہزار
موت کے خوف سے نکلے ۔تو اللہ تعالے نے ان کو کہدیا کہ جاؤ تم جہالت
کی موت مرجاؤ ۔ پھر ان کو زندہ کیا ۔یعنے ان کو شریعت سکھلائی اور وہ اس
لئے کہ اللہ تعالی لوگون پر فضل ہی کرنے والا ہے ۔لیکن بہت لوگ ناشکری
کرتے ہین ۔تم لغت عرب مین دیکھ چکے ہو کہ موت کے معنے جہالت کے
بھی ہین ۔یہان اس آیت مین وہی معنے ہین ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ آیت
بنی اسرائیل کی نسبت ہے اور جن کو حضرت موسے علیہ السلام نے ایک
قوم کے مقابل مین لڑائی کے لئے حکم دیا تہا ۔تو اونہون نے انکار کردیا تہا ۔
جس پر حضرت موسی علیہ السلام نے ان کے حق مین بد دعا کی تھی جس کی وجہ
سے خداوند تعالے نے انکو جنگلون مین نکال دیا تہا اور وہ مدتون تک حیران
اور سرگردان رہے ۔ وہ ایک موت سے بہاگے تہے ۔مگر جہالت کی موت
مین جا پڑے کیونکہ شریعت سے وہ ناواقف ہو گئے ۔جنگلون مین کہان
علم اور کون ان کو سنانے والا تہا ۔اس کا مفصل حال سورہ مایدہ رکوع
۳ مین ہے لہذا ہم اس رکوع کو یہان لکھتے ہین ۔تاکہ خوب واضح ہو جائے
اللہ تعالے فرماتا ہے ۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ
اِذْ جَعَلَ فِیْكُمْ اَنْبِیَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ط یٰقَوْمِ ادْ
خُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰۤی اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا
خٰسِرِیْنَ ط قَالُوْا یٰمُوْسٰۤی اِنَّ فِیْهَا قَوْمًا جَبَّارِیْنَ ق وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰی یَخْرُجُوْا مِنْهَا

فَاِنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دَاخِلُوْنَ ۝ قَالَ رَجُلَانِ مِنَ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمَا
ادْخُلُوْا عَلَیْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۝ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِیْنَ ۝ قَالُوْا یٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ
فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَاَخِیْ فَافْرُقْ
بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَیْهِمْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً
یَتِیْهُوْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ۝ ترجمہ اور جب
موسی نے اپنی قوم کو کہا کہ اے میری قوم تم ان نعمتون کو یاد کرو جو اللہ تعالیٰ
نے تمہارے حال پر کی ہین کہ یہ تھوڑی نعمت ہے کہ تم مین نبی بنائے گئے
اور تم مین بادشاہ کھڑے کئے گئے۔ اور تم کو وہ کچھ دیا گیا کہ آجتک جہان
مین کسی کو نہین دیا گیا۔ اے میری قوم اب تم ارض مقدسہ یعنے شام مین
چلو جس کے دینے کا اللہ تعالے نے تم سے وعدہ کیا ہے اور تم اس امر
کے بجالانے سے پیٹھ نہ دکھاؤ۔ ورنہ تم ٹوٹا پاؤگے۔ انہوں نے جواب دیا کہ
اے موسی وہان تو ایک ظالم قوم رہتی ہے جب تک وہ وہان سے نکل
نہ جائین ہم نہین جائینگے۔ اگر وہ نکل جائین تو بے شک ہم داخل ہونگے
ان خائفین مین سے دو آدمیون نے جن پر اللہ تعالے کا انعام تھا۔ کہا کہ
اے لوگو تم دروازہ مین داخل ہو جاؤ اور جب تم داخل ہو جاؤگے تو تم ہی
غالب ہو جاؤگے اور جب تم ایماندار ہو تو اللہ تعالی پر توکل کرو۔ انہون نے
صاف صاف کہدیا کہ اے موسی کہ جب تک وہ لوگ اس مین ہین ہم تو کبھی بھی
نہین جائینگے۔ تو اور تیرا رب ہی جاوے۔ اور لڑائی کرتا پھرے ہم تو یہین
بیٹھے ہین۔ تب موسے نے کہا کہ اے میرے رب مین اپنے اور اپنے
بھائی کے سوا کسی کا مالک نہین۔ اس فاسق قوم اور ہم مین جدائی ڈالدے

تب اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اب اس قوم پر چالیس سال تک اس مقدس زمین کو حرام کر دیا گیا ہے یہہ مارے مارے پھرینگے - اور تو اس فاسق قوم سے ناامید مت ہو - ان آیات سے صاف واضح ہے - کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اپنے پیغمبر کی عدول حکمی سے وہ مقہور ہوئے - اور اُن کو چالیس سال کے لئے جلاوطنی کی گئی - اور وہ مارے مارے جنگلوں اور بیابانوں مین پھرتے رہے اُن مین نہ علم رہا اور نہ دینی معلومات رہین ایک وحشیانہ اور جاہلانہ زندگی بسر کرتے رہے - اس زندگی کو جس مین وہ اس حالت مین رہے اللہ تعالیٰ نے لفظ موتوا سے تعبیر کیا ہے - چالیس برس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم کیا اور یوشع بن نون کو انہین رسول مقرر کرکے اُن کو اس گندی اور وحشیانہ زندگی سے نکالا اور شریعت کے احکام سکھلا کر انکو زندہ کیا - دیکھو توریت کتاب یشوع نبی باب اول لغائت ۷ - یہ کوئی انوکھی بات نہین تمام انبیا حتی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مومنون کو جو جہالت اور کفر کی ظلمت مین گرفتار تھے - نور شریعت سے منور کرکے ایک نئی پاک اور مطہر زندگی عطا کرتے تھے - چنانچہ قرآن شریف مین اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق فرماتا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ ۚ یعنی اے ایماندارو اللہ اور اس کے رسول کی بات کو جب وہ تمہین تمہارے زندہ کرنے کے لئے طلب کرین - مان لیا کرو - اب دیکھنا یہ ہے - کہ کیا وہ مومن مرے ہوئے تھے جن کو بلا کر زندہ کیا جاتا تھا - نہین نہین اُن کا جسم تو نہین مرا ہوا تھا - بلکہ اُن کی روح شریعت حقہ کی عدم موجودگی سے مرچکی ہوئی تھی - اور صرف شریعت کے احکام کو سننا اور اُن پر عملدرآمد کرنا اُن کی روح کی زندگی کا موجب تھا - قرآن شریف کی آیت زیر بحث مین بھی اس قسم کی موت اور اسی قسم کی حیات کی طرف اشارہ ہے - کیونکہ وہ قوم خدا تعالیٰ کے قہر مین آگئی تھی

اور ان کو ایک بہت دور دراز عرصہ تک آبادی سے دور رکھا گیا تھا۔ اور وہ اخلاقی زندگی سے بالکل محروم ہو چکے اور بے نصیب تھے۔ جس سے ان کی روح پر موت واقع ہو گئی تھی۔ بالآخر یوشع بن نون کے ذریعہ ہدایت پا کر از سر نو زندگی میں داخل ہوئے۔ انتہی۔

مجیب نے حزقیل نبی اور ابراہیم خلیل اللہ کے دو واقعہ کو اچھا رسوائی میں پیش کیا ہے اس کا شافی جواب مع ترجمہ ہر چار آیتہ ابھی گذر چکا ہے۔ لیکن چونکہ ترجمہ آیتہ میں جن جن باتوں کو اپنی طرف سے بڑھایا ہے ان کو ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

قولہ۔ اب دیکھ اپنے کھانے کو جو دوروں میں بگڑ جانے کی چیز ہے وہ ابتک نہ بگڑی۔

اقول۔ ہمارے ترجمہ کو اس سے مقابلہ کر کے دیکھو۔ اور انصاف کرو۔

قولہ۔ اور دیکھ اپنے گدھے کو جس کے ہڈیاں تک گل گئیں۔

اقول۔ آیتہ قرآنی میں صرف انظر الی حمارک ارشاد ہوا ہے آپ نے کہاں سے ترجمہ میں یہ جملہ (جس کی ہڈیاں تک گل گئیں) پیدا کیا اور نیز انظر الی العظام سے عظام حمار کیا لکھی ہے۔ غور کرو ترجمہ مذکورہ سابقہ پر۔

قولہ۔ حضرت ابراہیم کو حکم ہوا کہ چار پرند اپنے ساتھ ہلا لے پھر انہیں ذبح کر کے متفرق پہاڑوں پر ان کے اجزا رکھ دے۔ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایسا کیا ان کے پر اور خون اور گوشت قیمہ قیمہ کر کے خلط ملط کئے اور مجموع مخلوط کے حصے کر کے متفرق پہاڑوں پر رکھے حکم ہوا اب انہیں بلا تیرے پاس دوڑتے چلے آئینگے۔ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بیچ میں کھڑے ہو کر آواز دی۔ ملاحظہ فرمایا کہ کیسا ہیں کو

گوشت پوست پرون کا ریزہ ریزہ ہر پہاڑ سے اڑکر ہوا مین باہم ملتا اور پورا پرند بنکر
زندہ ہوکر ان کے پاس دوڑتا آرہا ہے۔

اقول اے حضرت کیا غضب ہے قرآن مین صرف فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ وارد ہوا ہے
جس کا ترجمہ آپ نے بھی ہلا لینے کے ہی کیا ہے تو پھر آپنے ذبح کرنا کہان سے
نکالا اور یہہ کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ اور بقیہ آیت یہہ ہے ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا
ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا آیا ہے جسکا صاف یہہ ترجمہ ہے کہ بعد ہلا لینے کے ایک ایک
کو ایک ایک پہاڑ پر بٹھلا دے اور پھر ان کو بلا وہ اوڑتے ہوئے تیرے پاس آجاینگے
چار پرندون کو قیمہ قیمہ کرکے مخلوط کرنا کس لفظ کا ترجمہ ہے جب حکم حضرت باری
یہہ تھا کہ چار جانورون کو ہلا کے ہر ایک کو ایک ایک پہاڑ پر بٹھلا دو تو پھر کیا وجہ
تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خلاف مرضی الٰہی ان کو قیمہ قیمہ ریزے ریزے
کئے۔ نافرمانی کا الزام انبیائے کرام پر مت لگاؤ توبہ کرو اگر کہو کہ لفظ جزءً اس پر
دلالت کرتا ہے۔ مین کہتا ہون یہہ بالکل بے تکی ہے کیا چار کا جزو ایک نہین ہوتا
خدائے حکیم کا مستمرہ قانون ہے کہ جبتک سارے اجزا اکمل و مرتب نہو لین تو نفخ
روح نہین فرماتا۔ تم دیکھتے ہو کہ پیٹ مین بچہ جب تک اس کی خلقت پوری نہین
ہوتی جان نہین پڑتی اور اس کی حرکت غیر محسوس رہتی ہے اور ہم یہ بھی رات
دن دیکھتے ہین کہ جب قصاب جانورون کے اجزا جدا جدا کر دیتا ہے تو ان مین
کسی قسم کی حرکت باقی نہین رہتی اور نہ ایک جزو دوسرے جزو سے ملنے کے
لئے خواہش ظاہر کرتا ہے اس لئے کہ قوت حس و حرکت معدوم ہے پس ہم پوچھتے
ہین کہ وہ چار پرندون کے اجزا مین جو لاکھون جزو سے کم نہون گے بغیر ترکیب
و ترتیب کے کیونکر نفخ روح ہوا اور بغیر نفخ روح کے کیونکر حرکت پرواز مین پیدا
ہوئی اور دوسرے اجزا سے ملنے کی ضرورت ہوئی نہین کیونکہ محسوس ہوئی

اگر کہو کہ خلاف قانون الٰہی ان بسیط اجزا میں روح کا نفخ ہو چکا تھا تو بتلاؤ دوسرے اجزا سے ملنے کے انہیں کیا حاجت باقی رہی تھی۔ اور جس جزو کی طرف اس جزو روح افتادہ کی پرواز ہوئی اسمین جان آگئی تھی یا نہیں اگر نہیں آئی تو کونسی شی اس کے لئے مانع ہوئی اور کیونکر وہ پہاڑ سے اس روح افتادہ جزو سے ملنے کو آگیا اگر اسمین بھی نفخ روح ہو چکا تھا تو دو جسم روح دار کیونکر ایک ہو سکتے ہیں اور یہہ بھی بتلاؤ کہ یہہ پروازی اجزا سے مخلوط جو بدون نفخ روح کے محال ہے لاکھوں جسم اور لاکھوں پرندکے ضرورۃ کو مقتضی ہے یا نہیں۔ ضرور ہے حالانکہ آیۃ قرانی مذکورہ بالا صرف چاروں پرند سلے ہوؤں کے اوڑ کر آنے کی خبر دیتی ہے۔ اور بس اے نادان مولویو خدا کے اقوال و افعال میں تناقض و تخالف کو اپنی کم فہمی سے کیوں جائز رکھتے ہو اور کتاب مجید میں اپنی رائے کو دخل دیکر اسلام کی جگ ہنسائی کیوں کیا کرتے ہو۔

قولہ مسئلہ اولی یہہ کہ نہ وہ (عیسی علیہ السلام) قتل کئے گئے نہ سولی دئے گئے بلکہ ان کے رب جل و علا نے انہیں کر یہود عنود سے صاف سلامت بچا کر آسمان پر اوٹھالیا اور ان کی صورت دوسرے پر ڈال دی کہ یہود ملاعنہ نے ان کے دہوکے مین اوسے سولی دیا یہہ ہم مسلمانوں کا عقیدہ قطعیہ یقینیہ ضروریات دین سے ہے جسکا منکر یقیناً کافر اس کی دلیل قطعی رب العزۃ جل جلالہ کا ارشاد ہے۔ الی آخر آیۃ وان من اہل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ۔

اقول ہم بھی کہتے ہیں کہ عیسی علیہ السلام نہ قتل ہوئے اور نہ صلیب پر مرے بلکہ اللہ تعالی نے طبعی موت دیکر ان کے مدارج کو بلند کیا جیسا کہ اللہ تعالی نے فرماتا ہے یا عیسی انی متوفیک و رافعک الی۔ اس آیۃ میں رفع درجات کا وعدہ ہے اور آیۃ بل رفعہ اللہ الیہ مین اسکا ایفا عسطیہ تشبیک مین وعدہ ہے اور

فلما توفیتنی ہین ایفائے وعدہ - دفعہ الیہ سے رفع الی السمار سمجھنا سراسر جہالت
ہے مجیب کو چاہئیے کہ ہمارے مقدمہ ثالثہ باب رفع کو بغور ملاحظہ کرے - کیا خدا
تعالی دوسرے یا چوتھے آسمان پر مستقر ہے جہان حضرت عیسیٰ کا رفع ہوا ہے
اس سے خدائے تعالیٰ کے لئے جہت و مکان لازم آتا ہے - جس کو آپ بھی
جائز نہیں رکھتے ہین - ایک مقام پر خدائے تبارک و تعالی فرماتا ہے ارجعی
الی ربک راضیتہ مرضیتہ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی - اے
نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف لوٹ اور میرے بندون مین شامل ہو اور
میری جنت مین جا داخل ہو - رفع الی اللہ و رجوع الی اللہ مترادف المعنی ہین
دونو مین کوئی فرق نہین - پھر کیا وجہ ہے کہ رجوع الی اللہ سے قربت ومدارج
کا معنی لیا جائے اور رفع الی اللہ سے آسمان پر چڑھنا - دیکھو اس آیتہ کریمہ
کے آخر مین خدا تعالیٰ کا فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی فرمانا اس بات کی طرف
اشارہ ہے کہ رجوع الی اللہ سے یہہ مراد نہین ہے کہ کوئی بندہ ہمارے عرش
عرش کے نزدیک آجاتا ہے - نہین - بلکہ اس بندہ کو ہمارے مقرب بندون مین
شرکت اور ہماری جنت مین دخول کی عزت نصیب ہوجاتی ہے - پس رفع
الی اللہ جو رجوع الی اللہ کا ہم معنی ہے اس کے لئے بھی یہی تفہیم ہے - فتدبر
اور اس آیتہ مین مقام رضا کی بھی تصریح کردی گئی کہ وہ اس کی خاص بندون مین
شمولیت اور اس کی جنت مین دخول کا نام ہے فتذکر - عبرت کا مقام ہے
کہ افضل الانبیا کو جب خدا تعالیٰ نے دشمنون کے ہاتھ سے بچایا تو اس طرح کہ پیادہ پا
مکان سے نکال کر ایک تنگ تاریک غار (ثور) مین جگہہ دی اور ایک مفضول
نبی کو دشمن یہود کے ہاتھ سے بچایا تو اس طرح کہ انہین یکبار فرشتون کے
کندھون پر سوار کرکے سیدھا فلک دوم یا فلک چہارم مین جا بٹھایا اور

اور تمام حوائج بشری سے آزاد و بے تعلق کرکے الآن کما کان جو اسکی ذاتی صفت تھی اس مین بھی شریک کر دیا فتعالی اللہ عن ذلك اے حامد رضا صاحب جب آپکے اعتقاد کی رو سے ایک عیسٰی نبیؑ تو کیا تمام انبیائے کرام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہین۔ دیکھو تحریر مجیب صے ۲۶ تو آپ کا ایمان کیونکر جائز و پسند کرتا ہے کہ برگزیدہ نبی خاتم الانبیا محمد مصطفی تو ایسی تکلیف اٹھا کر دشمنون کے ہاتھہ سے نجات پائین اور عیسٰی جیسے ایک اُمتی پر جب کفار حملہ کرین تو وہ بلا مزاحمت اعدے آسمان چہارم پر صعود کرکے عزت کے مسند پر جا بیٹھے۔ کیا آپ کے عقیدہ مین خدا کے پاس اُمتی کا رتبہ اس کے پیشوا ہادی سے بڑہکر ہے۔ خدا کے لئے سچ سچ کہو کہ اُمت کس کا رتبہ بڑہکر ہے کیا وہ شخص افضل ہوگا جو دو ہزار برس سے کھانے پینے پیشاب پہنچانے اور دیگر تعلقات بشری سے بکلیہ منزہ ہو کر آسمان چہارم پر عزت کے مسند پر جلوہ فرما ہو یا وہ شخص ہو سکتا ہے کہ اپنے تمام علاتی بھائیون کے مانند کھانا پینا بھی تھا اور کبھی کوئی تعلق بشری اس سے منفک نہین ہوسکے اور ساٹھہ ستر سٹھہ سال کی عمر پا کر رحلت پائی اور اسی زمین مین دفن ہوا۔

ثانیاً ہم سوال کرتے ہین کہ جب یہہ امر مسلم فریقین ہے کہ دنیا مین جتنے مامورین اللہ آئے کوئی بھی ابتدائے قوم کی اذیت سے مامون نہین رہا اور آخر الامر خدا کی نصرت اسی زمین مین اپنی فرستادہ کے شامل حال رہی اور وہ منصور و فتح یاب ہوگیا تو کیا سبب ہے کہ تمام انبیائے مامورین کے برخلاف حضرت مسیح کے ساتھہ یہہ سلوک کیا گیا کیا اتنی بڑی وسیع زمین حضرت عیسٰی کے بچا لینے کے لئے بس نہین تھی۔ کیا معاذ اللہ یہودیون کا ڈر خدائے قادر توانا پر بقدر غالب ہوگیا تھا کہ کسی زمینی غار اور ارضی حجاب مین ان کے پوشیدہ کرنے

غیر مناسب سمجھا اور رجوع الی السماء کے سوا چارہ نہ پڑا۔ بھلا اوس وقت تو یہودیوں کی کچھہ چلتی بھی تھی اب اس زمانہ مین تو یہہ قوم ذلت و مسکنت کا نشانہ بن رہی ہے اب کس یہود و عنود کا خوف خدا کو لگا ہے۔ طرفہ تر یہہ ہے کہ ایک شخص اس وقت ان کے وفات کا ثبوت دیکر آپ مسیح موعود بن بیٹھا ہے پس حسب اعتقاد شما جس خدائے ذوالجلال نے ان کو اتنی بڑی عزت دی رکھی ہے اور باعتقاد شما اپنے خدائے خاص جیسے خلق و شفا و غیب دانی و احیائے موتی وغیرہ وغیرہ مین ان کی شرکت کو جایز رکھا ہے۔ تو اس کی غیرت ذوالجلال کو جوش آکر لزوما یہہ کرنا چاہیے تھا کہ مدعی کو نیست و نابود و خاک مذلت مین پچھاڑ کر اپنے ساجھی کو بڑی تجمل و شان کے ساتھہ فرشتون کے کندھون پر ہاتھہ رکھوا کر آسمان سے نازل کرتا۔ ایک قرن سے ہم دیکھہ رہے ہین کہ نہ کوئی آنا نہ جاتا تو ہمارا اعتقاد اور ہمارا ایمان زیادہ پختہ ہو جاتا ہے کہ عیسیٰ کے متعلق جتنے باتین مشہور کی گئی ہین انمین سے ایک بھی صحیح نہین سراسر غلط و بوچ ہین اور خدائے حکیم کی شان ان بیہودہ باتون سے بالکلیہ مبرا و منزہ ہے۔ اور اگر اپنی خواص ذاتیہ مین سے کسیکو کچھہ دینا اس کا ازلی و ابدی علم جایز رکھتا تو محمد مصطفی حبیب اللہ کے سوا کون زیادہ مقرب بندہ تھا کہ اس کے طرف ذہن عقل کا انتقال ہو سکے خلاصہ کلام یہہ ہے کہ مسیح ناصری نبی کے ساتھہ یہہ عقیدہ رکھنا کہ وہ خالق طیور تھا اور مردون کو زندگی حقیقی بخشتا تھا اور غیب کی خبر رکھتا تھا اور اندھے مادر زاد کو سوجھا کرتا تھا اور اب دو ہزار برس سے آسمان پر زندہ بجسدہ العنصری موجود ہے۔ کھانے پینے پیشاب پاخانے وغیرہ جملہ تعلقات بشری سے آزاد و پاک ہے اور اس کے جسم اور قوی جسمانی اور عمر مین کوئی تغیر و تبدل عائد حال نہین ہے الآن کما کان

اسکی صفت ہے وغیرہ وغیرہ امور بخدائے لایزال صریح کفر اور قطعی شرک مجسم ہے۔

ثالثاً ہم پوچھتے ہین کہ جب بقول شما حضرت عیسی آسمان پر چلے گئے اور یہود کے ظلم سے بچ گئے تو پھر اس کی کیا ضرورت پڑی تھی کہ خدا تعالی نے ان کی رنگ و روپ کو دوسرے ایک ناکردہ گناہ مین ڈالکر یہودیون کے ہاتھ سے اس کو سولی دلادی۔ یہہ دو حال سے خالی نہین کہ معاذ اللہ استغفر اللہ خدا کے قدیر کو یہودیے بیہود کی دل جوئی بھی منظور تھی۔ یا خدائے جلیل و غالب کو یہہ خیال آیا کہ اگر شکل عیسی ایک کو نہ عطا کردون تو یہہ ذہن سے بچے یہودی علماء زمین کو وجود عیسی سے خالی پاکر آسمان کی خبر نہ لین اور ملاء اعلی پر چڑھائی نہ کر بیٹھین۔

تناسخ ارواح و حلول ارواح کا ناپاک مسئلہ غیر قوم سے سننے مین آیا تھا آہ صد آہ شومی طالع کے سبب آج اپنے گھر کے اندر حلول الوان و اشکال کا ناکارہ و ناپاک عقیدہ دیکھنے مین آیا۔ اے مولوی صاحب آپ نے کس لفظ سے یہہ بہروپیہ شکل استنباط کیا ہے۔ کیا ولکن شُبِّہَ لہم سے اس معنے کو نکالا ہے۔ اے غافل شبہ کے ضمیر کا مرجع سوائے عیسی کے اور کون ہوسکتا ہے کیا ماقبل مین شبیہ عیسی کا لفظ مذکور ہے جسکی طرف یہہ ضمیر لوٹتی ہے اس آیتہ کا ترجمہ صاف یہہ ہے کہ یہودیون نے عیسی کو نہ قتل کیا اور نہ صلیبی موت سے مارا لیکن وہ بالضرور مشابہ بالمقتول و بالمصلوب ہوگیا تھا۔ ہمین اچھی طرح یاد ہے کہ کلکتہ مین جب مولوی کریم بخش صاحب مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ سے اس باب مین بحث ہوئی تھی اور مولوی صاحب بھی چونکہ مولوی حامد رضا بریلوی کے ہم خیال ہین بار بار شبہ علیہ پر زور دیتے تھے تب عاجز نے عرض کی کہ مولوی صاحب شبہ لہم مین ضمیر کا مرجع

کیا کوئی شبیہ عیسی سابق مین مذکور ہے تو گھبرا کر فرمانے لگے کہ نہین بھی لفظ لہم اسکا مفعول مالم یسم فاعلہ ہے ناظرین غور فرماوین کہ اگر اس عذر کو مان بھی لیا جائے تو پہلی قباحت سے بڑھکر قباحت لازم آتی ہے اس لئے کہ پہلی صورت مین ایک شخص شبیہ عیسی قرار پاتا ہے اور اب اس صورت مین سارے یہود و حضار مجلس شبیہ عیسی ٹھیر جاتے ہین۔ ہماری مولوی صاحب قطرو نسے بہاگ پرنالے کے نیچے جا کھڑے ہوئے۔

سوا ازین ہم پوچھتے ہین کہ جب ناکردہ گناہ شبیہ عیسی سولی پر لٹکنے لگا تو کیا عقل سلیم کسیطرح باور کرسکتی ہے کہ ایک بے جرم شخص کو سزا دینے لگین اور وہ چپکا رہے اور اس کے منہ سے اتنا بھی نہ نکلے کہ بھائی مین بے گناہ ہون عیسی نہین ہون فلان شخص ہون میرا باپ فلان شخص ہے میرا مکان فلان محلہ مین ہے۔ اور اس کے ماں باپ اور رشتہ کے لوگ بھی کیا ہی سنگدل نکلے کہ اپنے عزیز کو ناحق دیکھتے دیکھتے سولی دلوادی اور اُف تک نہ کیا اور عدالت و پولیس مین یہودی مولویون کے نام پر نالش نہین کی چپکے ہو رہے ہمارے سادہ لوح علما یہہ بھی کہتے ہین کہ وہ شبیہ حضرت مسیح کا خاص شاگرد اور خاص حواری تہا کہتے ہین کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے حواریون کو جمع کرکے کہا کہ کون ہے کہ میرے بدلہ سولی پر چڑہے اور کل کے روز میرے ساتھہ جنت مین میرا ہم نشین ہوے ایک حواری کھڑا ہوا اور کہا کہ مین ہون حضرت مسیح نے کہا کہ بیٹھ جا پھر مسیح نے اپنے سابق کلام کو دہرایا ایک دوسرا حواری کھڑا ہوا اور کہا کہ مین ہون۔ فرمایا بیٹھ جا پھر تیسرے بار اپنے کلام کا اعادہ کیا اس وقت ایک حواری اٹھا اور کہا کہ مین آپ کے بدلے سولی پر لٹکونگا۔ حضرت مسیح نے فرمایا ہان تو ہی

اس کام کے لایق ہو وہ شخص عیسی نبی کی شکل میں آگیا اور حضرت عیسی ایک روزن کے راستے سے آسمان پر چلے گئے انتہی کلامہ میں کہتا ہوں کہ عذر گناہ بدتر از گناہ حضرت مسیح ناصری کی شان سے بالکل بعید ہے کہ ایک بیگناہ بندے کو سولی پر لٹکا کر اسکا خون اپنی گردن پر لیں۔ توریت شریف کا مشہور مسئلہ ہے کہ جو لکڑی پر لٹکے وہ ملعون ہے اور جسکو صلیب دیا جائے وہ رحمت الٰہی سے دور اور شیطان سے نزدیک ہو جاتا ہے پس حضرت مسیح توریت کے عالم ہو کر کیونکر ایک مومن مرد کو سولی پر لٹکنے کی ترغیب دے سکتے ہیں۔ اور جان بوجھکر لعنتی موت کو گوارا کر سکتے ہیں۔ آپ تو لعنتی موت سے گھبرائیں اور رات بھر جناب الٰہی میں ایلی ایلی لما سبقتنی کی دعا مانگتے رہیں جسکا ترجمہ یہ ہے کہ اے میرے رب کیوں تو نے مجھکو چھوڑ دیا۔ تو کیونکر ہمارا ایمان اور کیونکر ہماری عقل سلیم تسلیم کر سکتی ہیں کہ وہی نبی اپنی جان امتی کو لعنتی موت کے اختیار کرنے پر خوش ہو گیا۔ کوئی صلیب پر مرکر شیطان کا رفیق بن کر جنت میں رفیق مسیح بھی بن سکتا ہے ع این خیالست و محالست و جنون۔ اگر ان روایات کو موضوع قرار نہ دیں تو یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ معاذ اللہ حضرت عیسی بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان بچانے کے لئے ایک بندہ خدا کو دہوکا دیا۔ اور ناحق اسے ملعون بنایا۔ اس ناپاک بے بنیاد اعتقاد پر نازاں ہو کر مجیب صاحب فرماتے ہیں کہ یہ ہم مسلمانوں کا عقیدہ قطعیہ یقینیہ ضروریات دین سے ہے کہ جسکا منکر یقیناً کافر ہے۔ اور اسکی دلیل قطعی یقینی صرف وقولھم انا قتلنا المسیح بن مریم رسول اللہ سے آخر تک ہے جسمیں نہ شبیہ کا ذکر اور نہ صعود الی السماء کا بیان اور نہ نزول من السماء کا پتہ اور نہ لفظ حیات کا اشارہ قولہ اور یہ اور قبل موتہ کے ضمیر حضرت مسیح کی طرف راجع کر کے یہہ ترجمہ کیا ہے۔ اور نہیں اہل کتاب سے کوئی مگر یہ کہ ضرور ایمان لانے والا ہے عیسی پر اسکی موت سے پہلے اور قیامت کے دن عیسی ان پر گواہی دیگا"

اقول وعلیہ التوکل مجیب کے اس ترجمہ میں کئی اعتراض وارد ہوتے ہیں۔

اعتراض اول۔ آیۃ کی تعمیم مندا وارنہ سے کہہ رہی ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت تمام اہل کتاب

سابقین جنکو مرکر کئی ہزار برس گذر چکے ہونگے مسیح پر ایمان لانیکے لئے قبرون سے اوٹھ نہین سکتے وھو قطعاً محال ہے متعدد آیات قرآنی اس عقیدہ کے مخالف ہین ان مین سے ایک آیت یہہ ہے ثم انکم یوم القیمة تبعثون اور بہت سی آیات بہی اسکے خلاف پر ہین جنمین دو موت کے امتناع کا ذکر ہے۔ اور اگر بلا وجہ آیتہ کو مخصوص منا البعض قرار دیں تو اس صورت مین بھی یہہ اعتراض دوم وارد ہوتا ہے اعتراض دوم تمام اہل کتاب یہود و نصاری کا حضرت مسیح کے وقت مین ملتہ واحدہ پر ہوجانا اور باہمی مذہبی جھگڑے کا تصفیہ اور باہمی بغض کا ارتفاع ممتنع ہے خدائی کی سچی کتاب اسکے خلاف یہہ خبر دیتی ہے فاغرینا بینهم العداوة والبغضاء الی یوم القیمة والقینا بینهم العداوة والبغضاء الی یوم القیامة ہمنے یہود و نصاری کے درمیان عداوت و بغض کو قیامت کے دن تک ڈال دیا ہے۔ اعتراض سوم وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمة یعنی خدای تعالی فرماتا ہے ای مسیح بن مریم مین تیرے متبعین کو قیامت تک تیرے منکرین (یہود) پر فوقیت دونگا۔ خدائی تعالی نے اس آیتہ مین اپنے ارادہ کا اظہار فرمایا ہے اور حتمی وعدہ دیچکا ہے کہ یہود کفر کے حالت مین قیامت تک ذلیل و خوار و ماتحت رہین گے۔ جب قیام قیامت تک انکے کفر کا سلسلہ غیر منقطع ہے تو تمام اہل کتاب ولین و آخرین مسیح کے نزول کے زمانہ کے موجود ین کیونکر سب کے سب مسیح کو مان سکتے ہین۔ اعتراض چہارم مجیب نے اپنی اس رسالہ کے متعدد مقام مین یہ لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہین۔ اب ہم پوچھتے ہین کہ نبی کے ہونے امتی پر ایمان لانا خدائی تعالی نے کیونکر پسند فرمایا۔ اور امن الرسول بما انزل الیه من ربه والمومنون کل امن باللہ وملائکته وکتبه ورسله لا نفرق بین احد من رسله کی آیتہ مین کہین یہہ ذکر نہین فرمایا کہ امتی پر ایمان بھی

لانا کافی ہی۔ ایک جای تو کیا سارا قران اس ذکر سے خالی ہی اگر اپنے قول اول سی رجوع کرکے یہ کہو
کہ نہین وہ تو نبی ہین تو اسوقت یہ اعتراض ہوگا۔ اعتراض پنجم۔ جب سارے ادیان ماسبق
خاتم الانبیا کے بعثت پر منسوخ ہوگئی اور ان الدین عند اللّٰہ الاسلام اور من
یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وغیرہ آیات کثیرہ اسپر دلیل محکم ہین تو
صرف عیسی نبی پر ایمان لانا یہود و نصاری کو کیونکر مفید ہوگا۔ بعض سادہ لوح ملا یہ کہتے ہین
کہ ایک نبی کا مان لینا ساری نبیون کی مان لینے کے برابر ہے ہم کہتے ہین کہ یہ دعوی محض بے دلیل ہی
تم نہین دیکھتے ہو کہ یہود حضرت موسی صاحب تورات کو نبی برحق مانتے ہین اور حضرت عیسی و محمد علیہم
الصلوۃ والسلام کے انکاری ہین کیا انکا ایمان عند اللہ مقبول ہو سکتا ہے اور نصاری حضرت عیسی کو
نبی برحق مانتے ہین تو کیا یہ انکے لئے مفید ثابت ہوگا۔ ہان البتہ خاتم الانبیا و خاتم الکتب پر ایمان
و انکی تصدیق سارے انبیائے سابقین پر ایمان لانیکے برابر ہے۔ اعتراض ششم۔ مجیب نے اس آیت
سے اشارۃً نزول مسیح بن مریم صلعم کا ثبوت دیا تھا جسپر اعتراضات بالا وارد ہونیکے قطع نظر
ایات غیبات جو صراحتاً وفات مسیح پر دلالت کرتے ہین اس ترجمہ کے سخت مخالف ہین۔
اور وہ یہ ہین۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان
مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم الایۃ یعنی محمد تو صرف ایک رسول ہین انکے پہلے کے
تمام رسول مرگئی ہین اگر یہ محمد مرجائین یا قتل کردئے جائین تو کیا تم اسلام کو چھوڑ دوگے۔ جب
حضرت عیسی رسولون مین شامل ہین اور قطعاً ہین اور یہ آیت تمام ماقبل کے رسولونکی موت کی خبر دیتی
ہے تو اب مسیح رسول اللہ کے موت مین تردد کرنا خدائے علیم و خبیر کی اطلاع دہی کی صریح تکذیب ہے
قد خلت بمعنی قد ماتت کے ہے جسپر افان مات او قتل کا جملہ قرینہ صارفہ ہے۔ (۲) وما
جعلنا لبشر من قبلک الخلد الایۃ یعنی ای محمد صلعم ہمنے تمہارے

پہلے کسی بشر کو زندہ قایم نہین رکھا سب مرچکے ہین - جب جناب مسیح بشر ہین اور مخاطب صلے اللہ علیہ وسلم کو پہلے کے بشر ہین تو اب انکی موت مین کیا شک ہے - یقیناً اس آیتہ کے حکم کے نیچے آئے ہین (۳) ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبین یہ آیت سلسلہ نبوت کو محمد رسول اللہ پر ختم کرتی ہے اور تمام رسالت تشریعی کے انزال کو رد کرتی ہے پس جب مسیح رسول و نبی ہین اور نزول وحی رسالت رسول کیلئے لازم غیر منفک ہے تو کیونکر خاتم الانبیا کے بعد اپنی نبوت کو لیکر نازل ہو سکتے ہین یہ آیتہ اور حدیث لانبی بعدی نزول مسیح بن مریم کا اشد مخالف اور انکی وفات کی مجوز ہین - خلاصہ کلام یہہ نکلا کہ مجیب کے ترجمہ آیتہ کو صحیح مان لین تو اعتراضات مذکور الصدر کے علاوہ قرآن مجید کی ان متعدد آیات سے جو بالصراحت وفات مسیح پر دلالت کرتی ہین صریح اختلاف لازم آتا ہے پس جبتک مجیب کے ترجمہ کی اصلاح نکرین تو کسی طرح اختلاف بین الایات مرتفع نہین ہوتا اور اعتراضات بالاکسی صورت سے اوٹھہ نہین سکتے مولوی محمد بشیر بہوپالی الحق الصریح مین اسی ترجمہ پر زور دیا ہے اور حیات مسیح کیلئے اس آیتہ کو قطعیتہ الدلالت ٹھہرایا ہے انہین یہ خبر نہین تھی کہ انکا ترجمہ بھی بڑے بڑے اعتراضات و لنظائر کا مورد ہے اور ان قیاحتون کا وقوع لیومنن بہ مین لام تاکید اور نون ثقیلہ کو زمانہ مستقبل کیلئے مخصوص تسلیم کرنیکے بعد ہے - ورنہ انکی نون ثقیلہ کی بحث کو تو حضرت امام الزمان اور مولوی محمد احسن صاحب نے بالکل خفیف کر دیا ہے - یاد رہے کہ ضمیر بہ اور قبل موتہ کے مرجع مین مفسرین کا بڑا اختلاف ہے کوئی تو بہ کی ضمیر کو قرآن کی طرف لوٹاتا ہے اور کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور کوئی اللہ تعالے کی طرف اور قبل موتہ کے ضمیر کو بعض مفسرین کتابی کی طرف لوٹاتے ہین اور بعض حضرت مسیح کی طرف اور اصول کا مشہور مسئلہ ہے کہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال یعنی جب کسی آیتہ و حدیث مین کئی احتمال پیدا ہو جائین تو استدلال باطل ہے کسی طرح قطعیت اس سے حاصل ہو نہین سکتی مجیب کے ہٹ دہرمی

اور حق پوشی کو دیکھو کہ اسقدر احتمالات کے ہوتے ہوئے قطعی یقینی کا قائل ہو کر منکر نزول مسیح کو کافر قرار دیتا ہے۔ ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب اس قدر روشن دلائل پر اگر کوئی کوڑ باطن کسی صحابی یا اہل کی رائے پیش کرے تو اسے ہم ابوالحمقا کے خطاب سے یاد کرینگے۔ ہمیں چنداں ضرورت نہیں کہ ایسی قوی بینہ کے ہوتے یہ بھی کہیں کہ اصول کی کتابوں میں لکھا ہے کہ فہم صحابی حجت شرعی نہیں ہے۔

مفسرین کی رائے پر ایک سرسری نظر

بعض مفسرین نے بہ اور موتہ کی ضمیر کا مرجع حضرت مسیح کو ٹھہرایا ہے۔ اور اسیکو احسن سمجھا ہے۔ لیکن ابھی آپ دیکھ چکے ہیں کہ کسقدر اس ترجمہ اور رائے پر اعتراض وارد ہوتے ہیں اور بعضوں نے بہ کی ضمیر کا مرجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قران مجید کو ٹھہرایا ہے اور موتہ کی ضمیر کو کتابی کی طرف لوٹائی ہے۔ اور یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ اہل کتاب میں سے کوئی ایک بھی نہیں ہے کہ اپنے مرنے سے پہلے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاتا ہو یا قران پر ایمان نہ لاتا ہو۔ اس ترجمہ میں یہ نقص ہے کہ ہمارے رات دن کا مشاہدہ ہے کہ ہزاروں یہود و نصاریٰ مرتے ہیں مگر کبھی نہیں سنا اور نہ دیکھا کہ مرض الموت میں رسول اللہ صلعم و قران شریف پر ایمان لانا انپر ضروری ہوا ہو۔ پس یہ ترجمہ مشاہدہ کے خلاف واقع ہے اسلئے غلط ٹھہرا۔ ورنہ کلام الہی کی پیشگوئی میں تردد پیدا ہوتا ہے جسکا انجام برا ہے اور بعض مفسرین بہ کی ضمیر حضرت مسیح کی طرف لوٹاتے ہیں اور موتہ کی ضمیر کتابی کی طرف یہ ترجمہ بھی مشاہدہ کے خلاف واقع ہونے کے سبب غلط ہے کیونکہ ہزاروں یہودی مرتے ہیں اور مرتے وقت ایک بھی مسیح پر ایمان لاکر نہیں مرتا۔ اب سوال یہ پیدا ہوگا کہ جب تمام تراجم مختلف اعتراضات کے پیش ہونیکے سبب مخدوش و غلط نکلے تو پھر اسکا صحیح ترجمہ جسپر کسی قسم کی حرف گیری نہو پیش کرنا چاہیے۔ سو اسکا جواب یہ ہے

اس آیۃ مین بہ کی ضمیر قتل کی طرف راجع ہے اور موتہ کی ضمیر کتابی کی طرف لوٹتی ہے۔ اب اسوقت آیۃ شریف
کا ترجمہ ہوگا کہ اہل کتاب مین سے کوئی نہین کہ اپنے مرنیکے پہلے مسیح کے قتل پر ایمان اور یقین نہ رکھتا ہو۔
غور سے دیکھو کہ یہ ترجمہ کسقدر صاف ہے اور کیسا مشاہدہ کے موافق ہے یہودیون کو یقین ہے کہ ہمنے مسیح کو سولی پر
لٹکا کر قتل کیا اور معاذ اللہ اسے ملعون کر کے چھوڑا۔ کیونکہ توریت مین لکھا ہے کہ جو لکڑی پر لٹکے ملعون ہے
صلیب پر مرنے والا مردود ہوتا ہے اور نصاری کو بھی یقین ہے کہ مسیح سولی پر قتل ہوا مگر آپ اپنی جان
دیکر ہم سبکی طرف سے کفارہ ہوگیا مگر انکا یہ یقین صرف مرنے تک ہے بعد مرنیکے امر حق منکشف ہوجائیگا
کیونکہ تمام ادیان کا اتفاقی مسئلہ ہے کہ ساری جھگڑے اور ساری اختلافات یہین یہین ہین بعد مرگ امر حق
آنکھون کے سامنے پھر جاتا ہے کسیکو کچھہ شبہہ باقی نہین رہتا اور دیکھو ان الذین اختلفو فیہ
لفی شک منہ اور ما لہم بہ من علم کی مفرد ضمیرین بھی قتل ہی کی طرف لوٹتی ہین اور آیۃ کا
آغاز بھی قتل ہی سے ہوتا ہے۔ زیادہ صفائی بیان کیلئے ہم چاہتے ہین کہ ماقبل کی پوری آیۃ لکھکر اسکا ترجمہ
کردین تاکہ سیاق عبارت سے مفہوم کی یوضاحت منکشف ہوجائے۔ وھی ھذا وقولہم انا قتلنا
المسیح ابن مریم رسول اللہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم وان
الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ ما لہم بہ من علم الا اتباع الظن وما
قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزا حکیما وان من اہل الکتاب
الا لیومنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیہم شہیدا پارہ ۶ سورۃ نساء رکوع ۲۳ ترجمہ یہود سے
اس بات پر غور کرو کہ وہ کہتے ہین کہ ہم نے مسیح مریم کے بیٹے رسول اللہ کو قتل کر ڈالا حالانکہ انہون نے
نہ اسکو قتل کیا اور نہ صلیبی موت سے مارا لیکن البتہ انکو یا اس مسیح کا المقتول کالمصلوب تو ضرور ہوا یا یون کہو
کہ مسیح مشابہہ بالمقتول بالمصلوب تو ضرور ہوا۔ اور جو لوگ مسیح کے قتل پر اختلاف کرتے ہین تو وہ اس بات مین
شک مین ہین انکو بابت اس قتل کا یقینی علم نہین ہے مگر وہ گمان کی پیروی کرتے ہین۔ اور بالیقین یہودیون نے

عیسی کو قتل نہین کیا بلکہ اللہ تعالی نے طبعی موت دیکر اوسکو اپنی طرف اوٹھا لیا یعنی اوسکے رتبہ کو بلند فرمایا اور اللہ
غالب و حکیم ہے اور کوئی بھی اہل کتاب نہین جو مسیح کی قتل پر اپنی موت سے پہلے پہلے ایمان نہ رکھتا ہو اور یقین نہ کرتا ہو
یعنی اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اسکی باوجود کہ ہمنے ظاہر کر دیا کہ اہل کتاب نے نہ مسیح کو قتل کیا اور نہ صلیبی موت سے مارا
مگر یہ لوگ ایسی شریر النفس مین کہ اپنی پہلی بات پر ایمان رکھتی چلے جاینگے کہ مسیح مقتول ہوا مسیح مصلوب ہوا اور انکی
یہہ ضد صرف موت تک ہے مرنے پر معلوم ہو جائیگا۔ کہ اصل واقعہ کیا تھا۔

قولہ مسئلہ ثانیہ اوس جناب رفعت قباب علیہ الصلواۃ والسلام کا قرب قیامت آسمان سے اوترنا دنیا مین
دوبارہ تشریف فرما ہوکر اس عہد کے مطابق جو اللہ عزوجل نے تمام انبیا کرام علیہم الصلوۃ والسلام سے لیا
دین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی مدد کرنا یہ مسئلہ ضروریات مذہب اہل سنت وجماعت سے ہے
جسکا منکر گمراہ خاسر بدمذہب فاجر دلیل اسکی احادیث متواترہ واجماع اہل حق ہے۔ **اقول وبہ
نستعین** قرب قیامت مین آسمان سے اوترنا کہان سے ثابت کیا اگر آیۃ **وان من اھل
الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ** سے کیا ہے تو ع آفرین باد برین ہمت مردانہ تو۔ ابھی ہمنے
آپکی ترجمہ کا خاکہ اوڑایا ہے اور اسکے سارے تانے بانے کو اودھیڑ کر رکھہ دیا ہے۔ اور اگر ان حدیثون سے
ثابت کیا ہے جنمین لفظ نزول آیا ہے تو ہماری مقدمہ ثانیہ بحث نزول کو بغور دیکھیے۔ اگر آپ مین
انصاف وغیرت کا مادہ ہوگا تو بار دیگر نزولی حدیثون پر پنجہ نہ مارینگے۔ حضرت مسیح ناصری کا دوبارہ
دنیا مین تشریف لانا محال عقل ونقل ہے۔ خدا کی حکیم کتاب قولی صحیفہ مردی کو دوبارہ لوٹنی سے روکتا ہے
و نیز فعلی صحیفہ جسکا دوسرا نام قانون قدرت وصحیفہ فطرت ہے اسکا سخت مکذب ہے۔ ابھی ہم اسکی تمام
ابحاث **مالہا وما علیہا** سے فارغ ہوکر آپکو منزل تک پہونچا آئی ہین۔ جب بخیال شما
خدا تعالی نے تمام انبیا کرام سے دنیا مین دوبارہ آکر دین محمد کی نصرت کا اقرار لیا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ
تیرہ سو برس گذر گئے مگر کوئی نبی اپنی اقرار کو پورا کرنیکے لئے نہ قبر سے نکلا اور نہ آسمان سے اوترا

کیا آپ ان بزرگوار دنکو خلاف الوعد سمجھتے ہین آپکے نزدیک تک حضرت عیسیٰ ہی صادق الوعد ہین جنکے نزول ونصرت اسلام کا آپکو یقین ہی۔ ای مجیب اس بیہودہ خیال اور ناپاک عقیدہ سے توبہ کر مقربان الٰہی کیساتھ تیری یہ بدظنی تیری سوء خاتمہ کی پہلی منزل ہی۔ ہم اس بحث کو زیادہ وضاحت سے آیندہ چلکر کرینگے۔ اسی نزولی حدیث اور رجوع موتیٰ الی الدنیا کے بے اصل وہم زدر پرست کے بل آپ بہت ہی اچھل رہے ہین اور اسکے منکر کو گمراہ خاسر بدتر ہنود فاجر قرار دیرہی ہین۔ ہمارے مقدمات ثلثہ و دیگر ابحاث سابق کو عینک لگا کر دیکھو۔ اگر حیا کا مادہ کچھ باقی ہی تو آیندہ ایسی جرأت نہ کروگے۔ ثالثاً یہہ بتلایئے کہ قولی حدیثوں مین کون کون سی حدیث متواتر ہین۔ کیا آپ ثابت کرسکتے ہین کہ مسیح کی نزولی احادیث محدثین کے اصول کی رو سے تواتر باللفظ ہین۔ اگر بالفرض تواتر کے رتبہ کو پہونچ بھی جاوین تو آپکو اس سے کیا فائدہ البتہ ہمارے لئے مفید ہی۔ اسلئے کہ صعود و نزول جسم عنصری کتاب وسنت کے رو سے ممتنع ہین تو اسکے لئے ماتم ہی ماتم ہی اور ہماری پانچون انگلیان گھی مین۔ رابعاً یہہ فرمائیے کہ اجماع کا رتبہ کتاب وسنت کے پیچھے ہی یا پہلے۔ جب ہر دو واجب التقدیم نے مسیح کی موت کا فتویٰ دیدیا ہے تو اجماع کا ذکر ان دونوں کے برخلاف علم اصول کے عدم علم کا نتیجہ ہی اس لے خبر کو اتنا بھی نہین معلوم کہ پیشگوئیون کو اجماع سے کیا تعلق جنکا وقوع محض خدا کے اعلام پر موقوف ہے نہین معلوم کہ انکا وقوع ظاہر الفاظ مین ہونا ہے یا استعارہ کے رنگ مین۔ حق بات تو یہہ ہی کہ اس بیچارے کو پیشگوئیونکے حالات سے مطلق خبر نہین ہی کتب صحاح مین جن جن پیشگوئیون کے وقوع کا ذکر آیا ہی اگر اب بھی انہین مدبر سے کام لے تو مرحلہ باآسانی طے ہوسکتا ہی۔ اس سلسلہ عالیہ حقہ کی تصانیف بھی اس عقدہ کی حل مین مفید ثابت ہوئی ہین۔ اگر کوئی حق کا طالب ہو۔ ہرگاہ کہ رسالت مآب علیہ الصلوٰة والسلام کی وفات کے روز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تقریر اور آیہ کریمہ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ کے استدلال تمام صحابہ کرام جملہ رسل کی موت کا اقرار کرکے ساتھہ حضرت مسیح بن مریم صلعم کی موت کی بھی تصدیق کرچکے

ہین توپھر انکی حیات جسمانی و صعود آسمانی پر اجماع کا دعوی محض بے ثبوت ہے۔ اگر ہم یہ دعوی کرین کہ سب سے
پہلے جس بات پر صحابہ کرام کا اتفاق و اجماع ہوا وہ جناب مسیح ناصری کے موت کا مسئلہ ہی تو بیجا نہ ہے
امام مالک موت کے قائل محدث ابن حزم موت کے قائل ابن تیمیہ توفی کے قائل ابن قیم حنبلی وفات کے قائل
امام بخاری موت کے قائل امام ابوحنیفہ حیات سے ساکت امام شافعی حیات سے ساکت امام احمد حیات سے
ساکت امام محمد حیات سے ساکت امام ابو یوسف حیات سے ساکت امام زفر حیات سے ساکت امام سفیان ثوری
حیات سے ساکت امام اوزاعی حیات سے ساکت ابن معین حیات سے ساکت ابن عیینہ حیات سے ساکت وغیرہم
ہزارہا تابعی و تبع تابعی حیات سے ساکت تو پھر ای مدعی تیرا حیات پر اجماع کہان سے ہوا کچھ تو شرم کر کچھ تو
خوف خدا چاہیے۔ جاننا چاہیے کہ مجیب نے اپنے زعم مین ابن مریم۔ یا عیسی کی لفظ سے قطعاً عیسی علیہ السلام
جو نبی اسرائیل کی نبی ہین مراد لی ہے اور لفظ نزول سے نزول من السماء یقین کر کر صفحہ ۲ سے
صفحہ ۴۳ تک تینتالیس احادیث نقل کی ہین۔ درحقیقت مجیب کو ان دو لفظون کے سمجھنے مین سخت دھوکا ہوا ہے
اسلیے ہمنے مقدمہ اولی و ثانیہ مین اس بحث کو بہ تفصیل تمام لکھا ہے جسکے دیکھنے کے بعد اگر تعصب بیجا نہو تو پوری
تسکین حاصل ہوجاتی ہے اور حق تو یہ ہے کہ اگر مجیب مین تحقیق کا مادہ باقی ہوتا اور کورانہ تقلید اسکی
سد راہ نہوتی تو حدیث اول مابہ البحث کی فیصلہ کیلیے کافی تھی۔

قولہ۔ حدیث اول صحیح بخاری و صحیح مسلم مین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے رسول اللہ
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہین کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم
کیا حال ہوگا تمہارا جب تم مین ابن مریم نزول کرینگے اور تمہارا امام تمہین مین سے ہوگا۔ یعنی اسوقت کی
تمہاری خوشی اور تمہارا فخر بیان سے باہر ہے کہ روح اللہ تم مین اترین تم مین رہین تمہاری معین یاور ہین
اور تمہارے امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھین۔

اقول۔ لفظ امام سے امام مہدی تصور کرنا مجیب کی خوش فہمی ہے اور وامامکم منکم کو جملہ مستقلہ
خیال کرنا سراسر جہالت ہے اور کیف جو استفسار احوال کیلیے آیا کرتا ہے اس سے اظہار خوشی اور فخر کے معنی

استنباط کرنا حضرت مجیب ہی کا کام ہے۔ اس حدیث کا صاف مطلب تو یہ ہے کہ اے امت محمدی تمہارا کیا
حال ہوگا جب کہ تم میں ابن مریم کا نزول و بعثت ہوگی اور وہ تمہارا امام اور تم میں سے ہوگا۔ چونکہ
ابن مریم کی لفظ سے شبہ ہو سکتا ہے کہ التباس کا خوف تہا اسلئے جناب خاتم المرسلین نے منکم کا لفظ بڑہا کر
تفہیم کی کہ وہ بنی اسرائیل کا نبی عیسیٰ ابن مریم نہیں ہے وہ تم میں سے ہے جسکا لقب ہمنے ابن مریم کہا
ہے پس وامامکم منکم یا جملہ حالیہ ہے یا جملہ مفسرہ ہے اور اگر ماقبل کیلئے اسکو واو عاطفہ
قرار دیں تو اہل مسلم کی وہ صحیح روایت جسمیں فامکم منکم ہے اسکا اہمال و ابطال لازم آتا ہے اور یہ
صریح باطل ہے اسلئے کہ امکم کی ضمیر کا مرجع سوائے لفظ ابن مریم کے جو قبل مذکور ہے دوسرا کوئی لفظ
نہیں جسکی طرف یہ ضمیر پھر سکے اور اسکا مسمی امام مہدی قرار پا سکے اور بات تو یہ ہے کہ امام مہدی کا
ذکر صحیحین میں ہرگز نہیں آیا اور مسلم کی تیسری حدیث میں فینزل عیسی بن مریم فامہم
موجود ہے جسکو خود مجیب نے بھی صفحہ [illegible] کے آخر سطر پر لکہا ہے پس یہ دو حدیثیں ہیں امّہم بصیغہ
ماضی اور اسکی ضمیر کا مرجع قطعاً یقیناً لفظ ابن مریم یا عیسی بن مریم ہے لاغیر حسب اصول
حدیث انکا تقاضا ہے کہ تطبیق کی کوئی راہ نکالی جائے اور بجز اسکے کوئی راہ توافق و تطابق
بین الاحادیث ممکن نہیں کہ امامکم منکم کے واو کو حالیہ یا تفسیریہ یا صفتیہ قرار دیکر
ماقبل کی لفظ ابن مریم سے متعلق کر دیا جائے ورنہ تخالف بین احادیث صحیحین ہے ہی و یقینی ہے مجیب نے
اپنی لفاظی سے چاہا تہا کہ امر حق در پردہ ہو جاے اسلئے امامکم کے لفظ سے امام مہدی مراد لیکے حضرت
عیسی کو انکا مقتدی قرار دیا تہا مگر بقول ظہور الحق یعلو ولا یعلی اور بقول [illegible] دروغ گو را حافظہ
نباشد۔ خود ہی اسکے قلم سے امر حق کا ثبوت اور اپنی پہلی بات کی تکذیب ظاہر ہو گئی چنانچہ صفحہ ۱۶
تحت حدیث سوم لکہتا ہے اذا اقیمت الصلوۃ فینزل عیسی فیباہم یعدون للقتال
یسوون الصفوف [illegible] الحدیث یعنی مسلمان دجال سے قتال کی تیاری
کرتے صفیں سنوارتے ہونگے کہ نماز کی تکبیر ہوگی عیسی ابن مریم نزول فرما ہونگے انکی امامت کرینگے

ہے عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ خمیر مایہ دوکان شیشہ گر سنگ است صحیحین کی حدیثین
صاف بتلا رہی ہین کہ آنیوالا مسیح اسی امت سے ہوگا۔ دوسرے کی انتظاری سراسر بے سود ہے۔ ونیز یہہ
احادیث قرآن مجید کی ان کثیر التعداد آیات کے بالکلیہ مطابق و موافق ہین جنمین بصراحت وفات مسیح
بن مریم کا ثبوت پایا جاتا ہے اور جنکا ذکر باختصار کچھ پہلے بھی کیا ہے اور کچھ آیندہ بھی کرینگے

قولہ جو اسے (دجال) کو مانینگے انکے لیے بادل کو حکم دیگا برسنے لگیگا زمین کو حکم دیگا کھیتی
جم اوگیگی جو نہ مانینگے اونکے پاس سے چلا جائیگا ان پر قحط ہوجائیگا تہیدست رہ جائینگے
ویرانی پر گذر ہوگا کہیگا اپنے خزانے نکال خزانے نکلکر شہد کی مکھیوں کی طرح اسکے پیچھے ہو لینگے پھر ایک
جوان گٹھے ہوے جسم کو بلاکر تلوار سے دو ٹکڑے کریگا دونوں ٹکڑوں کو ایک نشانہ تیر کے فاصلے سے رکھکر
مقتول کو آواز دیگا وہ زندہ ہوکر چلا آئیگا دجال لعین اسپر بہت خوش ہوگا ہنسیگا۔

اقول تمام عقائد کی کتابون مین لکھا ہے کہ خاصہ ذات باری مین کسی نبی و ولی و دیوپری کو
شریک کرنا شرک جلی ہے ایسا شخص دایرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔ مگر آج مجیب صاحب کی تحریر سے
معلوم ہوا) کہ دجال لعین کو خدا کی خدائی مین پوری شرکت اور پوری مداخلت ہے اور حسب اسکے
مجیب بلوی اسپر ایمان لانا ضروریات دین سے ہے کیونکہ نہو جب باعتقاد مجیب برسانا چلانا پانی کا
برسانا قحط کا وارد کرنا اسکے قبضہ مین ہے اور سارے آسمان و زمین وما فیہما اسکے تابع مین
لیکن پیٹ کو باطن علما اتنا نہین سمجھتے کہ آدم سے خاتم تک جب کسی کامل انسان نبی رسول ولی
کو ان صفات خاصہ مین سے کچھ بھی حصہ نہ ملا تو کیونکر عقل اس بات کو باور کر سکتی ہے کہ ایک کافر لعین
الوہیت کے خواص مین حصہ پالیگا حق سبحانہ تعالی کے بلکہ خدا اسکو کہتے ہین کہ جسمین یہ صفات کمالیہ بطور استقلال
پائی جائین جب اپکے ایمان و اعتقاد کی رو سے دجال لعین ان تمام صفتون مین متصف ہے تو بتلاؤ اسکی
خدائی مین کیا کسر باقی رہ گئی ہے جسکو آپ بجد ثابت کر رہے ہین اسے بغیر مستحق عبادت شرک ہونیکا
خطاب نہیں ہوا ایک طرف تو اسکی خدائی ثابت کر دو دوسری طرف اسے ملعون کر کر پکارو ندا

تھی عجیب کیا خدا اپنی خدائی کسیکو دیسکتا ہی۔ اگر خدا کے خدائی کی تقسیم جائز ہوسکتی تو بلا اشتباہ
اسکا کامل مستحق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہی تھے۔ ای عقل کے اندہو یقیناً تم نے
خدای ذوالجلال والاکرام کی علانیہ کسر شان کی ساتھہ اس اندہے دجال کے سر پر ربوبیت والوہیت
کا تاج مرصع رکھکر محمد خاتم المرسلین حبیب رب العالمین کی سخت سے سخت توہین کی۔ کیا تمہارا ایمان
ہے کہ ان باتون مین سے ایک بہی رسول اللہ مین تھی۔ اسی ایمان اور اسی توحید پر تمہین ناز ہے
اور اسی شرک مجسم عقائد کے ترک پر آپ ہمین ملالت کرتے ہین ــــ مولوی صاحب یہی توحید
ہیچ کہو کس دیو کی تقلید ہی۔ اگر کہو کہ حدیثون مین ایسا ہی آیا ہی ہم کہتے ہین کہ جب سارا قرآن لطیف
اور اکثر احادیث اس رای اور اس اعتقاد کی مخالف و مکذب ہین تو ان دجالی حدیثون مین
ایسی تاویل کیون نہین کرتی جسکی سبب یہ ساری تعارضات اوٹھہ جائین اور آپکا ایمان ثابت رہے
ورنہ اس ناپاک عقیدہ کے ہوتی ہوی ایمان باللہ کسیطرح آپکی دلمین ٹھہر نہین سکتا ہی۔ اجتماع ضدین محال ہی اور
ہم پہلی ہی عرض کر چکی ہین کہ پیشگوئیونکی احادیث مین استعارہ بہت غالب ہے جبتک انکا وقوع نہوے تو
انہین علم الہی کے سپرد کرنا چاہیے اسلئے کہ۔ العلم عند اللہ لا یعلمہ الا اللہ پہر ہم نصحاً للہ
یاد دلاتی ہین کہ جو جو پیشگوئیان باتفاق محدثین پوری ہوچکی ہین اسپر ایک غائر نظر ڈالنا آپکے لیے
نہایت سودمند ہوگا۔ اور اگر آپ ان دجالی احادیث مین تاویل صحیح کو جایز نہین رکہتے اور انکے
ظاہری الفاظ پر اڑے ہوی ہین تو آپ نصوص قرآنیہ اور خاتم الانبیا کی تیئس ۲۳ سالہ کارروائی اور
انکی سچی توحیدی تعلیم اور اسکی اشاعت مین ہزارہا مصیبتون کا اوٹھانا جنکی صحت تواتر کے
اعلی درجہ کو پہونچی ہوئی ہی یہ واجب التقدیم امور کی عزت کی نگہداشت اس بات کی مقتضی ہی کہ ان
خلاف توحید مجسم شرک جالی حدیثون کو موضوعات کی رجسٹر مین درج کردیا جاے اور بیکار کر دیا
جاے کہ یہ الفاظ ہرگز ہرگز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نہین نکلے۔ کسی جعل ساز
شرک دوست کی یہ ساری کارروائی ہی۔ پہر بہی ہم انکو ایک قصیدہ مسلمہ الاعمال خیر من الاہمال

یاد دلاکر ان حدیثون کی تاویل کی طرف توجہ دلائی ہے تاکہ صحیحین وغیرہ کی روایات اس ناہموار نسبت سے
محفوظ رہین اور امام بخاری و مسلم وغیرہ کی جلالت شان مین کسی نکتہ چین کو دہبا لگانیکا موقع نملے
یاد رہے کہ ہمارے مولوی صاحب اور انکے ہم خیال حضرات کا دجال کی نسبت یہ بہی عقیدہ ہے کہ وہ
ایک شخص ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے ابتک زندہ ہے اور تمام خدائی خواص اسکے
اندر مضمر ہین سو جاننا چاہیے کہ دجال مشتق ہے دجل سے جسکے معنی مکر و فریب اور حق کو باطل کے ساتہہ
خلط ملط کرنیکے ہین اور دجال اس گروہ کو کہتے ہین جسمین یہ اوصاف موجود ہون اور اسی معنی کے
لحاظ کرتے حدیثون مین بہی **دجالون ثلثون** آیا ہے پس پادریان نصاری باعتبار نوعیت
شخصی دجال اکبر ہین اسلئے کہ اسی گروہ نے ناپاک مسئلہ تثلیث و کفارہ کے ثبوت اور یسوع مسیح کو اللہ اور
ابن اللہ ٹہرانے مین ناخنون تک زور لگایا ہے جسکے ابطال کیلئے **قران شریف** اپنے پر شوکت
الفاظ مین یون فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ آسمان پہٹ جاوے اور زمین چر جاوے اور پہاڑ پرزہ پرزہ
ہو کر اڑ جائین اس بات اور اس اعتقاد سے کہ کسیکو خدا اور خدا کا بیٹا ٹہرایا جاوے اور کافر ہین وہ
لوگ جو مسیح ابن مریم کو خدا کہتے ہین۔ بخاری و مسلم وغیرہا کتب صحاح سے بصراحت معلوم ہوتا ہے
کہ مسیح موعود کا نزول اسوقت ہوگا کہ دنیا کا اکثر حصہ صلیب کے پرستارون اور اسکے حامیون کے
وجود سے بہر جاوے اور یاجوج و ماجوج (جس سے مراد روس و انگریز ہین) اپنی پوری حکومت و تسلط کے
ساتہہ خروج کر چکے ہون اور انہین حدیثون کے بابون مین یہ بہی لکہا ہے کہ مسیح موعود کا نزول اسوقت
ہوگا کہ دجالی فتنہ حرمین شریفین کے سوا تمام روئے زمین پر پہیل جاوے اور اسکی حکومت کے ہاتہہ کے
نیچے ساری زمین مشرق سے لیکر مغرب تک (باستثنائے حرمین و حرم) مسخر ہو جاوے بلکہ باعتقاد
شما آسمان و زمین دریا شمس و قمر و سحاب و نجوم وغیرہ و امن سبہی ہین اسکا پورا تسلط پایا جاوے
پس جبتک پادریان نصاری کو دجال اکبر نہ قرار دیا جاوے تو ہرگز کسیطرح یہ احادیث تخالف
و تناقض کی تہمت سے نجات نہین پا سکتی ہین اور ممکن نہین کہ بدون اس صحیح توجیہ کے کوئی راہ
بین الاحادیث المختلفہ کے توافق کیلئے نکل آوے کیا یہ امر

عقل العقل جائز ہو سکتا ہے کہ مسیح موعود کا نزول اسوقت میں ہو کہ دجال اکبر کا فتنہ اور
اسکی خدائی حکومت ساری زمین پر ایک دائرہ کی طرح محیط ہو اور اسی زمان واحد میں
اہل ایمان صلیب کی بھی زمین پر پوری سلطنت و پورا تسلط پایا جاوے دو متضاد حکومت کا قیام
ایک خاص مقام پر ممتنع العقل ہے۔ ہاں ایک صورت میں ممکن ہے کہ مسیح موعود کا نزول
دنیا میں دوبارہ دو مختلف وقتوں میں تسلیم کیا جاوے مگر یہ رائے تمام اہل اسلام اور تمام کتب البتہ
اور احادیث نبویہ کی خلاف ہے۔ اسلئے کہ نزول مسیح موعود یکبار قرب قیامت کے لئے
علامت کبریٰ ہے اور ایسا ہی خروج دجال اکبر و اشاعت مذہب صلیبی۔ قرب قیامت کی
علامات کبریٰ ہیں احفظہ فانہ ینفعک ـــــ ان روشن دلائل سے اگر کوئی
دل کا اندھا سوجھا ہوا ور دجال کے وجود شخصی اور ابتک اسکی زندگی پر ایمان رکھتا
ہو تو ہم اسکو بخاری و مسلم کی سو برس والی حدیث (جسمیں ذکر ہے کہ رسول اکرم حلفاً
فرماتے ہیں کہ آج سے لیکر سو برس تک کوئی متنفس زمین پر زندہ نہیں رہیگا) کی روسے
دجال کی موت کی خبر دیتے ہیں۔ و نیز وہ آیات جن سے وفات مسیح بن مریم ثابت ہوتی
ہے مسیح دجال کی موت کیلئے بھی کافی ثبوت ہیں۔ و نیز وجود شریک باری کا عقلاً و
نقلاً محال ہونا اس دجال کے وجود و خروج کو قطعاً ممتنع و محال ٹھہراتا ہے کیا خدا تعالے
کی غیرت ایک لحظہ کیلئے پسند کر سکتی ہے کہ کوئی انسان خدائی احکام خدائی سلطنت کو لیکر
دنیا میں قدم رکھ سکے دیکھو اس غیور خدا کا ارشاد اپنی کتاب میں یوں ہے لا
یُشرِکُ فی حکمہ احداً یعنی خدا تعالے اپنے حکم و قضا و قدر میں کسیکو
ساجھی نہیں ٹھہراتا ہے . . . .

. . . . غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ظاہر پرست اور قرآنی علوم
سے بیخبر مولویان ساری مخلوقات میں سے جامہ الوہیت و ربوبیت میں شریک و ساجھی
رہنے کیلئے صرف دو شخصوں کو منتخب کیا ہے ایک مسیح بن مریم کو نیک بندوں میں دوسرے

مسیح دجال کو شہر پر بند ون مین اور اس ذریعہ سے در پردہ انہوں نے نصاریٰ کا ہاتہ بٹایا ہے اور تثلیث کے نجس عقیدہ کو اسلامی صحیفہ مین درج کر کے توحید باری عز اسمہ کے استیصال کا ارادہ کیا ہے اور نصاریٰ کو موقع دیا ہے کہ وہ اپنی تثلیث کی صحت پر اس اسلامی تثلیث کو نظیراً پیش کر سکین۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ۔

قولہ۔ وہ دمشق کی شرقی جانب منارہ سفید کے پاس نزول فرمائینگے دو کپڑے ورس و زعفران سے رنگے ہوئے پہنے دو فرشتون کے پرون پر ہاتہ رکہے۔

اقول۔ مجیب کو ابتک خبر نہین کہ قادیان دمشق کی شرقی جانب ہی پر واقع ہوا ہے۔ دیکہو نقشہ جغرافیہ۔ مجیب نے یہہ سمجہہ کہا ہے کہ دمشق کی اندر یہ نزول ہوگا کاش اس حدیث پر تدبر سے ایک نگاہ کی ہوتی الفاظ حدیث اسکے معنی کی خلاف ہین اور ہمارا بیان ہمارے موافق ورس و زعفرانی لباس شرع محمدی مین مردون کیلیے ممنوع ہین تو عیسیٰ مسیح کی اس لباس کا استعمال اس بات کی دلیل ہے کہ وہ دین محمدی پر نہین آئینگے۔ اپنی روش پر تشریف لا وینگے اور یہ آیت قرآنی اسکی تائید کرتی ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔

یعنی ہمنے تمام رسولون کو مطاع و مقتدی بنا کر بہیجا ہے۔ امتی و مقتدی بنکر رہنا انکی شان سے بعید ہے۔ جب اسکی پہلے اس بات کی تشریح ہو چکی ہے کہ نزول یعنی پیدائش و بعثت ہے و رفع الی اللہ سے مراد قربت الٰہی ہے تو پہر دمشق کی منارہ پر حضرت ابن مریم کا نزول آسمان سے ایک بے بنیاد خیال ہے اور ہم بہی حدیثون سے ثابت کر آئے ہین کہ مسیح موعود اسی امت محمدی مین پیدا ہوگا اب یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ مسیح موعود محمدی معصفر و مزعفر لباس کو کیونکر زیب تن کر سکتا ہے۔ سو اسکا جواب یہ ہے کہ یہہ تمام کشف و رویا ہین اور تعبیر الرویا مین لکہا ہے کہ جب کسی پر زرد لباس خواب مین آوے تو اسکی تعبیر یہہ ہے کہ وہ بیمار ہوگا۔ بحمد اللہ آج ساری عالم پر ظاہر ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب دو زرد چادرون مین لپٹی ہوئی ہین جس سے رسول اللہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہو گئی ہے تمام

پوری ہوئی اور جب مسیح موعود کی نسبت حدیثون ملی ایک تو اوپر کی زرد چادر جس سے درد دوران
سر مراد ہے اور ایک نیچے کی چادر جس سے ذیابیطس کی بیماری ہمراہ تھا اور یہہ دو بیماریان انکی لازم حال
پیری ہوئی ہین اکثر انکو دورے ہوتے رہتے ہین فرشتونکے پرون پر ہاتھ رکھکر اترنے مین کئی اشکال وارد ہوتے ہین
اول یہ کہ فرشتون کو تمام انسان کا دیکھنا خلاف نص قرآنی ہے جب افضل رسل کے مبارک عہد مین صحابہ
کرام نے اپنی چشم سے نہ دیکھا تو مسیح کے وقت مین کیونکر امید ہو سکتی ہے اور سہارے کیلئے پرون پر ہاتھ رکھکر
اترنا خلاف دستور ہے اصل یہ ہے کہ جناح بمعنی بازو کے جسکا یہہ معنی ہوا کہ مسیح موعود دو ملکی سیرت
انسانوں کے کندھون پر ہاتھ رکھے ہوئے مبعوث ہوگا۔ اسکی تائید بخاری کی ایک روایت مین ملتی ہے جسمین
بجائے مَلَکَین کے رَجُلَین آیا ہے اس کو سمجھ کر بغیر توافق بین الاحادیث غیر ممکن ہے اور اس روایت
پر بھی غور کرو وان الملئکة لتضع اجنحتها لطالب العلم کہ فرشتے طالب علم
کیلئے اپنے بازون کو بچھاتے ہین اور طالب علم اوپر چلتا ہے اگر تمہین نظر نہین آتا اور درحقیقت
ہے بھی نظر نہین آتا تو کسی طالب علم سے پوچھ دیکھو۔

قولہ کسی کافر کو حلال نہین کہ انکی سانس کی خوشبو پاوے اور مر نہ جاوے اور انکا سانس وہانتک پہونچیگا
جہانتک انکی نگاہ پہونچیگی۔

اقول عجب ہے بجائے ریح نفسہ کا ترجمہ انکی سانس کی خوشبو لیا گیا ہے مگر یہہ حقایق سے
بےنصیب لفاظ پرست کو اتنا نہ سوجھا کہ جو خوشبو ناک مین پہونچتی ہے ہلاک ہی کر ڈالی تو کیا وہ عند العقلا
تم قابل ہے کہ اسکا رتبہ رکہہ سکتی ہے اسکو تم خوشبو کہو یا معطر کہو جب اسمین ایسے خواص موجود ہین تو بدبو کی سے
ہزار درجہ بدتر ہے ہی ہر جگہہ ظاہری الفاظ پر اڑ جاؤ تمہاری ظاہر پرستی نے ایک برگزیدہ مسیحا نفس کی
پاک سانس کو کالی ناگ سے بھی زیادہ زہریلی قرار دیدیا۔ اسلئے کہ کالی کا زہر جب چڑھتا ہے کہ وہ کاٹ
کہائے مسیحا کی سانس کا زہر ایسا قوی الاثر ہے کہ جہانتک اسکی نظر پہونچے زہریلی سانس اسکے ساتھ ساتھ
اللھم انی اعوذ بک من اہانة الانبیا والاولیا۔ اب آؤ ہم سے اس حدیث کا
مطلب سنو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ مسیح موعود کی علامت ایک یہہ بھی ہے کہ کافر

اسکے دم سے مرینگے۔ اسکی دو توجیہیں ہیں ایک یہ کہ اسکی تقریر و تحریر سے سارے کفار اور تمام ادیان غیر اسلام ہلاک ہو جاوینگے
ایک یہ بھی ایسا ہوگا کہ مسیحائے وقت کے سامنے ٹھہر نہ سکینگے سارے دنیا کے قلم اسکے قلم کے سامنے ختم ہو جاوینگے۔ کیا یہ پیشگوئی مخبر صادق کی
حضرت مرزا صاحب کے حق میں پوری نہیں ہوئی۔ دوست تو دوست دشمنوں سے بھی پوچھو وہ بھی یہی کہینگے کہ آج
روئے زمین میں حقائق الہیہ و معارف قرآنیہ اور اسلامی صداقتوں کے اثبات کیلئے صرف مرزا غلام احمد کے ہاتھ
میں قلم ہے اگر مذہبی تعصب نے نگاہوں کو اندھا نہ کر دیا ہو دوسری توجیہہ یہ ہے کہ مسیح موعود کے دم سے یعنی اسکی بددعا سے دشمن دین اسلام ہلاک
ہونگے۔ لیکھرام پشاوری کو دیکھو کہ کسکی بددعا سے مرا عبد اللہ آتھم عیسائی پر نظر کرو کہ کسکی بددعا سے زیر زمین ہوا مرزا احمد
بیگ ہوشیارپوری جو رات دن باز ذکا دشمن تھا غور کرو کسطرح اندر میعاد مقررہ کے دنیا سے چلبسا دیانند سرستی و سر
سید احمد خان و حمید اللہ پشاوری و عبد العزیز لدھیانوی اور مولوی سید احمد گنگوہی اور انکے اہل بیت کے جانگاہ
حادثہ پر ایک نظر ڈالو عبد الحق غزنوی کے دونوں ہاتھوں کو دیکھو کہ کسطرح بیکار ہو گئے ہیں اور غلام دستگیر قصوری
اور محمد اسمعیل علی گڈھی کے سچے واقعات و اشتعار کو تدبر سے پڑھو جو انکی کتابوں میں درج ہیں کسطرح ان دونو
نے تشنیع کرکے اور جھوٹی طرح مرکے مرزا صاحب کی صداقت پر مہر لگا دی۔ اس حدیث پر غور کرنیسے ایک
اہم مسئلہ کا فیصلہ باآسانی ہوسکتا ہے کہ مسیح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالی نے یہ معجزہ دیا تھا کہ اگر کسی مردے
پر ہاتھ رکھا تو مجازی طور پر مثل [illegible] کیلئے اسمیں حرکت پیدا ہو جایا کرتی تھی۔ نہ حقیقی زندگی
سے مردہ انسان دوبارہ دنیا میں آکر [illegible] کاروبار دنیوی وہی کر سکے یہ تو خاصہ حضرت رب العزۃ
اور یہ حدیث اسکے خلاف ہلاکت کی خبر دیتی [illegible] ایک شخص [illegible] دو متضاد صفت کا وقوع غیر ممکن ہے
قرآنی و حدیثی اخبار میں توافق سمجھنے کیلئے بجز اس تاویل کے اور کیا چارہ ہے کہ دو صفت کے دو مسیح قرار دیئے جائیں ایک
مسیح ناصری رسول اللہ جنکا احیاء موتی کا ذکر اسی حیثیت سے کہ ابھی ہمنے اسکی اصل حقیقت بتلائی ہے جس کا
ذکر اس حدیث میں مذکور ہے کہ اسکے سانس سے کافر ہلاک ہونگے قدر کرو اور اسی طرح مسیح کے حلیہ کی احادیث
بھی جو وجوبا و لازما دو مسیح کے وجود کو چاہتی ہیں۔ بخاری شریف کے کتاب الانبیاء و کتاب الفتن کو غور اور انصاف
سے پڑھو ایک روایت میں مسیح کا حلیہ یہ بتلایا ہے کہ سرخ رنگ گھونگر بال چوڑا سینہ اور دوسری روایت میں رنگ
گندم گون اور سیدھے بال۔ اور ظاہر ہے کہ ایک شخص کے دو حلیہ ہو نہیں سکتے دو حلیہ دو شخص کی طرف اشارہ
کرتے ہیں فتفکر واتق اللہ پس اول حلیہ کے مصداق مسیح بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنکو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں انبیاء کرام کے زمرہ میں یحیی نبی کے پاس دیکھا اور دوسرے حلیہ کے
مصداق حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں (رحمت خدا بروے باد) جنکو رسول خدا
علیہ التحیۃ والثنا نے کاسر صلیب و قاتل دجال و خنزیر قرار دیا ہے اور امامکم منکم فرماکر اپنا امتی ٹھہرایا

ہے۔ خداگواہ ہے کہ ہمنے بچشم خود مسیح موعود و مہدی معہود کا پورا حلیہ حضرت اقدس امام قادیانی
مین اکمل طور پر دیکھا

قولہ انکے زمانہ مین اللہ عزوجل اسلام کے سوا سب مذہبون کو فنا کرے گا۔

اقول اس سے اگر یہ مراد ہے کہ مسیح موعود تمام مذہبون کو دلائل قطعیہ و فرقانی حربہ سے فنا کر دیگا
اور تمام ادیان کو اپنی قوی دلائل اور نشان سماوی کے پاؤن کے نیچے کچل ڈالیگا تو ہم بھی اس بات کے
قائل ہین اور بالبداہت دیکھ رہے ہین کہ اس آسمانی مرد نے تمام اقوام کے دلائلی ہتیار کو چھین کر کونے مین پھینکدیا
ہے اور درحقیقت اصلی ہلاکت یہی ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی نے لیھلک من ھلک عن بینة ویحیی من حی عن
بینة اور اگر اس سے یہ مراد ہو کہ مسیح کے زمانہ مین سوائے اسلام کے کوئی ایک مذہب بھی دنیا مین باقی نہین رہیگا
سب اسلام قبول کر لین گے یا قتل کر دئے جائینگے جیسا کہ مجیب کا عقیدہ ہے اور اسی رسالہ مین کئی جگہہ اسکا تذکرہ
کیا ہے تو یہ صریح و فاش غلطی ہے فرمایا اللہ تعالی نے والقینا بینھم العداوة والبغضاء الی یوم القیامة
فاغرینا بینھم العداوة والبغضاء الی یوم القیامة یعنی ہمنے یہود و نصاری کے درمیان قیامت
تک بغض و عداوت ڈالدی ہین۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لا تزال طائفة من امتی
یقاتلون علی الحق ظاہرین الی یوم القیامة رواہ الشیخان یعنی میری امت سے ایک جماعت ہمیشہ
قیامت کے دن تک حق پر قتال و جدال کرتی رہیگی اور دلائل کی رو سے امر حق کی تائید کرتی رہیگی اور حق
اور حق کی پیروی کے سبب ہر میدان مین فتح یاب رہیگی اور صحیح روایت مین آیا ہے کہ قیامت کا قیام شریر
انسانون پر ہوگا۔ پس یہ آیت و حدیث اسلام کے بالمقابل یہود و نصاری و اشرار کے وجود کو قیامت
قایم رہنے تک چاہتی ہین جبتک انکا وجود نہو تو باہمی بغض و عداوت کسطرح اور کس سے قایم رہ سکتی ہے۔ فتدبر

قولہ دنیا مین چالیس برس رہکر وفات پائینگے۔

اقول مسیح موعود نے اللہ تعالے سے الہام پاکر یہ شائع کر دیا ہے کہ ماموریت بعثت کے زمانہ سے چالیس سال تک
دنیا مین رہکر اپنی طبعی موت سے مرونگا۔

قولہ اہل عرب اوس زمانہ مین سب کے سب بیت المقدس مین ہون گے۔

اقول اسکی کیا وجہ ہے کہ حرمین شریفین کو چھوڑ کر عرب جیسے غیور قوم بیت المقدس کو اختیار کرے صحیح حدیث مین
آیا ہے کہ دجالی فتنہ سے کوئی شہر کوئی قصبہ محفوظ نہین رہیگا۔ مگر حرمین شریفین یعنی یہانکے لوگونکو خداے تعالے
دجال اکبر جس سے مراد پادریان نصاری ہے اسکی مکر و فریب و دجل سے بچایا رکھیگا اسکا صاف یہی معنی ہے کہ سرزمین
حرم کبھی اہل حرم سے خالی نہونگے اور وہ دجالی فتنہ سے مامون رہینگے۔ پس ان دو روایتون مین

جمع کی صورت بتلاؤ اور ظاہر ہی کہ اجتماع نقیضین محال ہی اسلیئے ہماری نزدیک یہی حدیث التفات کے قابل نہین ہے اسلیئے کہ صحیحین وغیرہ صحاح ستہ کی روایت کے مخالف پڑی ہی۔

قولہ فانزل فاقتلہ رواہ ابن ماجہ مین اتر کر اسے قتل کرونگا۔

اقول جب حضرت مسیح فلما توفیتنی اور مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد فرما کر اپنی موت کی خبر دے چکے ہین۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین انہین زمرہ موتی مین دیکھا ہی اور ظاہر ہے کہ مردہ دوبارہ دنیا مین آنہین سکتا جیسے صدہا دلائل فرقانیہ وحدیثیہ وعقلیہ بوضاحت تام دلالت کرتے ہین تو قطعاً یہہ حدیث تاویل طلب ہے۔ ہمارے نزدیک عمدہ تاویل وہی ہے جسکو حضرت مسیح ناصری نے ایلیا نبی متوفی کے نزول کے بارہ مین کی ہی کہ وہ آسمان سے ایلیا آنیوالا یوحنا ہے جو زکریا کے گھر پیدا ہوا یعنی جب رجوع میت دنیا کی طرف محال ہے تو جو اسکی خو و بو و قدم پر آتا ہے تو کہتے ہین کہ گویا وہی آگیا ہی پس جب مسیح بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کتاب و سنت و اجماع صحابہ وغیرہ دلائل سے پایہ ثبوت کو پہونچ چکا ہی تو اب مسیح ناصری کا دنیا مین آنا بروزی رنگ مین ہی اور وہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہین اور بروز کا مسئلہ اب ایسا صاف ہوگیا ہی کہ اگر ہم چاہین تو قرآن کریم کی صدہا آیات بتلا کر ان ہونکو سوجھا کردین۔ کیا کرین یہ رسالہ مختصر اسکا متحمل ہو نہین سکتا اور نہ یہاں اسکا محل ذکر ہی کہ مجیب کو ایک لفظ نزول لگیا ہی جس سے بھولی نہین سماتا جا بجا اسی کا ذکر کرکے اپنی ہمخیال لوگونکے آنکھونکا آنسو پونچھتا ہی لیکن جب ہماری مقدمہ ثانیہ کو دیکھے گا تو ماری شرم کے پسینہ پسینہ ہوجائیگا

قولہ ثم ینزل عیسیٰ بن مریم مصدقاً بمحمد علی ملتہ اماماً مہدیاً وحکماً عدلاً۔

اقول مجیب صاحب مسیح علیہ السلام کو آسمان سے اوتارنے اور انکو امام مہدی کے تابع و مقتدی بنانیکی فکر ہی مین ہیں کہ یکایک سچی بات منہ سے نکل پڑی اور اس روایت کو نقل کرتے ہین اور نیز صفحہ ۲۸ مین عیسیٰ کو ہی امام مہدی قرار دیا ہی ہم بھی آپکی تائید مین ابن ماجہ وحاکم کی روایت نقل کر دیتے ہین لا مہدی الا عیسیٰ ابن مریم یعنی مسیح موعود جسکا لقب ابن مریم ہی اسکے سوا کوئی مہدی نہین ہی یعنی ایک ہی شخص دونون شان کا جامع ہوگا اور تاریخ الخلفا مین بھی امام سیوطی نے بھی اس روایت کو نقل کی ہی اس روایت کی صحت مین یہی بس ہی کہ محدثین اسکے رواۃ کی جرح و تعدیل مین ساکت اور امام ابن کثیر محدث وقت اسکی توثیق و تعدیل مین لب کشا ہین اور نیز مدعی دعوی کے مدعی مین مسیح مہدی کے دونو حلیہ بالکم و کاست موجود ہین اور نیز خدائے عالم الغیب نے دونو دعوی کی تصدیق مین صدہا نشانات عنادی کی وادی ظاہر فرمائی جو بالاستیعاب تریاق القلوب وغیرہ کتب مین مندرج ہین

اور مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو علامات مہدی موعود و مسیح موعود کیلئے پیشگوئی فرمائی ہے
وہ سب یکے بعد دیگرے پوری ہوئیں اور ہو رہی ہیں جسکے لاکھوں انسان شاہد ہیں۔ اور جنکا انکار کسیطرح
ممکن نہیں پس جس دعوی کی ایسی دو شاہد ہوں ایک تو خدائے ذوالجلال والاکرام عالم الغیب والشہادۃ
دوسرے اصدق الصادقین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور ان دو کی تائید شہادت میں لاکھوں مخلوق
کی چشم دید واقعات کی شہادت ہے تو اب اس حدیث میں کلام کرنا فی الحقیقت ان دو جلیل الشان
شاہدوں کی شہادت سے انکار ہے جو صریح بے ایمانی و الحاد کی ہے۔ اور اسپر قرینہ قویہ یہ ایک ہے
کہ حکم عدل مقسط جس طرح عیسیٰ موعود کے علامات حدیثوں میں پائے جاتے ہیں بعینہ وہی
صفات جمیلہ مہدی موعود کیلئے بھی مذکور ہیں اور غور طلب امر یہ بھی ہے کہ ایک ہی وقت میں دو خلیفہ
کی بعثت اس طریق پر کہ ایک دوسرے کا تابع ہو سنت الہی کے صریح خلاف ہے جب ایک کو تابع اور دوسرے کو
متبوع قرار دینا ہی تھا تو پھر دونو کو خلیفۃ اللہ علی الارض کے باعزت خطاب سے کیوں سرفراز کیا گیا۔ ہاں جب
ایک ہی شخص کو دونو صفات کا جامع تسلیم کریں جسکی تصدیق احادیث مذکور بالا و نشانات سماوی اور مخبر صادق
علیہ التحیۃ کی پاک پیشگوئیوں کے وقوع سے بداہۃ پائی جاتی ہے تو کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ اہل
تواریخ کو ہمارے اس بیان سے کبھی اختلاف نہوگا کہ مہدویت یا مسیحیت کے مدعی تو بہت گذرے ہیں مگر آج
تک کسی ایک نے بھی ان دو شانوں کا دعوی نہیں کیا۔ چونکہ وہ لوگ عند اللہ موعود نہ تھے اسلئے ان
دو جلیل القدر شانوں کے دعوی دار نہونیکے قطع نظر انکے صرف ایک دعوی پر بھی کوئی نشان سماوی
اور اسقدر کثرت سے وقوع پیشگوئی انکے صداقت کیلئے وقوع میں نہیں آئی۔ آج دیکھو مسیحیت و مہدویت
و مہدویت کے مدعی کی صداقت پر آسمان و زمین دونو شہادت دے رہی ہیں۔ رمضان میں کسوف و خسوف
کی پیشگوئی کے وقوع کو دیکھو کہ کس صفائی سے مدعی مہدویت کے صداقت ۱۳۱۱ھ ہجری میں ہندوستان
و پنجاب میں اور ۱۳۱۲ ہجری میں امریکہ میں واقع ہوئی۔ اور حدیث ولیترکن القلاص فلا یسعیٰ علیہا
کے وقوع پر غور کرو طاعون کا ہونا حج کا رک کے جانا دمدار ستارہ کا نکلنا اور ذوالسنین ستارہ
کا طلوع اور مہدی کا صاحب القلم ہونا کیا یہ علامات مہدی میں داخل نہ تھے اور کیا اب سب کے
روبرو یہ پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں انصاف کی آنکھ ہو تو دیکھو ہے آسمان بارد نشان
الوقت می گوید زمین ہذا این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند +

قولہ عیسیٰ بن مریم دمشق کی شرقی جانب منارہ سفید کے پاس نزول فرماوینگے۔

اقول۔ ہمکو بھی تسلیم ہے کہ ایسا ہی ہونا تھا اور وقوع بھی ایسا ہی ہوا نقشہ جغرافیہ لیکر دیکھو

کہ قادیان جو ہند وپنجاب مین داخل ہے دمشق کی شرقی جانب پڑتا ہے یا نہین۔
قولہ عنقریب میری امت سے دو مرد عیسےٰ بن مریم کا زمانہ پاسنگے۔ اقول ظاہرا امت سے مراد امت
موجودہ زمانہ رسالت آپ ہے علیہ افضل الصلوۃ والتحیہ ورنہ امت حضور سے تو لاکھون مرد زمانہ کلمۃ اللہ
علیہ صلوات اللہ پائینگے اور قتال لعین دجال مین حاضر ہونگے اس تقریر پر وہ دو نو مرد سیدنا الیاس
وسیدنا خضر علیہما الصلوۃ والسلام ہین کہ اتبک زندہ ہین اور اسوقت تک زندہ رہینگے انہی کا امد
اقول ایک ہی حضرت ابن مریم کی زندگی کے اقرار پر یہہ مار دہاڑ ہے جس سے ہزارون مخلوق
الہی نے توبہ کی ہے۔ پہر اپنے ناحق اور دو کے حیات جسمانی کی چہیڑ کردی۔ اب اپنی پردہ دری کیون
کروا رہے ہین۔ قرآن کہولو اور عینک لگا کر دیکہو یہہ آیت ان دو حضرات کی جسمانی زندگی پر کیا فتوی
دیتی ہے۔ وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد یعنی ہمنے تیرے پہلے کسی بشر کو زندہ نہین رکہا
کسی پہلے کیلئے خلود نہین ہے سب مرچکے ہین۔ جب باتفاق فریقین حضرت خضر والیاس علیہما السلام
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے بشر ہین تو عدم خلد وموت مین بہی اتفاق چاہئے ورنہ مخالفت
کی صورت مین قرآنی فیصلہ سے یقیناً انحراف کا الزام آپکے عائد حال ہوگا اور جب بخاری ومسلم
کے متفق علیہ سو برس والی حدیث بہی اس آیۃ کریمہ کے ہمرکاب ہے تو فرمان نبوی سے اعراض
ایک دوسرا جرم والزام ہے۔ ہرگاہ کہ اخبار الہی ووعدہ ازلی ولکم فی الارض مستقر
ومتاع الی حین کی روسے ہم دیکہتے ہین کہ تمام مخلوق الہی جسمین انبیائے کرام کا گروہ بہی داخل ہے سب کے
سب بلا تغیر احوال اسی زمین پر بود وباش کرتے رہے اور موت کے وقت تک اسی دنیوی غذا سے متمتع ہوتے
رہے تو آپ بتلاؤ کہ یہہ دو بزرگوار کس اقلیم مین تشریف فرما ہین اگر پردہ زمین مین انکے وجود کا نشان
نہین ہے تو پہر آیات وحدیث مذکور الصدر کی روسے انہین اموات مین کیون اعتقاد نہین کرتے اور
کیا اتبک انکے اعضائے رئیسہ اور ہوش وحواس مین اسقدر انقضائے مدت پر بہی جو تخمیناً دو چار ہزار برس
سے کم نہین ہے کوئی تغیر وانقلاب وارد نہین ہوا حالانکہ اخبار الہی ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق افلا
یعقلون انکے انقلاب حالات ظاہری وباطنی کا سخت متقاضی ہے۔ اگر آپکی باتون کو مان لین۔
یا اس محدث کے قول کو جسپر آپنے زور سے پنجہ مارا ہے تو اس واجب الاذعان فرمان کو کیا
کرین۔ خدا سے ڈر کر جواب دو سارے نبیون کے سردار اور تمام راستبازون کے سرتاج محمد عربی
صلواۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین نے جو حکم الہی کی رو سے اسی زمین پر بود وباش فرمائی اور بچپن
وجوانی وبڑہاپا وغیرہ انکے تغیرات سے متاثر ہوتے رہے تو وہ کون ہے جو آپ سے بڑہکر ہو جسکی خاطر

خدائی تعالیٰ اپنے وعدہ اور خبرون مین تخلف کو جایز رکہے ای مجیب خدا سے ڈر اور قرآن شریف
وصحیح حدیث متفق علیہ کے بالمقابل آئین شائین بکواس منہ سے مت نکال۔ ورنہ یاد رکہہ کہ عوام
کی استرقیا اور احکام الہی کے اخفائی مین ضرور پکڑا جائیگا۔ من آنچہ شرط بلاغست با تو مے گویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال۔ مجیب کے کمال مین سے ایک یہ بہی ہے کہ وہ تمام انبیائی سابقین کو امتی
قرار دیکر تمام کلیات وجزئیات مین خاتم الانبیا کا محض تابع اعتقاد کرتا ہے۔ اور اتنا نہین سمجہتا کہ
وہ حضرات اموات وغیر مکلفہ ہوکر اور فرمان الہی وما ارسلنا من رسول الا لیطاع
باذن اللہ کی روسے متبوع ومقتدی کہلاکر اور قبرون سے نکلکر خاتم الانبیا علیہ الصلوۃ والسلام
کی پیروی ہمارے برابر کیونکر کرسکتے ہین۔ ہم اس بحث کو آئندہ چلکر زیادہ وضاحت سے بیان
کرینگے حضرت مجیب کو اپنے باپ کے بے سروپا بات پر (کہ وہ دوامی خضر والیاس ہین) بڑا ناز تہا
اسلئے انکا لقب محقق رکہا ہے یہان انکی تحقیق کی قلعی کہل چکی ہے۔ دیکہنا اب کیا لقب انکے لئے
تجویز ہوتی ہے۔

قولہ خوشی وشادمانی ہے اس عیش کیلئے جو بعد نزول عیسی علیہ الصلوۃ والسلام ہوگا آسمان کو
اذن ہوگا کہ برسے اور زمین کو حکم ہوگا کہ اوگے یہانتک کہ اگر تو اپنا دانہ پتہر کی چٹان پر ڈالدے
تو وہ بہی جم اوٹہے گا اور یہانتک کہ آدمی شیر پر گذریگا اور وہ اوسے نقصان نہ پہونچائیگا اور سانپ پر
پاؤن رکہدیگا اور وہ اوسے مضرت نہ دیگا۔ نہ آپسمین مال کا لالچ رہیگا نہ حسد نہ کینہ۔

اقول یہ پیشگوئی مسیح موعود کے زمانہ کی خبر دیتی ہے بحمد اللہ آج سب کے سامنے پوری ہو چکی ہین اس حدیث مین
اشارہ ہے کہ مسیح موعود کا زمانہ نہایت آسایش وامن کا ہوگا کوئی شریر ظالم طبع کسی پر ظلم کرنے نہ پائیگا
باگ بکری ایک گہاٹ سے پانی پئین گے یعنی موذی انسان ایذادہی سے روکا جائیگا۔ دیکہو کہ یہ سلطنت برطانیہ
جسمین مسیح موعود نے نزول فرمایا ہے کیسے آرام وچین کا زمانہ ہے اور اگر اس حدیث کو اپنی ظاہر معنی پر رکہو
تو سنت اللہ کی بالکل خلاف ہونیکے سبب مردود ٹہیریگی خدا تعالی اپنی قدیم قانون کو کسیکی خاطر
ہمیشہ کیلئے بدل نہین سکتا لا تبدیل لسنۃ اللہ وحقائق الاشیا ثانیہ مسیح کے سچے واقعہ کی شہرادی
کو مسیح موعود کے زمانہ سے قیامت کے وقوع تک جو ایک ممتد زمانہ ہے منتشر وپراگندہ نہین کرسکتا جب سے آدم
تا خاتم خاص خاص مرسلون کے مبارک دنون مین شیر بکریون اور انسانون کو کہاتے رہے اور سانپون
کا زہر برابر اثر کرتا رہا تا آنکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونخبۃ جگر حضرت حسن وخلفاء اول سلام اللہ
علیہما پر زہر نے اپنا کام کرکے تاثیرات اشیائے ودیعت الہی کو ثابت کردیا ہے اور کبہی سخت پتہر کی چٹانپر

بلا آب و گل دانہ نہین اوگا تو مسیح موعود جو بزعم مجیب حضرت عیسیٰ نبی ہین اور آخر زمانہ مین امتی ہوکر
آسمان سے اترینگے کیونکر انکے زمانہ مین ایسی مذہبی واقعات کے خلاف امید ہو سکتے ہے اور جبتک جناب
مسیح ابن مریم دنیا مین رہے تو کبھی ایکسال بلکہ یکماہ تک بھی ایسے نمونہ نمونہ دار نہین ہوئے اور یہ قرآنی آیتہ
بھی اس دعوی کی مخالف ہے فمثلہ کمثل صفوان علیہ تراب فاصابہ وابل فترکہ صلدا الآیۃ
خلاصہ آیتہ یہ ہے کہ جس سخت پتھر پر مٹی ہو تو کسی درخت کے اوگنے اور اوس سے بارور ہونیکی امید ایک
خیالی فعل اور عبث کار ہے ہم تو اپنے مسیح موعود علیہ الصلوۃ من اللہ الودود کے مدح مین ایسا اظہار
نہین کرنا چاہتے کہ جسپر قرآنی وحدیثی وسنت اللہ وسنت انبیا کے حملونکی زد پڑے۔ و نیز حرص و حسد
و کینہ کا استیصال سبھون کے سینہ سے محال عقلی و نقلی ہے ہم پہلے ثابت کر آئے ہین کہ مسیح موعود کے زمانہ مین
بھی یہود و نصاری مین بغض و عداوت رہیگی اور قیامت کا قیام شریر انسانون پر ہوگا تو پہر ان خبیث
لوگونکے وجود کی ساتہہ کینہ و عداوت و حسد کا ارتفاع قطعاً محال ہے کیونکہ انسان اپنی فعلون کی ارتکاب
کے سبب شریر کہلاتا ہے۔ ہان حضرت مسیح موعود کے خاص مریدون مین یہہ ناپاک قلبی امراض کو جگہہ
نہ ملیگی بحمد اللہ ہم بچشم خود دیکہہ رہے ہین کہ جیسی محبت و اخوت و سچی ہمدردی اس سلسلہ عالیہ احمدیہ
مین ہے بخدا دوسری اقوام و دیگر سلاسل مین شاذ و نادر کے پائی جاتی ہین۔

قولہ انکین کا مرد (ای یاجوج ماجوج) نہین مرتا جبتک خاص اپنی نطفے سے ہزار شخص دیکہہ لے۔

اقول۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہہ دعوی کسقدر دور از عقل و کسقدر مشاہدہ کی خلاف ہے اور
کہانتک قرآن کی فرمان کی برعکس ہے ہمنے تسلیم کیا کہ ایک مرد و ایک عورت کو بارہوین سال سے اولاد شروع ہونی
اور ہر ایک سال مین ایک بطن سے بجائے ایک لڑکی کے چار چار بچے نکلنے لگے تو سو برس مین تین سو باون بچے ہونگے
اگر چہہ مہینے مین چار چار جننے لگین تو سات سو باون ہوئے پہر بھی ہزار کی تعداد پوری نہین ہوئی
اور اگر ہر ایک مرد کی دس دس عورتین ہون اور لگاتار ہر سال ایک ایک بچہ جننے لگین تو بہی
تعداد مذکور کی تکمیل مین کچھ کسر باقی رہ جاتی ہے۔ خدا تعالے فرماتا ہے ومنکم من یتوفی ومنکم من
یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم بعد علم شیئا ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق افلا یعقلون
ان دو آیتونکا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ بعض انسان بڑہاپے کے آنیسے پہلے ہی مرجاتے ہین اور بعض لوگ
ارذل عمر کو پہونچکر بالکل انجان و بے سمجھ اور بچے بن جاتے ہین کیا یاجوج ماجوج کے چار لاکہہ گروہ
(جو مجیب کے عبارت بالا مین موجود ہے) مین سے ایک مرد پر بھی ومنکم من یتوفی کا اثر نہ پڑیگا
اور وہ ضرور ہزار شخص اپنی نطفے سے دیکہکر ہی مریگا حسب قانون الہی ارذل عمر تو ضرور آئیگی اور

ہر اعضا مین فتور بھی ضرور پڑیگا مگر بزعم مجیب زن وشوہر کے شہوانی مادہ اور انکے رجلیت وشہوت مین کوئی فرق نہ پڑیگا تب ہی تو ہزار شخص ایک ہی باپ مان ٹھیرینگے ای ظاہر پرست حقائق الہیہ ومعارف قرآنیہ سے بے نصیب علما خدا تمہاری حال پر رحم کرے تمہین نے ایسی ایسی بیہودہ بے سر و پا باتین لکھکر اسلام کو بدنام کیا اور غیر اقوام کو اچھی خاصے لاحل اعتراض کرنیکا موقع دیا ہے۔ المرأ تو خدا با قرار دہ

قولہ کیونکر ہلاک ہو وہ امت جسکی ابتدا مین مین ہون اور انتہا مین عیسی بن مریم اور بیچ مین میرے اہل بیت سے مہدی

اقول مولوی حامد رضا صاحب نے جس عمارت کو برسون کی جان فشانی وعرق ریزی سے قایم کی تھی اور عیسی ومہدی کو دو شخص بزعم فاسد قرار دیا تھا آہ آج اپنے ہاتھون سے گرا دی۔ اور صاف لفظون مین اقرار کر دیا کہ مسیح کا زمانہ آخر ہے اور مہدی کا درمیانی جسکا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ یہ دو کس طرح ایک زمانہ مین جمع ہو نہین سکتے۔ شاید مولوی صاحب یہ فرمادین کہ اگرچہ مہدی مسیح موعود کی نزول کے وقت مر چکی ہونگی مگر خدا تعالی انکو زندہ کر کے حضرت مسیح کا سپہ سالار بنائیگا۔ ہم امید رکھتے ہین کہ مہربانی فرما کر اس مہدی کی مدفن کا نام ونشان بتلا دین تاکہ ہم بہی انکی زیارت سے مشرف ہوئین الحاصل آپ نے یہان اقرار صاف کر لیا ہے کہ دونو کا اجتماع غیر ممکن ہے۔ اور یہی مدعا تھا۔

قولہ منا الذی یصلی عیسی بن مریم خلفہ میرے اہل بیت مین وہ شخص ہے جسکے پیچھے عیسی بن مریم نماز پڑھینگے۔

اقول ابھی آپنے دو تین سطر کی پہلے کہا تھا کہ ایک زمانہ مین مسیح ہونگے اور ایک زمانہ مین مہدی۔ تمہاری مجیب صاحب ہی اپنی دہن کی پکے ہین۔ دیکھو پھر سے یہان دونون کو ہمعصر بنا دیا اور اس حدیث سے مہدی کا وجود کا ثبوت دیا ہے جسکے پیچھے حضرت عیسی نبی اللہ نماز پڑھینگے۔ لیکن میرے نزدیک اس حدیث کا صحیح معنی یہ ہے کہ مسیح موعود جسکے پیچھے نماز پڑھینگے وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے گنا جائیگا اور مجیب کے ظاہر ترجمہ سے بہی معلوم ہوتا ہے مگر در باطن اسکی کچھ اور غرض ہے کیا ہی خوش نصیب ہے وہ انسان کہ جسکو امام وقت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنا امام پنج وقتہ جمعہ بنا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت مین شمولیت کا شرف بخشا ہو تم جانتے ہو کہ وہ کون صاحب ذی قسمت ہین وہ جناب مولوی عبد الکریم صاحب خوش الحان عارف واین مین اور امام عیدین حضرت حکیم الامۃ مولوی حافظ حاجی نور الدین صاحب ہین جنکے علم وکمال کا ہمہ دانی کا ایک عالم قائل ہے اس حدیث مین صاف اشارہ ہے کہ مسیح موعود کا نزول درحقیقت بروزی رنگ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی نزول ہے۔ اسی لئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مسیح موعود کو امام سنہ کو اہل بیت مین شمار کیا ہے اور مسیح موعود کو اپنی نفس نفیس کا قائم مقام ٹھہرایا ہے

قولہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ مین حضور کے پہلو مین دفن کی جاؤن فرمایا بھلا اسکی اجازت مین کیونکر دون وہان تو صرف میری قبر کی جگہہ ہے اور ابوبکر و عمر و عیسے بن مریم کی علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

اقول یہہ روایۃ صحیح بخاری وغیرہ صحاح کی روایات سے متعارض ہے انمین لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے مرض الموت مین اپنے بیٹے عبداللہ کو ام المومنین عائشہ کی پاس بھیجکر بعد سلام کہلوایا کہ اگر آپ کی اجازت ہو تو مین بھی رسول خدا کے پہلو مین دفن کیا جاؤن حضرت صدیقہ نے فرمایا کہ مین نے تو اپنے لئے اس جای کو پسند کیا تہا جب آپ درخواست کرتے ہین تو مین اپنی پر آپکو پسند کرتی ہون اور ترجیح دیتی ہون اگر یہہ روایۃ اور یہہ بات صحیح ہوتی تو نہ حضرت عمر کو اجازت و التماس کی حاجت پڑتی بلکہ یاد دہی بس تہی اور نہ ام المومنین کی یہہ شان ہے کہ صاف جواب ملنے پر بہی وہان دفن کا ارادہ مصمم کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف بنتین غرضکہ اپکی یہہ روایۃ اعتبار کے قابل نہین ہے اور نہ ایسی قوت رکہتی ہے کہ بخاری شریف جیسی معتبر کتابون سے ہم پلہ ہو سکے۔ رہا مسیح موعود کا وہان دفن۔ نہین معلوم کہ یہہ روایات اپنی ظاہر معنی پر پوری ہوتے ہین یا اپنے اندر کوئی استعارہ و تاویل رکہتی ہین کیونکہ یہہ پیشگوئی ہے والعلم عند اللہ۔

قولہ عیسے بن مریم اترینگے نماز پڑہینگے جمعہ قائم کرینگے

اقول جمعہ تو اب بہی قائم ہے شاید انکی وقت مین بند ہو گیا ہوگا۔ ہمین حیرت ہے کہ نزول کی وقت جب کروڑہا مسلمان موجود ہونگے تو جمعہ کے بند ہو جانیکا گمان تو وہم ہی توہم ہے لیکن ہمارے نزدیک فیصلی الصلوٰۃ یجمع الجمع کا یہہ ترجمہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ کئی نمازون کو جمع کرکے پڑہے گا اور جماعت کو یکجا کریگا کیونکہ دوسری ایک مشہور روایۃ مین وتجمع لہ الصلوٰۃ آیا ہے یعنی مسیح کی خاطر نماز جمع کی جائیگی دین کی ایسی اشد ضرورت کامون مین مشغول ہوگا کہ بلا مرض و سفر بہی اسوقت اسکے لئے نماز کی جمع جایز ہو جائیگی اور یہہ اسکی فضیلت و خصوصیت مین داخل ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود نے اعجاز مسیح تفسیر سورہ فاتحہ کی تحریر فرمانے کی وقت ظہر و عصر کو جمع کرتے تہے اور ایسا ہی مغرب و عشا مین اور اسی زمانہ مین یہہ عاجز بہی اپنے چند رفقا کے ساتھ تجدید بیعت کے لئے حاضر ہوا تہا۔

قولہ قیامت قائم نہوگی یہانتک کہ عیسی بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کوہ رفیق کی چوٹی پر نزول نہ فرمائین

اقول مجیب کے ہوش و حواس ٹھکانے نہین ہین کہین تو اپنی خیالی مسیح کو منارہ دمشقی پر اوتارتے ہین اور کہین بیت المقدس کے پاس اور کہین مسلمانون کی جماعت مین اور کہین کوہ افیق پر نہین

نہین معلوم ایک نشان آسمان سے اترتے ہوئے ایک ہی آن مین اتنے مختلف مقامون پر کیونکر اتر سکتا ہے
ع بست پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا۔ مجیب کو اسکا جواب اسکے مذاق کے رو سے بہت آسان ہی
کہ خدا تعالی مین قدرت ہے کہ ان مختلف مقامون کو کھینچ تان کر سب کو ایک جگہہ کردے جس سے یہہ روایات
بہ تمامہا صحیح ہوجائین۔ مگر چونکہ اسکے پہلے موت مسیح و نزول مسیح و رفع مسیح علیہ السلام کا ذکر بصراحت آچکا ہی اسلئے
اب اس جواب کے ملنے کی چندان امید نہین ہی بغیرت مند سمجھہ دار انسان ہین۔

قولہ سردست بلا قصد استیعاب تینتالیس حدیثین ہین جنمین ایک چہل حدیث پوری حضور پر نور سید المرسلین
صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

اقول ناظرین غور فرماوین کہ مجیب نے جس آیۃ کو قطعیۃ الدلالت و صریحۃ الدلالت کہکر حیات مسیح بن مریم ثابت
کرنے چاہا تہا اس مین اسقدر دیگر احتمالات پیدا ہوگئے کہ جس سے استدلال باطل ٹہیرا اور نیز مجیب کے ترجمہ مین جو جو
قباحتین پیش آئی ہین انکا مختصر ذکر بہی کیا گیا اور حدیث کی طرف توجہ کی تو بلا قصد استیعاب (۴۳) احادیث
اندہا دہند نقل کر ڈالین جسکا مختصر جواب پیش خدمت ہوچکا ہی۔ مردہ کو دوبارہ دنیا مین آنیکو جائز رکہا تہا اور
یہہ انکا آخری حیلہ تہا اس باب مین ہماری طرف سے جو مبسوط و مدلل تحریر پیش ہوئی ہی اسکا بہی موازنہ فرماوین
ان مولوی کو نہ قرآنی تعارض کا ڈر نہ احادیث کی تخالف کی پروا اقوال جمع کرکے عوام کے سامنے رکہہ دینا انکا
کام ہی۔ اور بس۔

قولہ۔ قولہ تعالی انہ لعلم للساعۃ بیشک مریم کا بیٹا علم ہی قیامت کا یعنی انکے نزول سے معلوم ہوجاویگا
کہ قیامت اب آئی۔

اقول جاننا چاہیے کہ مشہور قرارت جو تمام قرآن شریف مین درج اور متلو ہی وہ لعلم بکسر عین ہی اور لفتح
عین و لام ایک قرارت شاذہ ہی پس ہمین کیا ضرورت ہے کہ قرارت متواترہ کو چہوڑ کر ادہر ادہر بہکتے پہرین۔
ناظرین انصاف کرین کہ مجیب نے اس آیتہ کریمہ مین کہان سے نزول کا معنی پیدا کیا۔ یہہ تحریف معنوی اسکے
حق مین کیونکر جائز ہوگی کسی ذی علم پر مخفی نہین ہی کہ مصدر کبہی اسم فاعل کی معنی مین آتا ہی اور کبہی اسم مفعول
کے۔ اسم فاعل کی صورت مین یہہ ترجمہ ہوگا کہ مسیح بن مریم قیامت کے عالم ہین یعنی انکو احوال قیامت و حشر
نشر کا علم حاصل ہی اس سے نزول و حیات کسطرح سمجہا گیا اور اسم مفعول ماننے کی صورت مین یہہ ترجمہ ہوگا
کہ ابن مریم قیامت کے لیے معلوم ہین۔ محض غلط ہے جس پر حیات و نزول کا اعتقاد دینا بناء فاسد
علی الفاسد ہی اور اگر مبالغہ کہین کہ ابن مسیح قیامت کے لئے علم ہین یعنی اسکی بڑی عالم ہین تو بہی مضائقہ نہین
اس ترجمہ سے بہی مدعا مجیب حاصل نہین ہوتا۔ اور اگر قرارت شاذہ کو بہی اختیار کرین تو بہی کس طرح

حیات جسمانی مسیح علیہ السلام ثابت نہین ہوتی اسوقت یہ ترجمہ ہوگا کہ یہ مسیح ابن مریم قیامت کے ایک نشان ہین پس
تم قیامت کے آنے مین شک مت کرو یعنی انکے بن باپکے پیدائش دلیل اثبات کی ہو کہ خدا یتعالی قیامت مین اسی
طرح مردونکو زندہ کریگا اور نہی سرے بغیر ظاہری اسباب کے وجود مین لائیگا۔ حاصل یہ ہو کہ حضرت مسیح کے زمانہ
مین ایک صدوقی قوم قیامت کے وجود کی منکر ہوگئی تہی اسلئے خداوند تعالی حضرت مسیح کو بلا باپ پیدا کرکے
یہ ثابت کیا کہ اسی طرح بلا رعایت اسباب کے سب مردون کو حساب لینے کے لئے پیدا کر دینگے یہ اسکا نمونہ ہے
اس سے بہی حیات کا ثبوت نہین ملتا نزول کا پتہ نہین لگتا اور یہہ خیال کرنا کہ خدا تعالی حضرت مسیح کے
زمانہ کی یہود کو فرمایا کہ یہ مسیح قیامت کے قریب پہر آئیگا اسلئے کہ نشان قیامت ہے۔ سراسر لغو اور لوچ دلیل ہے
اسواسطے کہ اسوقت کی یہود کو کیا فائدہ۔ جبکہ انکے وسوسہ کا کوئی علاج نہوا اور وہ دنیا سے قیامت کے انکاری ہوکر
گذر گئی جو دلیل و نشان بعد مرگ مخالف پیش ہو تو بہلا ایسے نشان سے میت کو کیا نفع۔ اور یہہ طرفہ ہے
کہ انہ لعلم للساعۃ کی متصل فلا تمترن بہا وارد ہے۔ جسکا یہہ معنی ہوا کہ ای یہود صدوقی تم قیامت کے آنیمین
مت شک کرو اسلئے کہ یہہ مسیح آخر زمانہ مین قیامت کے قریب نشان قیامت ہوکر آئیگا۔ کیا اس سے یہودیون کی تشفی
ہوسکتی ہے اور اس بیان سے یہودیون کو موقع اعتراض نہین ملتا کہ دلیل و علامت کے پہلے کیونکر ہم وجود قیامت پر
ایمان لائین۔ من جانب اللہ یہہ استدلال کیا ہوا سراسر جگ ہنسائی ہوئی۔ نشان و دلائل کے پہلے شک کیونکر
دور ہوسکتا ہے کیا اتمام حجت کے یہی طریقے ہوتی ہین کہ تم ہماری بات پر یقین کرو اسکی دلیل و نشان تمہارے مرنیکے
بعد ظاہر کر دینگے ھذا الشیء عجاب ہم پہر مکرر کہتے ہین کہ یہہ ترجمہ در اسپر یہہ فساد و قباحت لفظ لعلم کو بفتح
عین و لام پڑہنے پر وارد ہوتے ہین جو داخل قرآن نہین ہے ایک قرارت شاذہ ہے جسکا رتبہ خبر احاد سے کچہہ بہی
بڑہکر نہین۔ اسکی طرف توجہ کو مبذول کرنا دانشمندی کے خلاف ہے اور طرفہ یہ ہے کہ توجہ سے بہی کوئی
عمدہ نتیجہ نہین نکلتا کما مر۔ یہہ تمام تغائر و الجھات جو گذرے اس صورت مین ہین کہ انہ کی ضمیر کو ابن مریم کی
طرف لوٹائی جاوے ورنہ بقول صحیح اس ضمیر کا مرجع قرآن ہے جسکا ذکر اسکے پہلے متعدد مقام پر آیا ہے۔ اب
ترجمہ یہہ ہوگا کہ قرآن قیامت کا بڑا عالم ہے اسمین شک نہین کہ قرآن مجید نے حشر اجساد کے مسئلہ کو بڑے بڑے
زبردست دلائل پیش کرکے ایک نظری شئے کو بداہت کے رنگ مین دکہلایا ہے اور منکرون کو بہت سے نظائر
دیدیکر بتلا کر حشر اجساد و بعثت بعد الموت کا اقبال لیا ہے پس حق تو یہہ ہے کہ جس ترجمہ مین کوئی
قباحت عارض نہو اور سیاق عبارت بہی اسکا موید ہو تو اسکا اختیار قرین انصاف ہے
اور اگر بطور تنزل پہلے ترجمہ کو جسمین بڑے بڑے اعتراض وارد ہوتے ہین بہی تسلیم کرلین تاہم مخالف
مجیب کا مدعا پورا ہوتے نظر نہین آتا۔ کیونکہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔

مشہور اصولی مسئلہ اسکا حائل ہی۔ اور ہم اصول ترجیح پر غور کرتے ہین تو کوئی ایک ادہر آیۃ ہی اس
ترجیح کی معین نظر نہین آتی بلکہ اسکے مخالف کیلئے صدہا قرآنی و حدیثی دلائل لگ رہے ہیں اور ایک ہین
اسکے قلع و قمع کیواسطے مستعد کہڑی ہین اور حضرت مسیح بن مریم کی احیات اور اسکی نزول در رفع کے دلائل
خیالات کو جڑ سے اکہاڑ رہے ہین جسکا ذکر پہلے گذرا اور کچہہ آئندہ آتا ہے۔ مولوی محمد بشیر صاحب بہوپالی بہی
ایک نظر اس بحث پر ڈالین کیونکہ انہون نے اپنے رسالہ الحق الصریح مین نزول مسیح کا ثبوت اس آیۃ مین
دیا ہی اور ہم نے جا نا ز بہی کہا ہی اور یہی صاحب ہی رسالہ مین بخاری شریف کی اس روایت (فاقول کما
قال العبد الصالح الخ) مین بڑا ہی دہوکا دیا ہی اور اپنی اس رسالہ مین بزعم خود حق بجانب
خود سمجہکر حمد الہی و شکر الہی بجا لاتے ہین تاکہ سامعین کو اسکی حقیقت پر یورا لیقین ہو جائے۔ مگر یاد رہے کہ یہ انکی خوش
فہمی اسرا ابلہ فریبی ہی کیا کرین یہہ رسالہ مختصر ہی اور ہمارا اتخاطب اسوقت ور سے ہی ورنہ بحولہ تعالی ہم
انکی ایسی خبر لیتے اور انہی کی مسلک پر ایسا الزام دیتے کہ مولوی صاحب کی ساری شیخی کرکری ہو جاتی اور
حق تو یہہ ہی کہ ان مولویون کو امام آخر الزمان کے دلائل کی بالمقابل سوائے ابلہ فریبی اور جال [illegible]
مین نہین پڑتا۔ اس باب مین میرے نزدیک مولوی ثناء اللہ امرتسری کا ہمیشہ سے پڑہنا ہی اچہا [illegible]
تا علم الساعۃ کو قیامت کے معنی مین تسلیم کرنیکے بعد ہی اور اگر ساعت سے ایک عظیم الشان امر مراد ہی [illegible]
سی قرآنی آیتون سی ملتی ہی تو اسوقت بالکل مطلع صاف ہے۔ ہمین اچہی طرح یاد ہی کہ حضرت امام آخر
الزمان سیر کرتے ہوئے ایک سائل کی جواب مین اس آیۃ کی عجب تفسیر فرمائی جس حاضرین نی متفق ہو کر کہا
کہ آجتک ہمنے اس نازک توجیہ کو اسوقت کے سوا کبہی آپ سے نہین سنی غرض مین نے اسکو اپنی نوٹ
بک میں لکہہ لیا ہی میرے محب مکرم مرزا خدا بخش صاحب نے اپنے کتاب عسل مصطفی مین درج کیا جسے
منظور ہو اس کتاب مطبوعہ مین دیکہہ سکتا ہے۔

قولہ مسئلہ ثالثہ سیدنا و نبینا محمد صلوٰۃ اللہ تعالےٰ وسلامہ علیہ کی حیات مین کتنا بہتان اسکے
دوستون کا [illegible] کہ ہے وہ زندہ ہین جسمین خلاف کریگا مگر گمراہ کہ اہل سنت کے نزدیک تمام انبیاء کرام
علیہم الصلوٰۃ والسلام بحیات حقیقی زندہ ہین انکی موت صرف تصدیق وعدہ الہیہ کیلئے ایک آن کو
ہوئی ہی پہر ہمیشہ حیات حقیقی ابدی ہے۔

اقول ای حضرت مجیب حیات حقیقی سے آپکی کیا مراد ہی اگر بعد مرگ تمام بشری و جسمی تعلقات سے الگ
ہو کر قربت الہی کی مقام مین دوام مراد ہی تو ہم بہی آپ کی رائے کے ساتہہ متفق ہین اور اگر حقیقی حیات
سے آپکی یہہ مراد ہو کہ جسطرح دنیا مین کہاتے پیتے تہے اور ہدایت خلق کرتے تہے اور دینی و دنیوی امور

کو جام دیتے ہے اسی طرح بعد موت اب بہی وہی حالت ہے تو اس رائے مین آپ منفرد ہین آیات قرآنی اسکے خلاف
ہین روزی مشاہدہ اسکے خلاف جب تمام انبیاے کرام کے ساتہہ آپ حضرت مسیح کی موت کے قائل ہوئے تو اب میری
گذارش یہہ ہے کہ جسطرح تمام مرسلین کے اجساد مبارک بعد مرگ اسی زمین مین دفن ہوئے اسیطرح جناب مسیح بن مریم
کا جسد شریف مرنیکے بعد زیر زمین کیا گیا یا نہین۔ بصورت اولی نزول مسیح من السما بجسد العنصری باطل ٹہیرا کیونکہ
روح پرفتوح تو انکی جسم لیکر اعلی علیین وجنت نعیم کو سدہارے اور یہہ جسم خاکی یہین کا یہین رہ گیا۔ اس بیروح
جسم کی پرواز آسمان تو درکنار ایک بالشت بہر ممکن نہین اور اگر ممکن ہے تو جملہ انبیاے کرام کیلئے بہی ممکن ہونا چاہئے بلکہ
انکے نزدیک بہی غیر جائز ہے۔ پس حضرت مسیح کے جسد بلا روح جو زیر زمین دفن ہوا۔ اسکے پرواز کی خصوصیت
کس بات سے ہے۔ اور یون تو جسم مع الروح کا عروج بہی محال عقل کے خلاف و قانون قدرت کے خلاف مشاہدہ کے خلاف
اور آیات قرآنی و فرمان الٰہی کے خلاف ہے بصورت ثانیہ اگر دفن نہین کیا گیا تو پہر کیا ہوا آپ تو دفن کئے والے
ہین کیا پہر زندہ ہو کر آسمان پر چڑہ گئے مین پوچہتا ہون کہ اس جسد مین کونسی روح ڈالی گئی اگر کہو کہ روح
عود کر گئی تو یہ سوال ہوگا کہ پہر مردہ کرنے اور جسد کو بیروح بنانیکی کیا ضرورت تہی جس سے دو موت کا استحالہ
اور حق تو یہہ ہے کہ اس آیہ کریمہ (یا ایتہا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة فادخلی فی
عبادی وادخلی جنتی) کی رو سے خروج کے بعد پہر روح کا جسد کی طرف عود کرنا اور دنیا مین رہنا
یا آسمان کی طرف مع الجسد اوڑ جانا محال ہے۔ ترجمہ آیۃ یہہ ہے اے روح آرام یافتہ اپنے رب کی
طرف لوٹ وہ تجہسے راضی اور تو اس سے راضی اور میرے بندون مین شامل ہو اور میری جنت و آرام
مقام مین جا داخل ہو اگر کہو کہ دوسری روح اسمین نفخ کی گئی تو ہم پوچہتے ہین کہ اس تناسخ کا جواب
ہوا یا نہین۔ اور پہر ہم پوچہتے ہین کہ کسی روح ایسی جسد کے لائق ہے اسکے لیے پیغمبر و ولی ارواح مین سے ایک
روح کی اشد ضرورت ہے اور یہ بہی معلوم ہو چکا ہے کہ ایسی مطہر ارواح قرب الٰہی و جنت خلد مین جہان سے آتی
ہین وہین جا رہتی ہین جیسے رجوع کا لفظ صاف دلالت کرتا ہے۔ اس آیۃ مذکورہ سے بداہتا ثابت ہے
کہ مرتے ہی روح مرد کامل جنت مین داخل ہو جاتی ہے اور آیت وما ہم منہا بمخرجین اور ہم فیہا
خالدون کا فیصلہ ناطق ہے کہ وہ پہر کبہی اسمین سے باہر نہین کی جاتی پس جب بقول شما ایک ان کیلئے آئی ثابت
ثابت ہوئی اور مرتے ہی داخل جنت ہوئی تو پہر کیونکر وہان سے نکلکر دنیا مین آسکتے ہین اسلئے کہ جنت سے خروج
قرآنی فیصلہ کی رو سے قطعاً ناجائز ہے کما مر وہو المدعا •

قولہ دوسرے یہ کہ ابتک ان پر موت طاری نہین ہوئی زندہ ہی آسمان پر اوٹہا لئے گئے اور بعد نزول
دنیا مین سالہا سال تشریف رکہکر بعد اتمام نصرت اسلام وفات پائینگے الخ۔

اقول مجیب نے آیت وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته اور نزول کے احادیث
تمسک کرکے قبل موت رفع الی السماء و نزول من السماء کا اعتقاد جمایا ہے جسکا جواب تفصیلی
اپنے اپنے مقام پر گذر چکا ہے بار بار اعادہ کی حاجت نہین ناظرین چند ورق الٹ کر ملاحظہ فرماوین
اور مقدمہ ثانیہ و ثالثہ کا بھی مطالعہ ہو جسمین بحث نزول و بحث صعود بصراحت مذکور ہے۔

قولہ یہی تفسیر بسند صحیح درست صحابی جلیل الشان ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رض سے مروی
ہے جن سے صحیح بخاری مین توفی موت منقول ہونیکا مخالف نے ادعا کیا تھا الخ۔

اقول مجیب نے بیچارے سائل کو یہان دہوکا دیا ہے ارشاد الساری بخاری کی شرح سے ایک قول ابن جریر
نقل کردی ہے۔ اجی مولوی صاحب کہان اصح الکتب بخاری جسکا رتبہ کتاب اللہ کے بعد ہے اور کہان
ارشاد الساری اور کہان تفسیر ابن جریر۔ آپکو شرم نہین آئی کہ ایسے جلیل القدر کتاب کے سامنے جسکی
صحت پر ایک عالم کا اتفاق ہے۔ تفسیر ابن جریر کو جو ایک رطب یابس روایات کا مجموعہ ہے پیش کرتے ہین
جب صحیح بخاری کی ساتھ صحیح مسلم ہم سنگ نہین ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دارمی وغیرہ
کتب احادیث ہم پلہ نہین تو یہ کس شمار مین ہے۔ اور حال یہ ہے کہ امام بخاری نے ابن عباس رض کے
قول ممیتک کو مستحکم کرنیکے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کو پیش کیا ہے جس سے موت
ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم بصراحت ثابت ہے۔ کیا آپ لوگ اپنے خیال ابن جریر کے قول کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ارشاد پر ترجیح دے سکتے ہین حاشا و کلا اسکے علاوہ متعدد آیات قرآنی
جنمین صراحۃً و اشارۃً وفات مسیح کا بیان ہے جنکو ہم اسکے پہلے ذکر کر آئے ہین اور انشاء اللہ آئندہ
آگے چلکر خاتمہ مین بھی ذکر کرینگے امام بخاری کی روایات کی پشت پناہ مین کوئی ہے کہ ایسے حصین حصین کے
پناہ گزینون کی ساتھ قوت آزمائی کرسکے کیا ممکن ہے کہ کوئی ان فولادی پنجون مین اپنا چوبی پنجہ ڈالکر بازی
جیت جائے۔

قولہ انی متوفیک قابضک رافعک الی من الدنیا من غیر موت۔

اقول مولوی صاحب نے ناحق دردسری کرکے اس قول مفسر کو اثبات مدعا کیلئے پیش کیا ہے جس سے
ہمارا ہی مدعا نکلتا ہے اسلئے کہ قبض موت کے معنی مین آیا کرتا ہے بشرطیکہ ذوالعقول مین مستعمل ہو لفظ ہم
ذیل پر غور کرو ما قبض اللہ تعالی نبیا الا فی الموضع الذی یحب ان یدفن فیہ۔
رواہ الترمذی۔ ما مات نبی الا دفن حیث یقبض۔ رواہ ابن ماجہ۔ ثم یرسل
اللہ ریحا باردۃ فلا یبقی علی وجہ الارض احد فی قلبہ مثقال ذرۃ من خیر ا

والایمان الا قبضه حتی لو ان احدکم دخل فی کبد جبل لدخلته علیه حتی تقبضه
رواه مسلم۔ حضرت عمر فاروق کی دعا جب حج سے لوٹے ہیں یا اللہ میں کمزور ہوگیا اور کبرسن کو پہونچا
میری رعایا زمین پر پھیل گئی ہے فاقبضنی الیک دیکھو موطا مالک وغیرہ اور امام بخاری کی دعا اللہم
قد ضاقت علی الارض بما رحبت فاقبضنی الیک مشہور اور زبان زد خلائق ہے۔ ان مقاموں
میں قبض موت ہی کی معنی میں آیا ہے۔ عن ابن مسعود قال لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قالت الانصار منا امیر ومنکم امیر الحدیث رواہ النسائی وابو یعلی و
الحاکم یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبض کیے گئے یعنی جب وفات پائی تو انصار نے کہا
کہ ایک امیر ہماری طرف سے مقرر کیا جائے اور ایک مہاجرین ایک امیر تمہاری طرف سے ان نظائر کے
قطع نظر یہہ لفظ توفی محاورہ کر دینے سوائے قبض روح کے تام ہو یا ناقص جیسے موت و نیند میں دوسرے
معنی کیلئے ہرگز مستعمل نہیں ہوا اور یہہ لفظ جس مقام سے ہے اسکا کلام پاک میں خدا نے تو نہ قبض روح کے
معنی میں استعمال کیا ہے جسکا جی چاہے قرانی اصطلاح کو اپنی ناقص رائے کے خلاف پاکر بدل دیگر ہم
تو اسکی تفسیر اور اسکی اصطلاح کی دامن سے اپنی اعتقاد اور اپنے دل کو بطیب خاطر وابستہ رکھیں گے
ہمیں ان محاورات قرانی اصطلاح قرانی کی منحرفون سے گمان غالب ہے کہ لغت کی پیروی کرکے آج
نہیں تو کل ضرور صوم وصلوۃ کو محاورہ کتاب الٰہی کی خلاف معنی لیکر اپنے دل کو خوش کرینگے اور لغت
والی کا ثبوت دینگے۔ اسلئے کہ ہم نے اسی ایک لفظ توفی میں انکی ایمانداری اور خشیۃ اللہ کا نمونہ دیکھ
لیا ہے۔ لغات عرب میں صوم معنی گوبر شتر مرغ کے لکھا ہے اور آتش پرست ونصاری کی گرجا کو بھی کہتے ہیں
اب ہمارے مخالف بھائی جو اصطلاح قرانی کی مخالف ہیں آیۃ یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام
کے اس ترجمہ کو بہت پسند کرینگے۔ کہ ای ایمان والو تمپر شتر مرغ کی گوبر کا استعمال واجب کیا گیا ہے اور گرجا
میں جانا لازم کیا گیا ہے۔ اور صیام کسی درخت کے سایہ میں آنا اور چپ رہنا۔ اور ہوا کا ٹھیرنا۔ اور دوپہر
دن کا ہونا بھی لغت میں پایا جاتا ہے۔ اور ایک بدصورت درخت کا نام بھی ہے۔ اور صلوۃ بھی
حنا بیدن سرین وبریان نمودن چیزے برتابہ بھی آیا ہے۔ اب رہی بحث رافعک الی پر جو حاشیے
زاید میں آپ بحث مقدمہ ثالثہ رفع پر ایک نظر ڈالئے جس سے اس حاشیہ زائدہ کی غلطی بخوبی کھلی گی
مرفوع الی اللہ سے مراد سوائے تقرب کے اور معنی لینا کہنا احمق و الغبی ہے۔ جب ہماری دلائل
مالا سے توفی بمعنی موت ثابت ہوا تو اب ظاہر ہے کہ جس چیز کو قبض کیا ہے اسی کا رفع ہوگا نہ یہہ کہ
موت کے ذریعہ روح کو تو قبض کریں اور جسم کو آسمان پر بھیج دیں کیا عند الموت روح کا رفع ہو

ہے یا جسم کا متفکر۔
قولہ تفسیر مین و تفسیر فتوحات الٰہیہ مین ہے انہ رفع الی السماء ثم یتوفی بعد ذلک العمر ولدا الی الارض وحکمہ بشریعۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ آسمان پر اوٹھائے گئے اور اسکے بعد زمین پر اوترکر شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حکم کر کے وفات پائین گے۔

اقول ای حضرت مجیب خدا آپکے حال پر رحم کرے یہ کیا ظلم ہے۔ پہلے توفی کے ظاہر اور اصطلاحی قرانی معنی مین تحریف معنوی کی جب اس سے اطمینان قلب نہوا تو تقدیم و تاخیر کرکے تحریف لفظی کا نمونہ دکہلایا اور افصح الکتب وابلغ النظام کلام مین اصلاح عبارت و تقدیم و تاخیر کرکے مصحح کلام ربانی بن بیٹھے۔ تقدیم و تاخیر بہی حسب مطلب نہ نکلا اور رفع کے ساتھہ ہی موت آن کہڑی ہونیکا ڈر کا پیدا ہوا تو بجائے واو کے حرف ثم کا لگا دیا جس سے تراخی کا معنی ثابت ہو جائے۔ اور اسقدر زمانہ ممتد ہو جائے کہ حضرت مسیح دو ہزار برس سے زائد آسمان پر خدائی صفات مین حصہ یاب ہو کر پہر زمین پر تشریف لاکر چالیس برس کے بعد وفات پائین رفع الی السماء نہ قران مین ہے اور نہ کسی صحیح حدیث متصل مرفوع مین۔ پہر یہ کیا اندہیر ہے کہ ناقل و منقول عنہ سب اسی پر زور دیتے ہین۔ قران مسیح کی موت کو مختلف پیرایہ مین سمجہاتا ہے حدیث جداگانہ طرز سے مسیح کی موت کی خبر دیتی ہے دیکہو طبرانی و بخاری ما ثبت بالسنۃ وغیرہ اور معراج کی حدیث جو صحاح ستہ مین موجود ہے وہ تو حضرت مسیح کو حلقہ موتی مین بٹہلاتی ہے حضرت یحییٰ نبی کے ساتھہ جناب مسیح بن مریم کی نشست و برخاست اور قیام اسکے بغیر نہین کہ دونو حضرات ایک ہی رنگ مین رنگین ہین۔ بعد مرگ دونو کو نورانی جسم ملا ہے جسے کہانے پینے پیشاب پاخانہ وغیرہ حوائج کی کوئی ضرورت نہین پڑتی۔ اگر کہو کہ عیسیٰ نبی اللہ علیہ السلام اسی جسد عنصری کے ساتھہ آسمان پر تشریف فرما ہین۔ تو بتلاؤ کہ زندہ بجسدہ العنصری کو مردہ سے کیا تعلق اور کیسی موانست در پہر یہ بہی بتلاؤ کہ خاکی جسم اور تمام تعلقات بشری کے اشد محتاج کا انجام مرام موتی کی زمرہ مین بیٹہکر کیونکر ہو سکتا ہے۔ دو ضد کیونکر یکجا جمع ہو سکتے ہین۔ کوئی ہے کہ روایات صحیحہ کی رو سے ان دو بزرگوار کی جسم و حالات مین تفاوت مین ثابت کر سکے ہرگز نہین۔ پس عدم تفاوت حالت اور باہم موانست و تعلق یہ شہادت دیتے ہین کہ عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہین اور بعد مرگ انہین نورانی جسم ملا ہے۔ اسی لئے تو موتی کی جماعت مین تشریف فرما ہین مگر یہ حضرات مین کہ جسد عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر چڑہائے بغیر چین نہین لیتے۔ بات تو یہ ہے کہ انکو ہر طرح سے امداد مذہب نصاریٰ کی مرکوز خاطر ہے۔ اسلیئے انکی خدا کی زندگی و اقبال لازوال کی دعا گوئی مین زمزمہ کرتے ہین شریعت محمدیہ پر حکم کرنا غرض ہے انکی حیات جسمانی و نزول من السماء پر جب موت کے قوی دلائل اور انکی مضبوط ڈوریان جسمانی حیات کو جکڑتی ہوئی ہین جس سے کسی طرح ہل جل ممکن نہین تو نزول من السماء کے بعد شریعت محمدیہ

حکم کرنا معلوم شد مجیب کی تفسیرین وغیرہ ہمارے نصوص قرآنی و حدیثی کے سامنے محض لاغر ہے۔

قولہ توفی کہتے ہین کسی چیز کو پورا لینے کو۔

اقول ہم بھی اسی کے قائل ہین کہ خدا تعالی نے حضرت عیسی کی روح کو پورا قبضہ مین کر لیا جس سے اب چھوٹنا محال ہے بخلاف ہندو کی کہ اسمین قبض تام نہین ہوتا ہمارے امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام نے اس باب مین ایک اشتہار دیا ہے کہ اگر کوئی قرآن و حدیث و لغت و دیوان قدیم و جدید سے یہ ثابت کر دے کہ توفی کا [illegible] جسمین اسکا فاعل اللہ تعالی اور اسکا مفعول کوئی ذی روح انسان ہو تو سوائے موت و قبض روح کے اور معنی [illegible] آیا ہے تو اسکو ہزار روپیہ انعام کہان ہے جناب رضا صاحب دہلوی اور انکے ہم خیال مولوی صاحبان۔ ذرا غیرت کو کام مین لا کر اس آسمانی صدا کی طرف کان لگائین۔ اور مدعی کی پیاس کرینکے لئی مرد میدان بنین اور اگر توفی بمعنی قبض تام اور پورا لینے کا ہو تو یہ ترجمہ بھی غیر موزون ہوگا کہ اے عیسی مین تجھکو پورا کرنے والا ہی پوری عمر طبعی کو پہنچانے والا ہون چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ایک سو بیس کی عمر پاکر طبعی عمر کو پہنچکر کشمیر مین وفات پائی سری نگر محلہ خان یار مین دفن ہوئے اب تک قبر موجود ہے جو عیسی صاحب و شاہزادہ نبی اور یوز آسف نبی کی قبر سے مشہور ہے۔

قولہ مجیب نے صفحہ ۳۴ مین حضرت عیسی علیہ السلام کو صحابی رسول اللہ بنانے مین کوشش کی ہے۔

اقول صحابی تو اسی وقت بنین گے کہ اسی جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے ہون اور پھر کسی وقت آکر [illegible] کا صحیح پتا لگ سکے مگر آپ دیکھ چکے ہین کہ مجیب نے جس زینہ کو حضرت مسیح کے چڑہانے اور اتارنے کیلئے بڑی عرق ریزی سے کھڑا کیا تہا وہ سراب نکلا یا یون سمجھو کہ اسمین گہن لگ گیا اور اسکی ساری کوششین برباد ہوگئین اور جسکو اپنے اعتقاد کا تکیہ گاہ بنا رکھا تھا اور اسی عمود فولادی سمجھا تھا آج وہ گہاس کی ٹٹی نکلی اگر آپ کے ہمارے طوفان خیز دلائل یا بتغیر الفاظ یون کہو کہ ہماری شرر افشان کاری حربے سے یہ بودی کمچی ٹٹی بچ نکلی تو آج نہین تو کل ضرور یہ پرانی کہن خوردہ عمارت گر کر رہیگی۔ کسی نبی کو امتی قرار دینا جائز ہے یا نہین اسکی تفصیل بحث قریب مین کرینگے اور یون تو مختصراً کچھہ کر چکے ہین۔

قولہ صفحہ ۳۴ مین مسیح بن مریم کے دو موت کا انکار کیا ہے۔

اقول مجیب نے ص۱۱ مقدمہ خامسہ مین صاف طور سے اقرار کیا ہے کہ کسی نبی کا انتقال سے دوبارہ تشریف آوری کو محال نہین کر سکتا شاید وہان مدہوشی کا عالم تھا اب ہوش سنبھالا ہے غرض یہان مولوی صاحب ہمارے ہم کلام ہوگئے مین اب انکو یہی ضروری ہے کہ چار آیات مذکورہ بالا مین جنمین احیاء اموات کا ذکر ہے تاویل صحیح کر کے ان آیات کے موافق کرینگے نہین عدم رجوع موتی کا بیان مختلف رنگون مین بصراحت موجود ہے۔ للہ در

الـقائل ؎ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ خمیر مایہ دکان شیشہ گر سنگ است۔

قولہ یہاں اگر وفات بمعنی موت ہو بہی تو یہہ روز قیامت کا مکالمہ ہے۔

اقول ہم اسکا جواب بڑی وضاحت کے ساتہہ خاتمہ مین لکہنے والے ہین۔ مخاطب ناظرین تہوڑی دیر صبر فرماوین

مجیب نسخہ (۳۳،۳۴) مین ماقبل کی کلام کا اعادہ کیا ہی جسکا جواب ہم ادا کر چکے ہین۔

قولہ صفحہ ۳۴ وفات بمعنی خواب خود قرآن عظیم مین موجود ہی۔

اقول ہمین کب انکار ہی ہم تو بار بار ہی کہتے ہین کہ توفی بمعنی قبض روح ہی تام ہو جیسے موت مین یا ناقص ہو جیسے نیند مین الحاصل نیند بہی ایک خفیف موت ہے المنام خفیف الموت النوم اخو الموت مشہور مقولہ عرب ہے۔ مجیب جیسا بیان معنی نیند کا ہرگز چسپان نہین ہی اور اگر ہی تو تشریف لائی اور اس آیۃ کا ترجمہ فرمائی یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ای عیسی مین تجہکو سولانیوالا ہون اور عزت دینیوالا ہون۔ یا بزعم فاسد مجیب اور تجہکو اپنی طرف اوٹہانیوالا ہون کیا حضرت عیسی اس وعدہ الہی کے پہلے کبہی سوئی تہی یا نہین اگر سوئی تہی تو یہہ وعدہ عبث ہے کما لایخفی اور اگر کبہی انہین ارام لینے کا اتفاق نہین ہوا تہا تو خدا تعالی برخلاف جملہ عالم انہین ساری عمر تکلیف مین رکہا ڈہونڈ موم اور یہہ بہی فرمائی کہ یہہ وعدہ کب پورا ہوگا زمین مین یا آسمان مین یا نزول من السماء کے بعد پہر یہہ بہی بتلائی کہ جب حالت خواب مین خداوند عالم نے انکی روح کو اپنے قبضہ مین لیا تو جسم کا رفع کیونکر متصور ہوسکتا ہی کیا کبہی آپنے دیکہا ہی کہ حالت نیند مین جسد عنصری بہی روح کے ساتہہ غائب ہو جایا کرتا ہی اور بستر خواب پر پڑا نہین رہتا۔ خیر ہے کہ نیند مین تو روح کو قبض کری اور جسم کو اوٹہا کر آسمان پر لیجائی اور سے آمدی جیب مجیب آیۃ وعدہ کو آیۃ ایفا کے ساتہہ ربط دیکر ترجمہ سی حظ اوٹہائی وہ یہہ ہین یا عیسی انی متوفیک فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم۔ ای عیسی مین تجہکو سولانیوالا ہون۔ ایفاء وعدہ مین حضرت مسیح بن مریم فرماتی ہین کہ ای رب جب تونی مجہے سلادیا تو تو ہی میری قوم کا محافظ تہا۔ کیا اس آیۃ مین دونو حضرات کے باری باری پہرا دینا اور قوم کی نگرانی کرنیکا ذکر ہے کہ جب عیسی سوگئے تو خدا کی نگرانی کی باری آئی اور جب جاگتے رہین تو خود ہی نگران تہا ہے۔ تعالی عنہ شانہ الکریم صـ۲۲ مین حضرت کے ساتہہ تین وعدہ الہی کا ذکر کیا ہے اور وعدہ رابعہ کا نام تک نہین لیا سراسر خیانت ہے۔ چوتہا وعدہ جو فوقیت مسیح علی الکفار ہی اسلئے عمدا ترک کیا ہی کہ اس سی ایک سخت ضرب انکی اعتقاد کے وجود پر پڑتی ہی اور انشاء اللہ خاتمہ مین اسکی تشریح آئیگی۔

قولہ۔ اگر معنی آیت یہی ہون کہ مین تمہین موت دونگا اور بعد موت تمہاری روح کو آسمان پر اوٹہالونگا تو اسمین سوا اسکے کہ انہین موت کا پیغام دیا گیا اور کونسی بشارت تازہ ہے۔

اقول۔ ہماری مولوی صاحب کو یہی دہن ہی کہ عیسی نبی صاحب کسی طرح آسمان پر چلے جاوین۔ انہین بار بار سمجہایا گیا

کہ مرفوع الی اللہ کا معنی آسمان پر جانیکا نہین ہے اور مزید تفہیم کیلئے ایک مقدمہ جداگانہ لکھا گیا مگر ہماری حضرت
ہین کہ وہی رفع الی السماء وہی نزول من السماء کا وظیفہ ورد زبان ہے۔ مجیب کو اصل واقعہ اور کتب سابقہ سے
چونکہ بے خبری ہے اسلئے بے محل تکلم ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ جب عیسی علیہ السلام نے نبوت کا دعوی کیا اور کہا کہ مین وہی
نبی مسیح موعود ہون جسکی تمہین انتظار ہے۔ علماء یہود نے کہا کہ مسیح منتظر جب آئیگا کہ ایلیا نبی اسکے پہلے آسمان سے اتریگا
ابھی تک تو وہ نہین آیا پھر تم کیونکر مسیح موعود ہو سکتے ہو حضرت روح اللہ نے کہا کہ آنیوالا تو آگیا وہ یحیی زکریا کا بیٹا ہے یہ سن
یہودی مولوی بڑے بگڑے اور کہا کہ یہ توریت کا محرف ہے اسمین صاف لکھا ہے کہ ایلیا آسمان سے آئیگا اور یوحنا تو زکریا کے گہر
پیدا ہوا ہے پس یہودیون نے اتفاق کیا کہ اس ملحد محرف توریت کو سولی دیدیجائے جس سے اسکی نبی ہونیکا دعوی بھی غلط
ہوجائیگا اسلئے کہ توریت کا حکم ہے کہ جھوٹا نبی سولی پر لٹکتا ہے اور جو صلیب پر لٹکایا جاوے وہ لعنتی ہوتا ہے المختصر یہودیون
نے یہ منصوبہ باندہکر قیصر روم کی عدالت سے بجبر وقہر سولی پر چڑہانیکا حکم نکلوایا اور معاذ اللہ مسیح کو لعنتی موت سے مار کر اسکی
روح کو خدا تعالی کی درگاہ مین مردود بنانیکا مصمم ارادہ کرلیا تب حضرت مسیح نے جناب باری مین گریہ وزاری شروع کی
اور ایلی ایلی لما سبقتانی کہکر رحمت وفضل الہی کو اپنی طرف جذب کرلیا۔ آپکی دعا مقبول ہوئی اور خدا نے صلیبی موت
سے بچا کر کشمیر مین پہونچایا اور یہان ایکسو بیس برس (۱۲۰) کی عمر پاکر اپنی طبعی موت سے مرکر مرفوع الی اللہ ومقرب بارگاہ
ہوئے پس ترجمہ اس آیت کا یون ہوا کہ اے عیسی مت گہبرا مین ہرگز تجھے صلیبی موت ولعنتی فوت سے نہ مارونگا یہ کافر کبھی اپنی
مراد مین کامیاب نہوگی مین تجھے طبعی موت دیکر تیری رتبہ کو بلند کرونگا اور تجھے اس الزام سے پاک کرونگا اور قیامت تک
تیرے متبعین کو تیرے منکرین (یہود) پر غالب رکہونگا تمام ہوا ترجمہ آیتہ کا۔ فرمائیے حضرت اب بھی تسلی ہوئی یا نہین یہ بھی
کوئی عمدہ بشارت تازہ ہے یا نہین اگر یہان رفع سے مراد رفع درجات ورفع روحانی نہین ہے رفع جسم مراد ہے تو فرمائیے
یہودیون کے الزام کا جواب قرآن مین کہان اور کس جگہہ ہے یاد رکہو کہ صرف یہودی مولویون کے ناپاک منصوبون کے دفع
کیلئے رفع وتطہیر خدا تعالی نے عیسی علیہ السلام کے واسطے قرآن مین استعمال فرمایا ورنہ تمام اہل اسلام کے نزدیک
تمام انبیاء مرفوع الی اللہ مطہر ومزکی ہین اسمین حضرت مسیح کی کوئی خصوصیت نہین ہے۔

الزام لطیف

مجیب نے آیۃ ذیل پر استدلال کرکے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مومنون کی روح آسمان پر بلند ہوتی ہے دیکہو صفحہ ۴۴
ان الذین کذبوا بآیاتنا واستکبروا عنہا لا تفتح لہم ابواب السماء ترجمہ مجیب۔ بیشک جن
لوگون نے ہماری آیتین جہٹلائی اور انسے تکبر کیا انکے لئے نہ کہولے جائینگے دروازے آسمان کے تو کافر کی روح آسمان پر نہین
جاتی الخ بیان حضرت مجیب نے تسلیم کرلیا ہے کہ جسم عنصری کا صعود اور اسکا رفع محال عقلی ہے جبھی تو لیکے ہوتے
ہیے صرف رفع روح کے قائل ہوئے۔ اور قضیہ پاک ہوا اور ترجمہ حسب رائے مجیب یہ ہوا کہ اے عیسی مین تیری

روح کو قبض کرنیوالا ہون اور تیری روحکو آسمان مدارج پر بلند کرنیوالا ہون۔ اس پہلی آیۃ کے ساتہہ الست بربکم قالوا بلی کی تلاوت کیجئے تو اور تقویتہ پیدا ہو جاتی ہی اگر آپ بحث دوسری پر آجائین اور آیتہ بابہا البحث سے رفع جسم الی السماء مراد لین تو اسکی قطع نظر کر رفع الی اللہ تقرب و رفع درجات کے معنی مین قطعی ہی آپ پر واجب ہوگا کہ تمام مومنین کی احیاء کو بھی آسمان پر جانیکا اعتقاد کہین اور آیندہ انکے لئے بھی ناخنون تک زور لگائین احتمال ہی کہ کوئی مسلم انکہہ کا اندہا گمان ننہ کا پورا انکی دام مین آپہنسے۔ بڑی تعجب کی جگہہ اور بڑی حیرت کا مقام ہی کہ جس آیۃ مین سما کا لفظ بصراحت موجود ہی وہان رفع جسم ممتنع ہو اور رفع روحکا یقین کیا جائے اور جہان لفظ سماء ندارد ہی وہان جسم کے رفع الی السماء کو جائز کہا جائے۔ لطف یہہ ہی کہ مجیب نے اپنے جواب کا افتتاح بعد بسم اللہ اور قبل حمد اسی آیۃ سے کرکے بہارا ہاتہہ بٹایا ہی اور اپنے ہی قلم سے اپنا ادعاء حق کا ثبوت دیا ہے۔ ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند

قولہ صفحہ ۴۷ کا خلاصہ یہہ ہی کہ کوئی نبی نبوت سے معزول ہوا اور نہ اعتقاد یا فرد وہ سب اللہ تعالے کے نبی ہین اور ہمیشہ رہینگے اور ضرور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہین اور ہمیشہ امتی رہینگے اور نبی ہونے مین اور امتی ہونے مین کوئی منافات نہین اور نہین جانتا کہ ایک عیسی روح اللہ پر موقوف نہین ابراہیم خلیل اللہ و موسی کلیم اللہ و نوح نجی اللہ و آدم صفی اللہ و تمام انبیاء صلی اللہ علیہم وسلم سب کے سب ہمارے نبی اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہین اس دعوی پر حدیث لو کان موسی حیا ما وسعہ الا اتباعی اور آیتہ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ الایتہ پر تمسک کیا ہے۔ اور اپنے مخالفون کو برا بہلا کہا ہی اور اس استدلال پر بڑا ہی ناز کیا ہی۔

اقول وباللہ التوفیق اگر باعتقاد مجیب تمام مرسلین سابقین کو خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ کا امتی تسلیم کر لین تو یہہ مشکلات ذیل پیش آتی ہین۔ مشکل اول یہہ سب پر ظاہر ہی کہ امتی وہی کہا جا سکتا ہی کہ جو ہر حالت مین اپنی نبی متبوع کا تابع رہے کسطرح کلیات و جزئیات مین سر مو فرق کرنیکا مجاز نہو یہہ تعریف ہمیر صادق آتی ہی اگر انبیاء کرام کو ہمارے ہم سنگ بناتے ہو تو پہلے نبوت سے انہین معزول کرو۔ کیونکہ ایک نبوت مستقل تشریعی دوسری نبوت کی من کل الوجوہ تابع ہو نہین سکتی اور ایسی شان رفیع رکہکر خادمی کا جوا گردن پر نہین اوٹہا سکتی خادم مخدوم مین ضرور فرق ہی مالک مملوک تابع متبوع مین ضرور فرق ہی نبی صاحب شریعت اور امتی مین ضرور فرق ہی یہہ دونو ضدین ہین ایکجا جمع ہو نہین سکتی۔ کیا تمہین یاد نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین مجہکو یونس نبی پر ترجیح مت دو یعنی من حیث النبوت ہم دونو ایک رتبہ کے ہین۔ کبہی تمنے سنا ہی کہ ابوبکر عمر عثمان علی و دیگر صحابہ کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے لئے بہی اس قسم کا ارشاد ہوا ہی۔ ہرگز نہین۔ انمین وہی سر ہی کہ یہہ امتی ہین اور وہ نبی کیا تمہین یاد نہین کہ شب معراج مین جب رسول اکرم حضرت موسی سے آگے بڑہ گئے تو موسی نبی رو کر فرمانے لگے کہ اس لڑکے کی امت میری امت سے

بڑھکر بہشت میں داخل ہوگی۔ دیکھو صحیحین و سنن نسائی وغیرہ۔ بھلا عقل ایک لمحہ کے لئے باور کر سکتی ہے کہ امتی تابع اپنے
نبی متبوع کی کثرت گروہ پر گریہ اور رشک کرے اور اسکی امت سے اپنی امت کو مغائر بتلائے۔ حاشا و کلا۔ مشکل دوم
تابعداری و اطاعت کیلئے شرط ہے کہ خادم و مخدوم ہم عصر ہوں یا زمانہ مخدوم سابق ہو یہ کیسی اطاعت ہے کہ مخدوم
کا زمانہ ابھی عدم میں ہے اور خادم دو چار ہزار بلکہ چھ ہزار برس پہلے اپنا دور عمر گزار کر چلدیا۔ مشکل سوم
کیا امتی کو ایسی ضخیم کتاب بھی دیجا سکتی ہے کہ اپنے ساری مطالب کا حل اسی سے کرے اور ایک ذرہ برابر اپنے نبی
متبوع کے احکام کا محتاج ہو۔ ہرگز نہیں۔ پھر یہ کتاب توریت نبی متبوع کے پہلے کیوں نازل ہوئی۔ مشکل چہارم
جو کتاب امتی تابع کو ملی نبی متبوع کی کتاب سے اکثر باتوں میں معارض ایک چیز پر امتی عمل کرتا ہے تو اسکا نبی اسکے
خلاف میں کیا یہ عمدہ روش ہے کیا ایسی مخالفت سے امتی ماخوذ نہوگا۔ مشکل پنجم۔ نبی کی کتاب امتی کی کتاب کی
ناسخ کیوں ہونا چاہئے۔ جب برگزیدہ امتی اپنی نبی کے نقش قدم پر چلتا تھا۔ مشکل ششم۔ حیرت ہے
کہ امتی اپنے کو بھی رسول خدا کہتا ہے اور اپنے پیشوا نبی کو بھی اسی صفت سے یاد کرتا ہے کیا ہم ایسے نبی رسول کو گستاخ
کہہ سکتے ہیں اور طرفہ یہ ہے کہ وہ امتی اپنے نبی کی آمد کی بشارت دیتا ہے نہیں معلوم اپنے نبی کے آمد کے پہلے اسکے
احکام کی تعمیل کیونکر کرتا ہوگا۔ غور کرو اس آیت پر واذ قال عیسی بن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ
الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ یاد کرو
جب عیسی بن مریم نے کہا ای بنی اسرائیل میں رسول خدا ہوکر تمہارے پاس آیا ہوں اور توریت کا مصدق
ہوں اور ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں کہ میرے بعد آئیگا اسکا نام احمد ہے۔ اس آیت میں ایک بات اور
غور طلب ہے کہ حضرت عیسی نے ایک نبی برابر امتی کی کتاب توریت کا ذکر کیا ہے اور اسکی تصدیق کی مگر حیرت کا مقام
ہے کہ اپنے نبی کی آمد کے ذکر کے ساتھ اسکی کتاب کا نہ نام لیا اور نہ اسکی تصدیق کی جو انکے لئے اشد ضروری
اور انکے ایمانیات میں داخل تھا۔ مشکل ہفتم قال اللہ تعالی لا نفرق بین احد من رسلہ یعنی ہم رسولوں میں سے
کسی ایک کے درمیان فرق نہیں کرتے ہیں سب کو یکساں خدا کی فرستادہ اعتقاد کرتے ہیں۔ اس آیت میں دو
باتیں پائی گئیں۔ ایک تو خدا نے سبکو رسول و نبی قرار دیا دوسرے عدم تفریق بینہم کا ارشاد فرمایا حالانکہ امتی
و نبی میں تفاوت بین چاہئے مساوات کیسی۔ مشکل ہشتم قرآن کی ماہر کو اس شہادت سے کبھی انکار نہوگا
کہ جتنے مرسلین پہلے گذرے ہیں۔ سبھوں نے اپنے قوم کو جو ہدایت دی وہ صرف یہی تھی کہ انی رسول اللہ فاتبعونی
میں فرستادہ خدا ہوں میرے ساتھ ہولو کسی ایک کے بھی منہ سے یہ نہیں نکلا کہ میں فلاں کا امتی ہوں۔ اور
ساری باتوں میں خاتم الانبیا کا محض تابع اور انکے احکام کا منقاد۔ پس کیا آپ ان حضرات پر اخفائے شہادت
و عدم اظہار امر حق کا جرم لگا سکتے ہیں۔ اعوذ باللہ من ہذہ العقیدۃ۔ مشکل نہم جب خداوند

آمرنے اپنی تمام مرسلون ونبیون کو مقتدی ومطاع کر کے بزرگ خطاب سے یاد فرمایا ہے تو کسکی مجال ہے کہ انہین
مطیع وامتی بنانے کی جرات کر سکے قال اللہ تعالیٰ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔
یعنی ہم نے تمام رسولون کو مطاع بنا کر بھیجا ہے۔ حصر مین یہ اشارہ ہے کہ ہمارے مرسلان کسی وقت کسی کے
مطیع ہو نہین سکتے۔ ہر ایک نبی اپنے زمانہ کا استقلالی صاحب شریعت ہے۔ جائے غور ہے کہ حضرت موسی علیہ الصلوۃ
والسلام کے بعد جتنے انبیا گزرے ہین سب پر توریت کے حکم کی تعمیل واجب تھی مگر باین ہمہ کسی نبی نے حضرت موسی
کو اپنا نبی اور اپنی ذات کو محض انکا امتی قرار نہین دیا۔ اور نہ موسی علیہ السلام نے آیندہ نبیون کو اپنا امتی
فرمایا پس جو نبی سب نبیون کے پیچھے تشریف لا ہو اور اسکی کتاب بھی سب کتابون کے پیچھے اتری جس پر اگلونکو
اسکے احکام پر نماھا بر عمل کا موقع نملا ہو اور نہ انہین اسکا علم ہو تو وہ پچھلا کسطرح اگلونکا نبی اور اگلے لوگ
کیونکر اسکے امتی قرار پا سکتے ہین۔ مشکل دہم قران کے پڑھنے والون سے پوشیدہ نہین ہے کہ ایمان کا لفظ کئی
مقام پر سچ سمجھنے اور ماننے کے معنی مین آیا ہے جس سے کسیطرح اسکے مصدق کو امتی نہین کہہ سکتے۔ ہم فی الحال
ایک ایسی آیۃ پیش کرتے ہین جو الزام واسکات خصم کیلئے کافی وافی ہے قال اللہ تعالی امن الرسول
بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل امن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ الایۃ محمد
رسول اللہ اور جملہ مسلمان قران کو مانتے اور اسکی تصدیق کرتے ہین۔ اور نیز یہ پیغمبر محمد (صلعم) و
تمام مسلمان اللہ پر اور اسکے تمام فرشتون پر اور اسکے تمام کتابون پر اور اسکے اگلے تمام رسولون پر ایمان
لاتے ہین یعنی ان سبکی تصدیق کرتے اور انکو برحق اور سچ سمجھتے ہین ہمارے اس دعوی کا ثبوت کتاب مجید
کی اس آیۃ سے بھی بخوبی ملسکتا ہے قل لا تعتذروا لن نؤمن لکم قد نبأنا اللہ من اخبارکم
الایۃ یعنی اے پیغمبر ان منافقون سے کہدے کہ جھوٹے عذر مت تراشو ہم ہرگز تمہاری باتون کی تصدیق نکرینگے
اور سچ نہ مانینگے کیونکہ اللہ نے تمہاری اخبار سے ہمکو اطلاع دیدی ہے مجیب صاحب ذرا یہان اپنا ترجمہ کر کے
دیکھیے ہمین یقین ہے کہ آپ اسوقت کوئی نہ چھپاتے پھر سکے۔ چونکہ اس آیۃ بالا مین مثل آیۃ میثاق
ایمان کا لفظ درجگہہ موجود ہے اسلیے ہمارے مجیب صاحب کو بالضرور یہی ماننا پڑیگا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مہبط وحی وصاحب قران پر ایمان لائے ہین اور اسکے امتی ہین اور وہ انکے نبی ہین جس سے افضلیت
شی مین نقصہ لازم آتی ہے اور نبی وامتی ایک ہی شخص قرار پاتا ہے جو بداہت محض لغو وبیہودہ خیال ہے و نیز
قطعاً بخیال شما رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے امتی اور فرشتونکے امتی اور فرشتے انکے نبی اور نیز
تمام انبیا کرام کے امتی اور سارے انبیا ونکے نبی قرار پاتے ہین۔ آیۃ میثاق کی رو سے آپنے تمام انبیا
کو محمد رسول اللہ خاتم الانبیا کا امتی بخیال خام تسلیم کیا اور یہہ آیت باعتقاد شما اسکے برعکس فتوی دیتی

ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام گذشتہ نبیون کا امتی ٹہرایا ہے مجیب صاحب ہمین اس
چیستان کا مطلب سمجھائے کہ زید عمرو کا مخدوم ہے اور عمرو بہی زید کا مخدوم ہے زید عمرو کا امتی اور
جملہ امور مین محض اسکا تابع ہے اور نیز عمرو بہی زید کا امتی اور جملہ امور مین محض اسکا تابع ہے اور زید عمرو کا
نبی اور نیز عمرو زید کا نبی بینوا بالوضاحۃ و توجروا اور اس آیۃ سے بصراحت حسب ایمائے مجیب بہی معلوم
ہوا کہ جملہ مسلمان محمد رسول اللہ کے امتی ہین اور فرشتون کے بہی امتی ہین اور تمام انبیائے سابقین کے بہی
امتی ہین اور من کل الوجوہ فرشتون اور نبیون کے مقتدا ہین اور نیز امتی ہونے مین رسول خدا علیہ
التحیۃ والثنا کے مساوی الرتبہ ہین۔ ای نا عاقبت اندیش مجیب صاحب مدرضا بریلوی سمجھے ہین معلوم کہ یہ ذلت
پر ذلت الزام پر الزام جو تیری عائد حال ہو رہی ہین کس وجہ سے ہے امر حق کی کتمان اور امام آخر الزمان سے
بیجا مخالفت کا نتیجہ ہے۔ توبہ کر ورنہ تیرا ایمان کا انجام بخیر نظر نہین آتا تلک عشرۃ کاملۃ اب مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ آیۃ میثاق کا اصلی ترجمہ کر دیا جاوے اور اسکے بعد حدیث مذکور بالا کا مطلب بیان کیا جائے
جس سے ناظرین کو تسکین حاصل ہو اور مجیب بہی فائدہ اوٹہائے ترجمہ آیت۔ یاد کرو اسوقت کو کہ جب خدا نے نبیون سے
عہد لیا کہ مین نے تمکو کتاب حکمت عنایت کی ہے پہر جب تمہارے پاس کوئی رسول آجاوے اور تمہاری کتابون کی تصدیق
کرے اور انکو برحق بتلاوے تو تمکو بہی چاہیے کہ ضرور اسکے نبوت کو مانو اور اسکی تصدیق کرو اور اسے برحق جانو اور ہر طرح سے
اسکی مدد کرو آئندہ نبی کو ماننے اور اسکی نصرت کی تاکید اس شرط اور اس قید پر ہے کہ آنیوالا نبی ناصر نبیون کی کتاب کا مصدق
ہو اسمین یہہ راز معلوم ہوتا ہے کہ جہوٹا مدعی کبہی اپنے اگلے نبیون کی کتابون کو نہین مانتا اور کسیکی عزت کا اقرار نہین کرتا
بخلاف سچے مدعی کے کہ عبودیت اسمین بہت غالب ہوتی ہے اور سارے گذشتہ نبیون اور انکی کتابون کی تصدیق کرکے
اپنی سچائی اور راستبازی لوگون کے دلون مین جاگیر کر دیتا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت موسی نے حضرت ہارون کی
نبوت کو مانا اور ہر دینی امور مین انکا ساتھ دیا اور دونون ملکر حسب ارشاد باری تعالی فرعون کی دعوت کیلئے گئے اور
حضرت خلیل اللہ نے لوط علیہ السلام کے رسالت کو مانا اور انکے معین و مددگار رہے اور حضرت شعیب نے حضرت
موسی کی جیسی اعانت کی سب پر ظاہر ہے۔ غرض یہہ صادق العہد انبیا اپنے اقرار کو ہمیشہ پورا کرتے آئے ہین اور
اگر آنیوالے رسول سے مراد خاتم الانبیا ہمارے سید و مولی مراد ہین تو یہہ ترجمہ کرنا پڑیگا۔ کہ اگر بالفرض ہمارے
برگزیدہ رسول نبی آخر الزمان تمہارے وقت مین آجائین تو تمپر ضرور ہے کہ انکی تصدیق کرو اور انکو رسول حق
مانو اور حتی الامکان ضرور انکی مدد کرو۔ اس ارشاد سے جناب الہی کا یہہ منشا معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیائے عظام
کے دلون مین عظمت و شان محمدی کا سکہ جا دے تاکہ ہمیشہ وہ برگزیدہ جماعت اپنے اپنے ادعات مین بہی
امی لقب محمد عربی خاتم المرسلین کا تذکرہ امتیون سے کرتے رہین۔ اور اسی وجہ سے تمام کتب مقدسہ سابقہ مین

ہماری سید و مولی صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرے و بشارات بکثرت موجود ہیں صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین الی یوم الدین اور حدیث لوکان موسی حیا ما وسعہ الا اتباعی کا یہ مطلب ہے کہ میں وہ عظیم الشان رسول ہوں کہ اگر بالفرض موسی جیسے صاحب توریت اسوقت زندہ رہتے تو انکو بھی میری پیروی ضرور کرنی پڑتی ۔ یہاں پر اتباع اور وجود موسی فرضی ہے حقیقی طور پر نہیں ہے ۔ اس حدیث کا ہم رنگ ہم معنی ایک اور حدیث وہ یہ ہے لوکان نبیا بعدی لکان عمر بن الخطاب ۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا ۔ جس طرح حدیث اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال عظمت پر دلیل ہے ایسی ہی حدیث دوم بھی حضرت فاروق کے علوم مرتبت پر ایک قوی قرینہ ہے ۔ خاتم الانبیاء کے بعد حضرت عمر رضی اللہ کا نبی ہونا اور حضرت موسی علیہ السلام کا آنحضرت کے باسعادت زمان کو پاکر آپکا تبع ہونا فرض کی طور پر ہے نہ حقیقی طور پر ۔ اگر حدیث اول میں اتباع حقیقی مراد لیا جائے تو حدیث دوم میں بھی جو اسکا ہمرنگ ہے بالضرور ثبوت حقیقی لینی پڑیگی اور اسوقت ایک سخت اعتراض اور ایک بلا کا سامنا درپیش ہوگا اور وہ یہہ کہ العیاذ باللہ حضرت موسی علیہ السلام عمر فاروق سے بدرجہا کم رتبہ ٹھہرائینگے اور حضرت عمر خاتم الانبیا مانے جائینگے ہذا خلف اور اگر باینہمہ آپکو حقیقی اتباع پر اصرار ہے اور بر اعتقاد شما اس حدیث کی روسے حضرت موسی نبی محمد عربی فداہ ابی امی کے تبع و امتی ہیں تو منجملہ عشرہ کے قطع نظر پیرانکو زندہ ہوکر آنا چاہئے تھا یا اب انہیں آنا چاہئے ۔ ہذا محال جدا ۔ یہ کیسی حقیقی اتباع ہے کہ متبوع تو ابھی دنیا میں پیدا ہی نہیں ہوا اور کچھہ اپنا فرمان و دستور العمل شایع نہیں کیا ۔ تابع بیچارے ہیں ان کر خیالی طور پر متبوع کی جملہ احکام کی تعمیل کرکے چلدیا ھذا شی عجیب و امر غریب ۔ ای مجیب صاحب ان دلائل عشرہ اور استحالہ قویہ کا جواب اپنے والد محقق صاحب سے پوچھہ کر دیجیے جنکی تحقیق پر آپکو فخر ہے ۔

قولہ ۔ کیوں قرآن کا نام لینے والو کیا یہہ آئتیں (آیات میثاق) قرآن میں نہیں ۔

اقول ۔ کیوں قرآن کا نام لینے والو یہہ آیات لا نفرق بین احد من رسلہ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ ۔ آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل آمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ وغیرہ قرآن میں نہیں یا نہیں ہیں اگر ہیں تو ہماری رائے پر چلکر تعارض کو دفع کرو اور توبہ کرو ورنہ سخت مشکلات کا سامنا ہے ۔

قولہ کیا اللہ عزوجل نے اس سخت تاکید سے ساتھہ سب انبیاء مرسلین صلعم سے محمد رسول اللہ صلعم پر ایمان لانیکا عہد نہ لیا ؟

اقول ۔ کما لقول شما محمد رسول اللہ کو تمام انبیا اور تمام ملائکہ پر ایمان لانا اس آیۃ آمن الرسول سے ثابت

نہین ہوا۔ ضرور ہوا۔ توبہ کرو۔

قولہ۔ کیا اس عہد سے اون سبکو محمد رسول اللہ کا امتی نہ بنا دیا۔

اقول کیا اس صریح نص سے بزعم فاسد حامد محمد رسول اللہ صلعم تمام انبیا بلکہ تمام ملائکہ بلکہ اپنے نفس شریف کا امتی نہ بنے ضرور بنے توبہ کرو۔

قولہ۔ کیا اس عہد لیتے وقت انہوں نے نبوت سے استعفا کیا۔

اقول کیا محمد رسول اللہ صلعم بقول شما انپر ایمان لاکر اور امتی بنکر نبوت سے استعفا کیا۔ توبہ کرو۔

قولہ کیا اللہ عزوجل انہین معزول کرکے امتی کر دیا۔

اقول جب بقول شما امتی بنا دیا۔ تو معزول بھی کر دیا کیونکہ عزل عن النبوت کے بغیر کوئی نبی امتی نہین ہوتا نبی و امتی باہم متضاد ہین۔ آپ ہی تو نبیون کو امتی بنانے مین شیخی جو شیلی نظر آتی ہین مگر تو اس سے بحث نہین ہے اس نادان تو آیۂ میثاق کی رسول کی لفظ سے تخصیصاً محمد رسول اللہ مراد لیا ہے حالانکہ وہان تعمیم ہے اور حق یہ ہے کہ وہان خاتم الانبیا کو مراد لینے مین حقیقی محمدیت بعد انبیا محال عقلی ہے اور مشاہدہ کے خلاف ہے ہان فرضی طور پر ہان لین تو ایک دیانت سے تعمیم چھوڑ کر جسمین کوئی استحالہ لازم نہین آتا اور واقعات صحیحہ بھی اسی کے موید ہین یعنی تخصیص و فرضی پر زور دینا ابلہی و نادانی نہین تو اور کیا ہے۔ یاد رہے کہ یہان ہماری مراد نبوت سے مستقل نبوت ورنہ قبل کی نبوت

قولہ ای سفیہو اس عہد عظیم پر حضرت روح اللہ علیہ الصلوۃ والسلام اترینگے اور باوصف نبوت و رسالت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتی و ناصر دین ہوکر رہینگے۔

اقول ای نادان حامد رضا خدا تجھے نیک سمجھ دے اسقدر کیون غلو کرتا ہے اور حد سے کیون بڑھتا ہے کیا نبی خود بارگاہ الٰہی سے مطاع کا خطاب پایا ہوا کہین امتی و مطیع بن سکتا ہے جب بخیال خام تمام مرسلون نے امتی بنے کا اقرار کیا ہے اور تائید و نصرت کا ذمہ لیا ہے تو اول ابو البشر حضرت آدم کو دنیا مین دوبارہ آکر ایفائے عہد کرنا ضروری تھا مگر انہون نے نہین کیا حضرت نوح بھی بھول گئے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو بھی اپنے اقرار کا کچھ خیال نہ ہا حضرت اسمعیل جنکی صفت قرآن شریف مین صادق الوعد آئی ہے اللہ تعالی انہین صادق الوعد کے لقب سے یاد کرتا ہے انکو بھی نہ اپنے عہد کا خیال نہ رہا اور نہ اپنے پچھلے لقب کا موسی علیہ السلام نے بھی اپنے عہد کی کچھ بھی پروانہ کی اب ای مفتری بتا کہ یہہ خاصان خدا تیرے اصول کی رو سے سچے ہین یا جھوٹے صادق العہد ہین یا کاذب العہد تیرے نزدیک بس حضرت عیسی ہی اپنے وعدہ و عہد کے سچے او پکے ہین اور باقی خیریت۔ گو مر چکے ہین (جسکا ثبوت پہلے گذرا) مگر چونکہ تیرے علم مین وہ ایک ہی صادق الوعد ہین اسلیے قبر کو چیر کر آسمان پر جا کر اپنی روح سے ملکر ضرور بعد ضرور عنقریب نزول فرمائینگے۔ ای مرد خدا ایسے گندے عقیدہ کو لیکر خدا تعالی کے

کے سامنے تو کیونکر منہ دکہلائیگا توبہ کر۔ اور قرآن کو تدبیر سے پڑہ اور صراط مستقیم کی دعا مانگا کر اللھم اہدنا الصراط المستقیم تجہکو مہت بہت کہا کرے

قولہ ان الملائکۃ لتضع اجنحتہا لطالب العلم۔

اقول فرشتون کا اپنے بازون کو بچہانا طالب علم دین مسافر کیلئے بمعہ صحیح حدیث اپنے ظاہری معنی پر مستعمل ہی یا نہین اگر ہی تو اسکا ثبوت آپکے ذمہ ہی۔ کون باہوش انسان تصور کرسکتا ہی کہ جب طالب علم دینی علم کیلئے سفر کرتا ہی تو فرشتے اپنے بازون کو اسکے پاؤن کے نیچے بچہا دیتے ہین تاکہ وہ انپر چلا کرے۔ یہ ایک استعارہ ہی کہ طالب حق کیلئے نصرت الہی نازل ہوتی ہی فرشتے اسکی امداد مین کہڑے ہوجاتے ہین۔ پس یاد رکہو یہی استعارہ اور یہی اشارہ مسیح کے دو فرشتونکی نسبت ہے کہ نصرت الہی اسکی شامل حال رہیگی اور فرشتے اسکی امداد کیلئے مامور ہونگے اور مستعد دل ان کو اسکی طرف کہینچ کر پہونچائینگے اگر آنکہہ ہو تو دیکہو کہ کہان عرب وشام افریقہ اسام کلکتہ اڑلیسہ مدراس حیدرآباد ہندوستان اور کہان قادیان کسطرح ان شہرونکے مستعد دل کہچے ہوئے چلے آتے ہین۔ آپ لوگون نے تو ناخنون تک زور لگایا کہ اس سلسلہ کو مٹا ڈالین اور اس جماعت کے شیرازے کو منتشر کردین مگر جسقدر آپ لوگون نے اس باب مین سعی کی اسی قدر خدا تعالی نے اپنے قدرت کاملہ کا ظہور فرمایا اور اس جماعت کو ترقی پر ترقی دی اور اس سلسلہ حقہ کو مسلسل کرتے چلا کیونکہ یہہ سلسلہ اسی کے ہاتہہ کا قائم کیا ہوا ہی آج اسکی تعداد لاکہہ کے قریب ہے کل تم دیکہوگے کہ اسکی گہوڑ دوڑ کیسی ہی اور کیسی ترقی کے زینہ پر چڑہتی جاتی ہی تمہین نہین معلوم کہ یہہ طاعون کسلئے نازل ہوئی ہی اس سلسلہ کے بڑہانے اور مخالفون کے گہٹانیکے لئے پوری ساز و سامان کے ساتہہ آئی ہی واللہ ذو الفضل العظیم۔ مجیب نے اپنے دلائل آیت میثاق و حدیث لوکان موسی کی قوت پر بڑا فخر کیا ہی۔ مگر جب ہمارے اس تحریر کو دیکہیگا اگر اسمین حیا کا مادہ باقی ہی تو ذی علمون کے سامنے رخ نمائی کو اسکی حیا اور اسکی غیرت ایمانی ہرگز اجازت نہ دیگی۔ و نیز مجیب نے یا این خیال کہ مین سائل کے جواب سے سبکدوش ہوگیا ہون اور حیات مسیح کو بڑے عمدہ پیرایہ مین بیان کرکے براءت حاصل کرلی ہی۔ اسلئے صفحہ ۴۸ سے صفحہ ۵۵ تک بڑا ہی تماشہ کیا ہی اور ناز سے چلنا شروع کردیا ہی اور پہر اپنے قصہ کو دہرا دہرا کر عوام کو خوش کرنا چاہا ہے اسلئے ہم ان فضول و تمسخر باتون کا جواب ترکی بہ ترکی دینے کو ناپسند اور ناقبل کے دلائل قاطعہ کے تاک ساتہہ سے مجیب کے گردن مین لپٹاتے پر پسند کرتے ہین اور نیز ہمکو یہہ حق حاصل ہی کہ اسکی درشت زبانی پر جواب ترکی بہ ترکی دین اور الصمصام الربانی علی اسراف القادیانی کے جواب مین اس رسالہ کا نام منشار لنقضا علی ہفوات حامد رضا رکہین۔ مگر ہمارا کام امر حق کا اظہار اور اسکی تبلیغ ہی اسلئے ہم نے اسکا نام

القول العجیب فی رد حامد المجیب رکہا۔

خاتمہ

اب ہمپر فرض ہے کہ رسالہ کو ختم کرکے جواب دیکر منزل مقصود تک پہونچا دین وما توفیقی الا باللہ
واضح ہو کہ جسقدر دلائل ہم نے جواب الجواب مین درج رسالہ کئے ہین ہر ایک حق کے طالب کو تسکین کافی و وافی
ہین مگر پہر بہی مختصراً چند آیات قرانی پیش کرتے ہین جنسے وفات مسیح ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت کامل ہوجاوے
اور مخالف کو دم زدن کی مجال نہ ہو۔

(۱) فرمایا اللہ تعالی نے وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم
علی اعقابکم یعنی محمدؐ تو صرف ایک رسول ہین انکے پہلے کے تمام رسول مرچکے اگر یہ مرجائین یا قتل کردئے جائین تو
ای لوگو کیا تم اسلام سے منہ پہیر لوگے۔ یہ آیۃ وفات مسیح مین صریح الدلالت ہے اسلئے کہ تمام مرسلین جن مین یقیناً
عیسی علیہ السلام داخل ہین انکے مرنیکی خبر دیتی ہے اور موت وقتل کا لفظ اسبات کا قرینہ ہے کہ قد خلت بمعنی
قد ماتت کے ہے۔ خدا تعالی نے اس آیت کو استدلالاً پیش فرمایا ہے کہ کوئی انسان کیسا ہی رتبہ کا کیون نہ ہو
ایکدن اسے مرنا ہے۔ اسی ہمارے پیغمبر کو دیکہو کہ یہ بہی ایک رسول ہے اسکو بہی ایک روز مرنا ہے کیونکہ اسکے پہلے کے
تمام رسول مرچکے۔ اگر حضرت مسیح کو اس حکم سے باہر رکہا جائے تو یہ استدلال سخت جرح کا محل ہوگا اور اسی غرض کے
پورا کرنیکے لئے خدا تعالی نے الرسل کا لفظ فرمایا تاکہ کوئی فرد اس حکم سے باہر نہ رہ جائے اسی آیت کو حضرت ابوبکر رضی اللہ
تعالی عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن (جبکہ حضرت عمر جیسے صحابی تلوار لیکر کہڑے ہوگئے تہے کہ جو شخص
رسول اللہ خاتم الانبیا کی موت کا قائل ہو تو اسکے سر کو بدن سے جدا کر ڈالونگا) پڑہکر سب صحابہ پر ثابت کردیا کہ جسطرح
تمام اگلے انبیا وفات پاچکے ہین محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی انکی برابر رحلت فرمائی ہے۔ تمام صحابہ اسپر متفق ہوگئے انمین سے
ایک نے بہی یہ نہ کہا کہ ای ابوبکر آپکا یہ استدلال قابل جرح ہے اسلئے کہ مسیح ابن مریم ابتک تو زندہ ہین بلکہ عبد اللہ
بن عمر نے فرمایا اس ذات کی قسم کہ جسکے قبضہ مین میری جان ہے کہ اس واقعہ سے جو پردہ ہمپر پڑگیا تہا ابوبکرؓ کی اس تقریر سے
بالکل منکشف ہوگیا اور ہم خوشی سے پہولے نہ سمائے۔ پس صحابہ کرام کا جس چیز پر پہلا اجماع ہوا وہ وفات مسیح کا مسئلہ ہے۔ دیکہو
بخاری شریف و دیگر کتب احادیث و سیر

(۲) فرمایا اللہ تعالی نے وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افان مت فہم الخالدون یعنی ای پیغمبر تجہسے
پہلے کسی بشر کو زندہ نہین رکہا اگر تم مرجاؤ تو کیا یہ تمہارے مخالفین موت سے بچ رہین گے۔ اس آیۃ کا صاف مطلب یہی
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے کے تمام بشر خواہ وہ نبی ہون یا ولی سب مرچکے ایک کیلئے بہی بقا و دوام نہین ہے یہ اخبار
الہی ہے جسمین ہرگز کذب کا احتمال نہین۔ جب حضرت مسیح بشر ہین اور ضرور ہین تو اب انکے مرجانے مین کیا شک و شبہ باقی
ہے کیا تمہین خدا کی خبر دہی بس نہین ہے اور کیا تمہارا دل قران شریف کے اس سچے اخبار سے اطمینان نہین پکڑتا اور نیز یہ آیۃ

ہین مسیح علیہ السلام کی مانند خضر والیاس کی موت کی بہی صحیح خبر دیتی ہی کیونکہ یہہ دونو حضرات بہی تو رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے پہلے کے انسان ہین۔

(۳) فرمایا اللہ تعالے نے ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنی یہہ محمد تم مین سے کسی کے باپ نہین ہین مگر اللہ کے بہیجے ہوے اور تمام نبیون کے خاتم ہین آپکے بعد کوئی نبی صاحب شریعت دنیا مین نہین آئیگا یہہ بات سب پر ظاہر ہے کہ نبی کبہی معزول نہین ہوتا اور وحی رسالت کبہی اس سے منفک نہین ہوتی پس مسیح کا نزول دو حال سے خالی نہین یا تو نبوت سے معزول ہو کر آئینگے اور محض امتی بنکر رہینگے یا اپنی رسالت لیکر تشریف لائینگے پہلی صورت بداہۃً باطل ہے کیونکہ اسلام کا اجماعی عقیدہ ہے کہ نبی اپنی نبوت سے معزول نہین ہوتا اور جو اسکے خلاف اعتقاد رکہے وہ کافر ہے اور آیتہ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ اور آیتہ لا نفرق بین احد من رسلہ صریحاً جتلاتی ہین اور دوسری صورت یعنی انکا نبوت تشریعی لیکر تشریف لانا اسکی تکذیب یہہ آیت ہے کیونکہ خاتم المرسلین کے بعد ایک اولوالعزم نبی کے وجود کو تسلیم کرنا پڑتا ہے جو اپنی ساری باتین کلی ہون یا جزوی تمام کی انجام دہی بذریعہ وحی جبرائیلی کیا کرتا ہے پس حضرت مسیح علیہ السلام کی رسالت و نبوت جو انکے لیے لازم غیر مفارق ہے اور جسکو نزول وحی تشریعی ضروری پڑا ہوا ہے۔ اب انکو دنیا مین آنے سے روکتی ہے۔ جس سے یہہ نتیجہ نکلا کہ وہ مر چکے ہین۔

(۴) فرمایا اللہ تعالی نے وما جعلناهم جسدا لا یاکلون الطعام یعنی ہمنے کسی ایک بدن کو بہی ایسا نہین بنایا کہ کہانا نہ کہاتا ہو اسی مستمرہ قانون کے سبب ہم اور ہمارے بزرگ وار دیکہتے چلے آئے ہین کہ حضرت ادم سے لیکر حضرت خاتم تک سب کے سب اس کہانے کے اشد محتاج تہے۔ اور اللہ تبارک و تعالی نے اس عام اصول کو زیادہ توضیح کرنے کی غرض سے تارک الدنیا خدا والی جماعت کو بہی اس اکل کا حاجت مند ہونا صراحت کے ساتہہ جتلا دیا ہے چنانچہ فرمایا وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انهم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق یعنی اے پیغمبر تمہارے پہلے کے جتنے رسول گذرے ہین سب کے سب کہانا کہایا کرتے ہے اور بازارون مین چلا پہرا کرتے تہے جب حضرت مسیح انسان ہین اور مرسلون مین انکا شمار ہے اور آپکا یہہ عقیدہ ہے کہ آسمان پر اسی جسم خاکی کو لیکر جو کہانے اور پینے بول و براز کا اشد محتاج ہے لیکر تشریف فرما ہین تو بتلائیے وہان کسطرح نہین دنیوی غذا میسر آسکتی ہے اور غذا کی عدم میسر کے سبب کیونکر زندہ رہ سکتے ہین۔ کیا خدا تعالی نے انکی خاطر اپنے عام قانون مستمرہ کو بدل دیا ہے۔ اگر بدل دیا ہے تو دلیل قرآنی پیش کرو ورنہ یہہ دو آیتین الزام کیلیے آپکے گلے کا ہار ہین

(۵) فرمایا اللہ تعالے نے ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین یعنی اے بنی آدم یہہ زمین تمہارے رہنے سہنے کی جگہہ ہے اور تمہاری موت تک کی ساری متاع اور تمام اسباب معیشت اسی مین ہین۔ پس جب حضرت مسیح ابن آدم ہونے کے سبب انکی بود و باش کا مقام بہی زمین ہے اور انکی موت تک کے سارے اسباب معیشت یہین مہیا ہین۔ تو اپنے مستقر کو ترک کرنا منشاء الہی کے خلاف ورزی ہے اور یہہ انکی بلند رتبہ کے خلاف اور نیز خدا تعالی کے وعدہ کے خلاف ہوگا اور

جب حسب ارشاد الٰہی انسان کی زندگی کے ساری اسباب اسی زمین میں مہیا کیے گئے ہیں نہ آسمان پر۔ پھر اس زمینی اشیا سے
کیونکر متمتع ہو سکتے ہیں جنکے بغیر یہ جسد عنصری کسی طرح قائم نہیں رہ سکتا۔ پس جبکہ انکا مستقر اور انکے ساری اسباب
زندگی زمین ہی میں قرار پائے تو پھر صعود الی السماء کا خیال سراسر غلط اور محض لغو ہے۔

(۶) فرمایا اللہ تعالیٰ نے فیہا تحیون وفیہا تموتون ومنہا تخرجون۔ اے فرزندان آدم تم اسی زمین میں زندگی
بسر کرو گے اور اسی میں مرو گے اور پھر اسی سے اٹھائے جاؤ گے۔ یہ بھی ایک دوسرا الٰہی وعدہ ہے جسکا خلاف ہرگز ممکن نہیں۔
ہرگاہ مطابق وعدہ الٰہی تمام انسانوں کی زندگی اور موت اسی زمین میں ٹھیری اور شمار روزی مشاہدہ اسکی گواہی
دیتا ہے۔ تو جناب مسیح علیہ السلام کیونکر خلاف وعدہ و مرضی الٰہی اپنی عمر و زندگی کے دورے زمین کو چھوڑکر اور کہیں پورے
کر سکتے ہیں۔ اگر کر سکتے ہیں تو اسپر دلائل قرآنیہ پیش ہونی چاہئے ورنہ یہ آیت حضرت ادریس کی وفات و عدم صعود الی السماء
کیلئے ایک برہان قاطع ہے۔ زندگی و موت کے واسطے جب زمین منحصر و مستقر ہے تو صعود و نزول بجسدہ العنصری کا خیال قطعاً
محال ہے۔

(۷) الم نجعل الارض کفاتاً احیاءً و امواتاً۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا ہم نے زمین کو زندوں اور مردوں کے
لئے کافی نہیں بنایا۔ ضرور بنایا ہے۔ یہ کیسی صاف اور واضح دلیل ہے کہ یہ زمین زندوں کے آرام و آسائش کیلئے
اور دکھ و مصیبت کے دور کرنیکے لئے کافی ہے اور بعد مرگ بھی یہی زمین انکے لئے بس ہوا کرتی ہے۔ اس آیہ میں ہمارے
مخالفوں کا صریح رد موجود ہے جو کہا کرتے ہیں کہ یہودیوں کی زیادتی کو دیکھکر خدا تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا۔
خدا تعالیٰ انکے رد میں فرماتا ہے اے نادانو کیا ہماری زمین عیسیٰ کے بچانیکے لئے بس نہیں ہے جس سے ہمیں انکو آسمان پر
لیجا کر بچانے کی ضرورت پڑی پھر اپنے دعوی کے ثبوت میں اپنے حبیب خاتم الانبیاء کو اسی زمین کے غار ثور میں بچا کر
زمین کی کفایت ہونیکی شہادت دی۔ اور آسمان تو درکنار جو سما میں دو چار روز تک اٹھا کر نہ رکھا۔ تاکہ اپنے وعدہ
میں تخلف لازم نہ آوے جب ساری نبیوں کے سردار اور تمام رسولوں کے سرتاج محمد مصطفیٰ کو کفار کی ایذا دہی اور قتل کے منصوبے
پر بھی آسمان پر نہ اٹھایا اس لئے کہ ان اللہ لا یخلف المیعاد اسی کا فرمان ہے تو حضرت مسیح کے صعود الی السماء پر کیونکر یقین
آوے۔ کیا تمہارے اعتقاد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رتبہ خدا کے پاس رسول اللہ خاتم الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء سے بڑھکر ہے۔

(۸) فرمایا اللہ تعالیٰ نے واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ ما دمت حیاً و برا بوالدتی۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں
کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں جبتک زندہ رہوں نماز پڑھا کروں اور زکوٰۃ دیا کروں اور اپنی ماں کے ساتھ نیک سلوک
کیا کروں۔ اب اگر حضرت مسیح بن مریم آسمان پر زندہ ہیں تو زکوٰۃ کسکو دیتے ہونگے اور زکوٰۃ کی ہدایت کسکو کرتے ہونگے کیا
کوئی یہودی جماعت آسمان پر قائم ہے۔ اور اپنی والدہ صدیقہ کے ساتھ نیک سلوک کیا تو بس یہی کہ انکو جدائی کے درد
میں گرفتار کرکے آپ آسمان پر جا بیٹھے۔ پھر یہ بھی بتلاؤ کہ بی بی مریم کی زندگی تک حضرت مسیح آسمان پر رہ کر

اسطرح خدمت والدہ کی ہوگی کیونکہ یہ آیت صاف کہہ رہی ہے کہ ماں کی خدمت اور لوگوں کے ساتھ نیک سلوک
حضرت مسیح پر تا حیات باقی اور فرض تہی ما دمت حیا کی قید سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب باتیں انکی زندگی اور دنیا
تک ہیں بعد مرگ تمام انسان اور تمام انبیاء کرام کی مانند یہ بہی احکام الٰہی تعمیل سے سبکدوش ہیں۔ اگرچہ اسقدر
دلائل اثبات مدعا کیلئے بس ہیں مگر میں چاہتا ہوں کہ حضرت مجدد ربانی مسیح موعود و مہدی مسعود امام قادیانی
کے رسالہ اعجاز احمدی سے کچھ عبارت نقل کر دوں جس سے طالب حق کو پوری بصیرت حاصل ہو وہ ہر چند مجھے اس تکذیب کا کچھ
رنج ہی نہیں کیونکہ جبکہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بہی کذاب قرار دیتے ہیں تو اگر مجھے بہی کذاب کہیں تو اسپر کیا افسوس کرنا چاہئے
کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ خدا کا اس سوال پر کہ کیا تو ہی کہا تہا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کر کے مانا کرو عیسیٰ نے جو جھوٹ بولا یعنی
ایسا جواب دیا کہ سراسر جھوٹ تہا کیونکہ انہوں نے کہا کہ جبتک میں اپنی امت میں تہا تو انپر گواہ تہا اور جب تونے وفات دیدیا
تو پہر تو انکا رقیب تہا مجھے کیا معلوم کہ میرے پیچھے کیا ہوا اور ظاہر ہے کہ اس شخص سے زیادہ کون کذاب ہو سکتا ہے جو قیامت کے دن خدا جب
عدالت کے تخت پر خدا بیٹھے گا اسکے سامنے جھوٹ بولیگا کیا اس سے بدتر کوئی اور جھوٹ ہوگا کہ وہ شخص جو قیامت سے پہلے دوبارہ
دنیا میں آئیگا اور چالیس برس دنیا میں رہیگا اور نصاریٰ کے ساتھ لڑائیاں کریگا اور صلیب کو توڑیگا اور خنزیروں کو
قتل کریگا اور تمام نصاریٰ کو مسلمان کر دیگا وہی قیامت کو ان تمام واقعات سے انکار کر کے کہیگا کہ مجھے خبر نہیں کہ میرے
بعد کیا ہوا اور اسطرح خدا کے سامنے جھوٹ بولیگا اور ظاہر کریگا کہ مجھے اسوقت سے نصاریٰ کی حالت اور انکے مذہب کے
کچھ بہی خبر نہیں جب سے تونے مجھے وفات دیدی دیکھو یہ کیسا گندہ جھوٹ ہے اور پہر خدا کے سامنے اسطرح سے حضرت مسیح کذاب
ٹہرتے ہیں یا نہیں قرآن شریف کہولو اور آیت فلما توفیتنی کو آخر تک پڑہجاؤ اور پہر کہو کہ کیا اسمیں عیسیٰ علیہ السلام
کو کذاب قرار دیا یا نہیں۔

مگر اسپر کیا افسوس کریں کیونکہ آپ لوگوں کے نزدیک تو خدا بہی کاذب ہے خدا تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات
آیت فلما توفیتنی میں صاف طور پر بیان کر دی اور بتصریح حضرت عیسیٰ کا یہ عذر پیش کر دیا کہ میری وفات کے بعد
یہ لوگ بگڑے ہیں پس خدا سمجہا رہا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ فوت نہیں ہوئے تو عیسائی بہی ابتک نہیں بگڑے کیونکہ عیسائیوں کا
راہ راست پر رہنا صرف انکی حیات تک ہی وابستہ رکہا گیا تہا اور عیسائیوں کی ضلالت کی علامت حضرت عیسیٰ کی وفات
ٹہرائی گئی تہی اب کہو اس صورت میں آپکے نزدیک خدا کیونکر سچا ٹہر سکتا ہے جسکا بیان باور نہیں کیا گیا۔

اور ایسا ہی آیت ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل میں سب نبیوں کی
وفات ایک مشترک لفظ میں جو خلت ہے خدا نے ظاہر کی تہی اور حضرت عیسیٰ کیلئے کوئی خاص لفظ
استعمال نہیں فرمایا تہا یہ بہی نعوذ باللہ آپ لوگوں کے نزدیک خدا کا ایک جھوٹ ہے یہ وہی آیت ہے جسکے
پڑہنے سے حضرت ابو بکر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ثابت کی تہی ابو بکر کی بہی یہ منطق خوب تہی

کہ باوجودیکہ عیسیٰ آسمان پر زندہ بیٹھا ہے پھر وہ لوگوں کے سامنے یہ آیت پڑھتا ہے یہ کس وقت کی تسلی دیتا ہے کیا اسکو
معلوم نہیں کہ عیسیٰ تو زندہ آسمان پر بیٹھا ہے اور پھر دوبارہ آئیگا اور چالیس برس رہیگا عیسیٰ کی وہ عمر اور
افضل الرسل کی یہ عمر تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى۔

اور صحابہ بھی خوب سمجھ کے آدمی تھے جو اس آیت کے سننے سے ساکت ہو گئے اور کسی نے ابوبکر کو جواب نہ دیا
کہ حضرت آپ یہ کیسی آیت پڑھ رہے ہیں جو اور بھی ہمیں حسرت دلاتی ہے عیسیٰ تو آسمان پر زندہ اور پھر آنیوالا اور
ہمارا پیارا نبی ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا۔ اگر عیسیٰ اس قانون قدرت سے باہر اور ہزار برس کی عمر پانیوالا اور پھر
آنیوالا ہے تو ہمارے نبی کو یہ نعمت کیوں عطا نہ ہوئی اور سچ تو یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ جو اس وقت
تمام حاضر تھے انمیں سے ایک بھی غائب نہ تھا اس آیۃ کے یہی معنی سمجھے تھے کہ تمام انبیا فوت ہو چکے ہیں اور
معلوم ہوتا ہے کہ بعض ایک دو کم سمجھ صحابہ کو جنکی درایت عمدہ نہیں تھی عیسائیوں کے اقوال سنکر یہ دھوکا لگ رہے تھے
مثلاً یہ خیال تھا کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہے جیسا کہ ابوہریرہ جو غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا لیکن حضرت
ابوبکر نے جنکو خدا نے علم قرآن عطا کیا تھا یہ آیت پڑھی تو سب نے سمجھ لیا یہ موت جمیع انبیا ثابت ہو گئی اور وہ اس
آیت سے بہت خوش ہوئے اور انکا وہ صدمہ جو انکے پیارے نبی کی موت کا انکے دلپر تھا جاتا رہا اور مدینہ کی گلیوں
کوچوں میں یہ آیت پڑھتے پھرے اسی تقریب پر حسان بن ثابت نے مرثیہ کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی جدائی میں یہ شعر بھی بنائے۔

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ ۞ فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ ۞ فَعَلَيْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ

یعنی تو اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھوں کی پتلی تھا۔ میں تو تیری جدائی سے اندھا ہو گیا۔ اب جو چاہے
مرے عیسیٰ ہو یا موسیٰ۔ مجھے تو تیری ہی موت کا ڈر تھا۔ یعنی تیرے مرنے کے ساتھ ہمنے یقین کر لیا کہ دوسرے تمام
نبی مر گئے ہمیں کچھ انکی پروا نہیں۔ مصرعہ

عجب تھا عشق اس دل میں محبت ہو تو ایسی ہو

پھر آپ لوگ خدا تعالیٰ کو اسطرح جھوٹا قرار دیتے ہیں کہ خدا تو کہتا ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد عیسیٰ اور اوسکی ماں
کو ہمنے ایک ٹیلہ پر جگہ دی جسمیں صاف پانی بہتا تھا یعنی چشمے جاری تھے بہت آرام کی جگہ تھی اور جنت
نظیر تھی جیسا کہ فرماتا ہے وَاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ یعنی ہمنے واقعہ صلیب کے
بعد جو ایک بڑی مصیبت تھی عیسیٰ اور اوسکی ماں کو ایک بڑے ٹیلہ پر جگہ دی جو بڑے آرام کی جگہ اور پانی صاف
خوشگوار تھا یعنی خطہ کشمیر۔ اب اگر آپ لوگوں کو عربی سے کچھ بھی مس ہے تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ آوی کا لفظ اوس

موقعہ پرانا ہی کہ جب کسی مصیبت پیش آمدہ سے بچا کر پناہ دیجاتی ہے یہی محاورہ تمام قرآن شریف میں اور تمام اقوال عرب مین اور احادیث مین موجود ہو اور خدا تعالی کی کلام سے ثابت ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو اپنی تمام عمر مین صرف صلیب کی ہی مصیبت پیش آئی تھی اور حدیث سے ثابت ہے کہ مریم کو تمام عمر مین اسی واقعہ سے سخت غم پہونچا تھا پس یہ آیت ملبنا آوا نہی پکار رہی ہے کہ اس واقعہ صلیب کے بعد خدا تعالی نے اس آفت سے حضرت عیسی کو نجات دیکر اوس موذی ملک سے کسی دوسرے ملک مین پہنچا دیا تھا جہان پانی صاف کے چشمے بہتے ہو اور اونچا ٹیلہ تھا اب سوال یہہ ہے کہ کیا آسمان پر بھی کوئی چشمہ دار ٹیلہ ہے جس پر خدا تعالی نے واقعہ صلیب کے بعد حضرت مسیح کو جا بٹھایا اور ماں کو بھی اور حضرت مسیح کے سوانح مین غور کر کے کوئی نظیر تو پیش کرو کہ کسی مصیبت کے بعد انہیں ایسے ملک مین جگہ دیگئی ہو جو آرامگاہ اور جنت نظیر ہو اور بڑا ٹیلہ ہو تمام دنیا سے بلند اور چشمے جاری ہون پس آپکے خیال کی روسے خدا تعالی نعوذ باللہ صریح جھوٹا ٹھہرتا ہے کہ وہ تو صلیب کے بعد ٹیلہ کا ذکر کرتا ہے جسمین عیسی اور اسکی ماں کو جگہ دی اور آپ لوگ خواہ مخواہ اوسکو آسمان پر بٹھاتے ہین اور محض بیکار بیٹھا بتلاتے ہو تو بھی کہ ہی ہو کر اتنی مدت کیون بیکار بیٹھا ہوا ہے اور پھر آپ لوگ اور مولوی ثناء اللہ جو اس آیت سے انکار کر کے دوسرے آسمان پر اوسکو پہنچاتے ہین اس بات کا کچھ جواب نہین دیسکتے کہ زندہ مردون کی روحون مین کیون جا بیٹھا وہ لوگ تو اس دنیا سے باہر ہو گئے ہین اور دوسرے جہان مین پہنچ گئے کیا وہ بھی دوسرے جہان مین پہنچگیا ہے۔

اور خدا پر یہہ بھی جھوٹ ہے کہ گویا خدا نے یہودیون کا مطلب نہین سمجھا اور سوال دیگر جواب دیگر کی مثل انپر صادق کی یہودی تو کہتے ہین کہ مسیح کی روح کا خدا کی طرف رفع نہین ہوا اور خدا ان کا یہہ جواب دیتا ہے کہ مینے اسکو زندہ مع جسم دوسرے آسمان پر اٹھا لیا اور پھر کسی وقت مارونگا بھلا یہہ کیا جواب ہوا سوال تو یہہ تھا کہ مرنے کے بعد عیسی کا رفع نہین ہوا اور نعوذ باللہ وہ ملعون ہے اس سوال کا تو جواب یہہ تھا کہ ابھی تو عیسی نہین مرا جب مریگا تو مین اپنی طرف اوسکی روح اوٹھالونگا

پہلا دلیا جواب

دیا گیا یہہ تو اعتراض سے کچھ تعلق نہین رکھتا اسی طرح آنحضرت صلعم کی نسبت آپ لوگون کا یہہ گمان ہے کہ انہون نے جھوٹ بولا کہ یہہ کہا کہ مین عیسی کو مردون کی روحون مین دیکھ آیا ہون جو اس جہان سے باہر ہو گئے ہین ایک جسم دار شخص روحون مین کیونکر مل گیا اور بغیر قبض روح دوسرے جہان مین کیونکر پہنچ گیا یہہ عجیب ایمان ہے کہ خدا نے تو اپنے قول سے گواہی دی کہ عیسی مر گیا وہ گواہی قبول نہین کی اور پھر رسول نے اپنے فعل سے یعنی رویت سے گواہی دی کہ مین مردہ روحون مین اوسکو دیکھ آیا ہون وہ گواہی بھی رد کیجاتی ہے اور پھر اسلام کا دعوی